www.KitaboSunnat.com

تاریخ
تجوید و قراءات

تالیف:
قاری نجم الصبیح التھانوی

قرأت اکیڈمی
لاھور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تاریخ

علم تجوید وقراءات

تألیف

استاذ القراء القاری المقری

نجم الصبیح التھانوی

صدر مدرس شعبہ تجوید وقراءات

مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور

www.kitabosunnat.com

قراءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

23509
ن ج م - ش

انتباہ

قرآئت اکیڈمی® کی جملہ مطبوعات کے حقوق طباعت کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں کوئی صاحب یا ادارہ قرآئت اکیڈمی® کی بغیر اجازت نقل یا اشاعت کرنے کا مجاز نہیں ہے بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کی جائے گی

لیگل ایڈوائزر: شفیق احمد چاولہ۔ ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

نام کتاب .... تاریخ علم تجوید و قرآءات

مؤلف .... استاذ القراء القاری المقری نجم الصبیح التھانوی

طابع و ناشر .... قرآئت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

کمپوزنگ .... محمد حسن خان (کلی گرافکس اُردو بازار لاہور)

المکتبۃ الرحمانیہ
99۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 17170

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

پیر طریقت استاذ الحفاظ والقراء الحاج

حضرت مولانا قاری احمد دین صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

(مہتمم مدرسہ تجوید القرآن کوچہ کندیگراں رنگ محل لاہور)

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ))

اما بعد! ''تاریخ علم تجوید و قرآءت'' مؤلفہ جناب قاری نجم الصبیح تھانوی مدرس شعبہ تجوید و قرآءت مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور نظر سے گزری۔ ماشاء اللہ بہت اچھی اور معلومات افزاء کتاب ہے۔ اس موضوع پر اس طرح کی کتاب کا آج کل کے دور میں جب لوگوں میں قرآن کو باتجوید تلاوت کرنے کا ذوق وشوق بڑھ رہا ہے ہونا بہت ضروری تھا۔

الحمد للہ قاری نجم الصبیح تھانوی صاحب کی یہ کتاب شائقین کے لیے افادے کا بہترین سامان ثابت ہوگی۔ اور قاری صاحب کے لیے اور ان کے والد گرامی قدر استاذ القراء والمجوّدین حضرت قاری مقری اظہار احمد تھانوی نور اللہ مرقدہ کے لیے ان شاء اللہ ذخیرہ آخرت ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب موصوف کی اس تالیف کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی دیگر تالیفات کی طرح شائقین تجوید وقرآءت کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین

قاری صاحب نے یہ کتاب تالیف کر کے اپنے والد گرامی قدر کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ مقبول عام کرے۔ یہ شائقین و ذوق رکھنے والوں کے لیے بہت قیمتی سرمایہ ہے۔

یَلُوْحُ الْخَطُّ فِی الْقِرْطَاسِ دَهْرًا

وَکَاتِبُهٗ رَمِیْمٌ فِی التُّرَاب

ایسی تحریریں زمانے میں باقی رہیں گی اور چاند کی طرح چمکتی رہیں گی۔ اگرچہ اس کو لکھنے والے مٹی میں مل جائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

(قاری) احمد دین عفی عنہ

مہتمم مدرسہ تجوید القرآن

رنگ محل لاہور

۲۳۔ جون ۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از: استاذ القراء والمجودین حضرت فضیلۃ الشیخ

القاری المقری محمد ادریس العاصم

دامت برکاتھم العالیہ مدرسہ عالیہ

(تجوید القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور و فاضل مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ سعودی عرب)

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا))

امابعد! ''تاریخ علم تجوید و قرآءت'' اپنے عنوان سے ہی اپنی اہمیت و ضرورت کو واضح کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی علم کی تاریخ اس علم کی اساس کہی جا سکتی ہے مگر حیرت انگیز طور پر اس موضوع پر مواد اردو ادب میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

استاذ القراء قاری محمد طاہر رحیمی صاحب مدظلہ نے دو مختصر کتابچے اس موضوع پر ''تاریخ تجوید اور تاریخ قرآءت'' پر تالیف کیے لیکن وہ عرصہ دراز سے ناپید تھے۔

ضرورت تھی کہ اس موضوع پر ایک سیر حاصل مواد پر مشتمل کتاب تالیف کی جاتی اور الحمد للہ اس ضرورت کو جناب استاذ القراء قاری مقری نجم الصبیح التھانوی صاحب نے محسوس کیا اور اپنی بھرپور محنت شاقہ سے اس موضوع کا مواد اس کتاب میں مجتمع کر دیا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انشاء اللہ تعالیٰ شائقین علم کے لیے علمی رہنمائی اور افادے کا ذریعہ ہوگا نیز اس سے ناقدین علم تجوید و علم قرآءت کا بھی دندان شکن جواب ممکن ہو سکے گا۔

اس کے علاوہ یہ علم تجوید اور علم قرآءت کی حقانیت کا سامان بھی ہر خاص و عام غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں کو مہیا کرے گا۔

میں اللہ وحدہ لاشریک کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ قاری صاحب موصوف کی اس خدمت کو قبول و منظور فرمائے اور اسے قاری صاحب کے لیے اور ان کے والد ماجد اور میرے مربی اور شفیق استاذ مکرم استاذ القراء والمجودین القاری المقری الشیخ اظہار احمد التھانوی اعلی اللہ مقامہ ونور اللہ مرقدہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العلمین۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خادم القرآن والقرآءات

۲۱۔جون ۲۰۰۷ء

محمد ادریس العاصم عفی عنہ

مدرسہ عالیہ تجوید القرآن

اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

﴿الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی اله واصحابه اجمعین﴾

اما بعد! تاریخ تجوید وقراءت ایک نہایت اہم علمی اور تاریخی موضوع ہے جو کہ ان دونوں علوم کی اساس کہا جاسکتا ہے مگر حیرت انگیز طور پر اس موضوع پر مواد الگ کتابی صورت میں ملنا ناممکن تھا۔ ایک مختصر کام استاذ القراء قاری محمد طاہر رحیمی صاحب مدظلہ نے کیا ہے مگر وہ تلاش بسیار کے باوجود بھی اب دستیاب نہیں ہو پاتا ہے۔ لہٰذا راقم نے اس موضوع کے مواد کو مجتمع کرنے کی کوشش کی ہے جو الحمد للہ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ مواد میں نے قبلہ والد گرامی حضرت استاذ القراء والمجودین قاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ کی کتب "المرشد فی مسائل التجوید والوقف۔ ایضاح المقاصد شرح عقیلہ" علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی "النشر فی القراءات العشر" علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ہی "منجد المقرئین" اور "تقریب النشر فی القراءات العشر" نیز علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "الاتقان فی علوم القرآن" سے جمع کیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر کتب بھی زیر مطالعہ رہی ہیں جن کا موقع کی مناسبت سے حوالہ دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ استاذ القراء قاری محمد طاہر رحیمی صاحب کی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ "تاریخ تجوید" پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ "تاریخ قراءات" پر مشتمل ہے۔ اللہ پاک اپنی بارگاہ عز وشرف میں قبول فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی تیاری میں مجھے اپنے قابل صد احترام استاذ گرامی قدر فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم کی مکمل رہنمائی اور علمی معاونت حاصل رہی اور یقیناً اسی کی بدولت میں یہ مواد اکٹھا کر سکا ہوں۔ اللہ پاک شیخ محترم کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

قاری نجم الصبیح التھانوی عفی عنہ

مدرس تجوید وقرآءت مدرسہ تجوید القرآن

رنگ محل لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اوّل

تاریخ علم تجوید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین﴾

ہدایت انسانیت اور اخلاقی تربیت کا منشور:

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو خلق فرما کر دنیا میں بھیجا تو اس کی روحانی و اخلاقی تربیت کے لیے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو ان کی جانب مبعوث فرمایا۔ ان پیغمبروں میں سے صاحب شریعت رسولوں کو کتب سماوی بھی عطا فرمائی گئیں تا کہ اس زمانے کے لوگوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کا ایک سرچشمہ ان کے درمیان دستور العمل کی صورت میں موجود رہے۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے:

- ((قَالَ اَبُوْذَرٍّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا))

''یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! انبیاء علیہم السلام کی کل تعداد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے۔ ان میں سے تین سو پندرہ (صاحب کتاب) رسول تھے، جو کافی بڑی تعداد ہے۔'' (مسند احمد۔ المشکوٰۃ المصابیح)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تین سو پندرہ صاحب کتاب رسولوں کے نام نہ تو قرآن مجید میں ہیں اور نہ کتب احادیث کے ذخیرہ میں۔ قرآن میں صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ کا تذکرہ موجود ہے۔ علماء کا اس امر کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے قول کے مطابق حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے‘ حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے‘ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی دس صحیفوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ اپنی تفسیر عثمانی میں تنبیہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: ”بعض روایات ضعیفہ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کے علاوہ دس صحیفے نازل ہوئے تھے‘ خدا جانے کہاں تک صحیح ہے۔“ (تفسیر عثمانی ص ۷۸۸)

چار بڑی آسمانی کتب:

① تورات: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
② زبور: یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
③ انجیل: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
④ قرآن حکیم: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

لیکن یہ امر واضح رہے کہ اب ان کتب میں ماسوا قرآن حکیم کے بقایا تینوں کتب تحریف وتبدل کا شکار ہو کر اپنی ہیئت کھو چکی ہیں۔

حفاظت قرآن کریم:

دیگر کتب میں تحریف وتبدل کے متعلق قرآن حکیم میں بہت سی آیات آئی ہیں‘ ہم یہاں صرف دو آیات اور ان کا ترجمہ اور تفسیری نکات بیان کریں گے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۷۹)

''سوخرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہہ دیتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ لیں اس پر تھوڑا سا مول' سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں کے لکھنے سے اور خرابی ہے ان کو اپنی اس کمائی سے۔''

اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں علامہ شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں ''یہ وہ لوگ (علماء یہود) ہیں جو ان عوام جاہلوں کے موافق باتیں اپنی طرف سے بنا کر لکھ دیتے تھے اور اللہ کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے مثلاً تورات میں لکھا تھا کہ پیغمبر آخر الزماں خوبصورت' پیچواں بال' سیاہ آنکھیں' میانہ قد' گندم رنگ پیدا ہوں گے۔ انہوں نے اسے تبدیل کر کے اس طرح لکھا کہ لمبا قد' نیلی آنکھیں اور سیدھے بال'' تا کہ عوام آپ کی تصدیق نہ کریں اور ہمارے دنیاوی منافع میں خلل نہ آجائے۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

''اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب تا کہ تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان کر۔'' (آل عمران: ۷۸)

اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''یہ اہل کتاب کی تحریف کا حال بیان فرمایا یعنی آسمانی کتاب میں کچھ چیزیں اپنی طرف سے بڑھا گھٹا کر ایسے انداز اور لہجہ میں پڑھتے ہیں کہ ناواقف سننے والا دھوکہ میں آجائے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سمجھے کہ یہ بھی آسمانی کتاب کی عبارت ہے' یہ ہی نہیں بلکہ زبان سے دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ حالانکہ نہ وہ مضمون کتاب میں موجود ہے اور نہ اللہ کے پاس سے آیا ہے بلکہ خود اس تحریف شدہ کتاب کو بہ ہیئت مجموعی اللہ کی کتاب نہیں کہہ سکتے' کیونکہ اس میں طرح طرح کے تصرفات اور جعل سازیاں کی گئی ہیں۔ آج بائبل کے جو نسخے دنیا میں موجود ہیں ان میں باہم شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض مضامین ایسے درج ہیں جو قطعاً اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔

سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم تحریف و تبدل سے محفوظ ہے؟

اس شبے کا جواب بھی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرما رہے ہیں:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (البقرہ: ۲)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔''

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (حم السجدہ: ۴۲)

''اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی حکمتوں والے' سب تعریفوں والے اللہ کی۔''

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں واضح طور پر قرآن کی حفاظت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے قرآن کی آیات کی حفاظت و تلاوت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝﴾ (القیامۃ:١٧)

”بے شک ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں اور پڑھنا آپ ﷺ کی زبان سے۔“

جبکہ دیگر کتب کی حفاظت ان کے پیغمبروں اور علماء پر تھی جیسا کہ ارشاد ربانی ہوتا ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۝﴾ (المائدہ:۴۴)

”ہم نے نازل کی تورات کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے، یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے، اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے۔“

دیگر کتب کے مقابلہ میں قرآن کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیوں کیا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے جو رسول مبعوث فرمائے اور جو کتب نازل فرمائیں، وہ ایک خاص قوم، مخصوص مدت اور مخصوص وقت کے لیے تھیں۔ ہر نبی اور رسول نے اپنی قوم کی ہدایت کے لیے سعی فرمائی اور چونکہ ان کتب کی حفاظت انسانوں کے ذمہ تھی، لہٰذا انقلابات زمانہ کی وجہ سے یہ کتب تحریف و تبدل کا شکار ہوئیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے ہادی بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت کو تا قیامت جاری رکھا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کو خاتم النبیین بنایا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ جیسے آپ کی نبوت عالمگیر ہے اور تا قیامت باقی رہنی ہے اسی طرح آپ پر نازل کی جانے والی کتاب مبین کو بھی تا قیامت قائم و دائم رکھنے کا اہتمام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا اور چونکہ حفاظت قرآنی انسانوں کے بس کی بات نہ تھی لہٰذا اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کس طرح فرمائی؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت مختلف طریقوں سے کروائی۔

① اس کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔

② اس کی ادائیگی کی حفاظت کی گئی۔

③ تمام کلمات قرآنی کی حفاظت ہوئی۔

④ قرآن کی حفاظت بذریعہ حفظ۔

1 قرآن کی حفاظت بذریعہ تحریر:

پہلے طریقہ کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق اس کو کاتبان وحی سے لکھوایا۔ یہ وحی کھجور کے پتوں کے چوڑائی والے حصوں، اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، پتھروں اور چمڑے وغیرہ پر لکھوائی گئیں۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں پورا قرآن شریف لکھا ہوا موجود تھا۔

آنحضرت ﷺ نے قرآن کو تحریری طور پر محفوظ کرنے کے لیے بہت اہتمام کیا اور قرآن کو ایک مخصوص طرز تحریر پر لکھا جو کہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے تھا۔ یہی طرز تحریر آگے چل کر رسم عثمانی کہلایا۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ رسم قرآنی یا رسم عثمانی کے تمام اصول وضوابط کو آنحضرت کی سنت قرار دیتے ہیں:

وَكُلُّ مَا فِيهِ مَشْهُورٌ بِسُنَّتِهِ
وَلَمْ يُصِبْ مَنْ أَضَافَ الْوَهْمَ وَالْغِيَرَا

"یعنی تمام وہ اصول جو اس رسم میں ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی سنت ہونے کے ساتھ مشہور ہیں جس نے رسم کو وہم وتغیر کی طرف منسوب کیا ہے اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی درست بات نہیں کہی ہے۔"

یعنی قرآن کے مخصوص رسم سے اس کی لکھائی کی حفاظت ہوئی۔ مختصراً قرآن کی رسم کے متعلق ہم انشاء اللہ آگے چل کر بیان کریں گے۔

۲ ادائیگی کی حفاظت:

قرآن کی دوسری حفاظت اس طریقہ سے کی گئی کہ اس کو ادائیگی کے لحاظ سے محفوظ کیا گیا' حروف کو صحیح مخرج سے نکال کر اس کی صفات لازمہ ومحسنہ کے ہمراہ سے ادا کرنا فرض قرار دیا گیا اور اس سے روگردانی کرنے والا گناہ گار تسلیم کیا گیا' اسی کے متعلق علامہ جزری رحمہ اللہ اپنے "مقدمہ" میں فرماتے ہیں ۔

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ
لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا
وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

"اور حاصل کرنا تجوید کا واجب ہے' ضروری ہے جو تجوید کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے کیونکہ قرآن تجوید کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور اسی طرح تجوید کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے۔"

یعنی تجوید کے ذریعہ قرآن کی ادائیگی کی حفاظت ہوئی۔ اور اسی حفاظت قرآنی کے متعلق ہم تفصیل سے آگے چل کر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

۳ کلمات قرآن کی حفاظت:

اور تیسرے طریقہ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں کلمات کی حفاظت تھی اور یہ اس طرح کی گئی کہ تمام کلمات مختلف جو سبع احرف میں وارد ہیں ان کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس علم کو تابعین رحمہم اللہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا اور تابعین حضرات رحمہم اللہ سے تبع تابعین رحمہم اللہ کو منتقل ہوا اور یہی علم قراءت ہے یعنی علم قراءت ایک ایسا علم ہے جس سے وحی قرآنی کے کلمات کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآنی کلمات کی ادا کو تحریف کی تمام اقسام سے بچانا اور اسے ہم اس کتاب کے حصہ دوم ''تاریخ علم قراءت'' میں تفصیل سے بیان کریں گے۔ انشاءاللہ

۴ قرآن کی حفاظت بذریعہ حفظ:

حفاظت قرآن کا سب سے اہم اور مشہور و معروف طریقہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے چلا آتا ہے، وہ حفظ قرآن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود حضرت جبرائیل علیہ السلام سے قرآن حاصل فرماتے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ فرما دیتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن حکیم کو حفظ فرمایا اور اس فخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔ جن کے نام آگے چل کر ہم ذکر کریں گے۔

یہ حفاظت قرآن کے چاروں انداز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے اب تک چلے آرہے ہیں۔ بے شمار مرد و زن، بچے، بوڑھے حفظ قرآن سے سرفراز ہوتے ہیں اور تجوید و قراءت اور رسم عثمانی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ الحمدللہ

اور اس طرح حفاظت قرآن کے چاروں طریقے اور علوم قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ ہم تک پہنچے۔

فضائل قرآن سے متعلق آیات قرآنی واحادیث مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو پڑھنے والوں کے لیے بہت سے انعامات کا اعلان فرمایا ہے جو قرآن کو حفظ کرنے والوں کے جذبہ شوق کو مزید مہمیز دیتے ہیں۔ یہ انعامات قرآن اور حدیث دونوں میں وارد ہیں۔ قرآن حکیم میں سورۃ الفاطر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ (الفاطر: ۳۲)

''پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (دنیا جہاں کے) بندوں میں سے پسند فرمایا' پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے ہیں یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں:

یہاں کتاب سے مراد قرآن حکیم ہے اور اس کے وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جن کے تین درجات ہیں:

- ''ظالم'' جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔
- ''متوسط'' جو اس کی تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔
- ''سابق'' جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے' اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔

امام ہذلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الکامل'' میں فرماتے ہیں ''کہ یہ آیت قراء اور حفاظ کی فضیلت پر دال ہے''۔

اسی طرح سورۃ المجادلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلۃ: ۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے' درجات بلند کرے گا''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام مومنین پر اہل علم مومنین کے درجات کی بلندی کا ذکر فرمایا ہے اور اہل علم سے مراد یہاں قراء اور حفاظ ہیں۔''

احادیث مبارکہ سے فضائل قرآن:

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث کتب احادیث میں منقول ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے منتخب احادیث آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

① حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) [صحیح بخاری]

''یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔''

② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَقْرَءَهٗ)) [الطبرانی]

''یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن پڑھتا اور دوسروں کو پڑھاتا ہے۔''

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ۔ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ، قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّةٗ))

[ابن ماجه' مسند احمد، مستدرك حاكم]

''یعنی انسانوں میں سے کچھ حضرات اللہ کے خاص بندے ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہل قرآن (حفاظ) ہیں جو اللہ کے اپنے اور خاص بندے ہیں۔''

④ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.kitabosunnat.com
''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ.''

www.KitaboSunnat.com

((اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ))

[طبرانی۔ مجمع الزوائد]

''یعنی میری امت کے اشراف حاملین قرآن اور شب بیدار ہیں۔''

ایک اور حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَضْلُ حَمَلَةِ الْقُرْاٰنِ عَلَی الَّذِیْ لَمْ یَحْمِلْهُ کَفَضْلِ الْخَالِقِ عَلَی الْمَخْلُوْقِ)) [کنز العمال]

''یعنی حاملین قرآن کی فضیلت اس شخص پر جو حامل قرآن نہیں' ایسی ہے جیسے خالق کی فضیلت مخلوق پر ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْقُرْاٰنُ غِنًی لَّا فَقْرَ بَعْدَهٗ وَلَا غِنًی دُوْنَهٗ)) [مسند ابو یعلی]

''یعنی قرآن مجید ایسی مستغنی کر دینے والی دولت ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کا فقر بھوک و افلاس نہیں اور قرآن کے بغیر کوئی مستغنی نہیں۔''

حضرت معاذ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِهٖ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِهٰذَا))

[مسند احمد' ابو داؤد، مستدرک حاکم، مشکوۃ]

''یعنی جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنائیں گے جس کی روشنی اس سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہے، اگر وہ سورج اس دنیا کے تمہارے گھروں میں ہو' پس اس شخص کے متعلق تم کیا خیال کرتے ہو' جس نے خود قرآن پڑھا ہو اور اس پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمل کیا ہو۔"

۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِحَامِلِ الْقُرْاٰنِ اِذَا عَمِلَ بِهٖ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ شَفَعَ فِیْ عَشْرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ)) [مسند احمد، ابن ماجه، ترمذی، مشکوة]

"یعنی حامل قرآن جب قرآن مجید پر عمل کرے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے تو اس کو اس کے گھر کے ان دس افراد کے لیے قیامت کے دن شفاعت کا حق دیا جائے گا جن سب کے لیے آگ واجب ہو چکی ہوگی۔"

۹ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ عَدَدَ دَرَجِ الْجَنَّةِ عَدَدَ اٰیِ الْقُرْاٰنِ فَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِمَّنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ لَمْ یَكُنْ فَوْقَهٗ اَحَدٌ)) [بیهقی فی شعب الایمان]

"یعنی بے شک جنت کے درجات آیات کی تعداد کے برابر ہیں پس حفاظ قرآن میں سے جو جنت میں داخل ہوگا اور پورا قرآن پڑھے اس سے اوپر کوئی نہیں ہوگا۔"

۱۰ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ))

[رواه البخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجه، مشکوة]

"یعنی قرآن کو مہارت سے پڑھنے والے بہت ہی معزز اور مقرب فرشتوں کی ہمراہی میں ہوں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

III حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں کہ:

((لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰی اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ))

[بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ]

"یعنی صرف دو آدمی قابل رشک ہیں ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی اور وہ اسے رات دن قائم کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ اسے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے"۔

قرآن کو معنی سمجھے بغیر حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا:

اس سلسلے میں ہم تین احادیث پیش کرتے ہیں۔

① حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں کہ:

((اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّكُمْ، وَحُبِّ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ فِیْ ظِلِّ اللّٰهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مَعَ اَنْبِیَآئِهٖ وَاَصْفِیَآئِهٖ)) [رواہ الدیلمی، کنز العمال، دار قطنی]

"یعنی اپنی اولاد کو تین آداب سکھلاؤ: ① اپنے نبی ﷺ کی محبت ② اور آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت ③ اور قراءت قرآن کیونکہ بے شک حفاظ قرآن اللہ تعالیٰ کے سایہ میں انبیاء کرام اور نیک لوگوں کے ہمراہ ہوں گے۔ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا ماسواء عرش الٰہی کے"۔

یہ لازمی امر ہے کہ نوخیز بچوں کو ہی اولین ادب آداب سکھائے جاتے ہیں اور تین بڑے آداب میں سے ایک عظیم ادب قرآن پڑھانا بھی ہے۔ یقیناً یہ چھوٹے بچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے معنی و مفاہیم سمجھ کر تو تلاوت نہیں کریں گے۔

② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ۔ اَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔)) [ترمذی]

"یعنی جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس لفظ کے عوض ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ الٓمٓ حروف مقطعات جن کے معنی اللہ کو ہی معلوم ہیں اس پر اس قدر انعام و اکرام ہے تو لازماً دیگر الفاظ قرآنی پر بھی انشاء اللہ معنی سمجھے بغیر کی گئی تلاوت فائدہ مند ہوگی۔

③ اسی سلسلہ میں ایک روایت جو بیہقی نے اپنی شعب الایمان میں درج کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کے معنی تلاش کیے اسے ایک حرف کے عوض میں بیس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص اس کو بغیر معانی کے سمجھے ہوئے پڑھے گا اسے ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ملیں گی۔

اس اثر سے بھی بغیر معانی سمجھے پڑھے گئے قرآن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے ہاں معانی سمجھ کر کی گئی تلاوت نیکی و فضیلت میں جس درجہ کی حامل ہے وہ یقیناً نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے۔

اہمیت تجوید

ہم اس سے پیشتر بتا چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کے حروف کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے رسم الخط کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح اس کے پڑھنے کی صحیح ادا کی بھی حفاظت فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جس طرز اور ادا پر قرآن پڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا وہ صحیح کامل ترین اور سب سے زیادہ معتبر ہے۔ بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین کو قرآن کی تعلیم دی تو سختی سے اسی ادا اور انہی اصول وضوابط پر کاربند رہے' جو کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سیکھے تھے۔

جیسا کہ طبرانی کی معجم الکبیر میں ثقہ اسناد سے یہ روایت آئی ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی: "اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ" الخ مگر لِلْفُقَرَآءِ کے الف پر ہونے والا مد ادا نہیں کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آنحضرت ﷺ نے یہ آیت ہمیں اس طرح نہیں پڑھائی۔" پڑھنے والے نے دریافت کیا اے ابوعبدالرحمٰن آپ نے آنحضرت ﷺ سے کیسے پڑھا ہے؟ تب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لِلْفُقَرَآءِ کو مد کے ہمراہ ادا کیا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بغیر ادائیگی مد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تلاوت قرآن کو قواعد کے خلاف سمجھا' جن کے مطابق آنحضرت ﷺ نے آپ کو پڑھایا تھا۔ اسی لیے آپ نے پڑھنے والے کو ٹوک دیا۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اداء میں تمام اصول وقواعد کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ خواہ وہ صفات محسنہ ہی کیوں نہ ہوں۔

امت کے لیے جس طرح قرآن مجید کے معنی کا سیکھنا' سمجھنا اور اس کے احکام و حدود پر عمل کرنا ایک عبادت وفریضہ ہے۔ اسی طرح اس پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کا منقول ثابت طریق کے موافق ادا کرنا بھی لازم وفرض ہے اور یہ طریقہ وہ ہے جسے "تجوید وتصحیح" اور ترتیل سے موسوم کرتے ہیں۔ پس قرآن مجید کے حروف کا اس حد تک صحیح پڑھنا کہ اس سے حروف میں کمی بیشی۔ تبدیلی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعراب کی غلطی پیدا نہ ہو اور قرآن کے معانی نہ بگڑیں۔ اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہے یہ درجہ مخارج اور صفات لازمہ کی رعایت سے حاصل ہوتا ہے (مخرج کے معنی ہیں حرف کے نکلنے کی جگہ جیسے حاء اور عین میں حلق کا درمیانی حصہ اور باء اور میم میں دونوں ہونٹ اور صفت لازمہ وہ انداز و کیفیت ہے جس سے حرف ادا ہو اور اس کے ادا نہ ہونے سے حرف بگڑ جائے جیسے قاف طاء' صاد ظاء کو پُر پڑھنا اور صاد' سین' زاء کی سیٹی کی مانند تیز آواز) اس کے خلاف پڑھنے والا ہر شخص گنہگار ہے۔ کیونکہ اس سے معنی کی تبدیلی یا بے معنویت لازم آتی ہے۔

اب ہم اسے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

① تبدیلی حرف بالحرف:

یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا اور یہ دوسرا حرف خواہ انتیس عربی حروف میں سے ہو یا کوئی غیر عربی حرف ہو یا کوئی غیر عربی آواز ہو۔ جیسے عین کی جگہ ہمزہ۔ ذال کی جگہ ظاء۔ صاد کی جگہ سین اور ضاد کی جگہ ظاء یا دال یا کوئی غیر عجمی حرف مثلاً ڈال یا گاف وغیرہ مثلاً قُلْ کی جگہ کُلْ۔

کسی حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانا دو وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے۔

(الف) تبدیلی مخرج:

یعنی ایک حرف کا مخرج دوسرے مخرج سے بدل جائے۔ جیسے قاف کی جگہ کاف۔ حاء کی جگہ ھاء۔ عین کی جگہ ہمزہ وغیرہ۔ یا اسی طرح کسی عربی حرف کی جگہ عجمی حرف پیدا ہو جائے' جیسے راء کو "ڑے" سے بدلنا یا دال کو ڈال بنا دینا وغیرہ۔

(ب) تبدیلی صفات:

یعنی کسی حرف کی صفات لازمہ میں تغیر کرنا جیسے حرف طاء میں صفت اطباق و استعلاء کے ترک کر دینے سے تاء کی آواز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صاد میں انہی دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات کے ترک سے سین کی آواز بن جاتی ہے۔

② حرکات کو بڑھا کر پڑھنا:

کسی حرکت کو جس قدر پڑھنے کا قاعدہ مقرر ہے اس سے تجاوز کر کے پڑھنا جیسے نَسْتَعِيْنُ کو نَسْتَاعِيْنُ پڑھنا۔ رَيْبَ فِيْهِ کو رَيْبَا فِيْهِ پڑھنا وغیرہ۔ یعنی زبر کو اتنا کھینچنا کہ اس سے الف مدہ پیدا ہو جائے' ایسے ہی زیر کو اس قدر کھینچنا کہ اس سے یاء مدہ پیدا ہو جائے جیسے اِهْدِ کو اِهْدِي پڑھنا اور پیش کو اس قدر کھینچ کر پڑھنا کہ واؤ مدہ پیدا ہو جائے جیسے اَلْحَمْدُ کو اَلْحَمْدُوْ کر دینا وغیرہ۔

③ حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا:

جیسے لَمْ يُوْلَدْ کو لَمْ يُلَدْ پڑھنا یا تَرْمِيْهِمْ کو تَرْمِهِمْ پڑھ دینا۔ ان امثلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف مدہ کو ان کی ذاتی اور طبعی مقدار سے کم کھینچا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف مدہ معدوم ہو گئے ہیں۔

④ حرکات وسکنات میں غلطی:

ایک حرکت کا دوسری حرکت سے بدل جانا جیسے اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ پڑھ دینا۔ لِمَ كَتَبْتَ کی جگہ لِمَ كَتَبْتِ پڑھ دینا وغیرہ۔

یا ساکن کی جگہ متحرک پڑھ دینا جیسے اَلْمَغْضُوْبِ کی جگہ اَلْمَغَضُوْبِ یا اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنَعَمْتَ یا وَلَا حَرَّمْنَا کی جگہ وَلَا حَرَّمَنَا وغیرہ۔ یا متحرک کی جگہ ساکن پڑھ دینا جیسے عَجَبًا کی جگہ عَجْبًا پڑھنا۔ اسی طرح فَطَرَنَا کی جگہ فَطْرَنَا پڑھنا یا مخفف کی جگہ مشدد حرف یا مشدد کی جگہ مخفف پڑھ دینا جیسے شَدَدْنَا کی جگہ شَدَّدْنَا اور لَمَّا کی جگہ لَمَا پڑھنا یہ تمام اغلاط لحن جلی کہلاتی ہیں۔

نوٹ:

تغیر وتبدل اور کمی وزیادتی الفاظ وحرکت کسی ایک روایت میں لحن ہوگی' ہاں جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافات قرآءات کو پڑھے گا تو وہ تغیر وتبدل جو قرآءات متواترہ میں ثابت اور مروی ہوں گے وہ پڑھنا صحیح ہوگا۔

غلط پڑھنے سے معانی میں جو تغیر وتبدل ہوتا ہے اسے ہم یہاں جدول کے ذریعے بیان کر رہے ہیں:

1 تبدیل حرف بحرف:

تحریف شدہ کلمات		قرآنی کلمات	
امید کرنے والے	اَلْاٰمِلِیْنَ	کام کرنے والے	اَلْعٰلِمِیْنَ
اور نہ اسے پے در پے نیزہ مارتے تھے	وَلَا تَخُتُّہٗ	اور نہ اسے لکھتے	وَلَا تَخُطُّہٗ
بال لٹکانا	سُدُوْرِ	سینے	صُدُوْرِ
کوشش کرتے ہیں	یَجْھَدُ	انکار کرتے ہیں	یَجْحَدُ
کھاؤ	کُلْ	کہو	قُلْ
آنسو بہاتے ہیں	تَھْمِلُ	اٹھاتے ہیں	تَحْمِلُ
کتا	کَلْبٌ	دل	قَلْبٌ
گدھ بکھیرنا یا نثر میں گفتگو کرنا	نَسْرٌ نَثْرٌ	مدد	نَصْرٌ
چلتا ہے کشادہ قدم رکھتا ہے	یَبْسُتُ	فراخ کرتا ہے	یَبْسُطُ
سر مونڈنا	حَلَقَ	پیدا کرنا	خَلَقَ
کپڑے کا پرانا ہو کر پھٹنا	اَلْھَمْدُ	تعریفیں	اَلْحَمْدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَرَمًا	حرم (سرزمین مکہ)	هَرَمًا	کمزور ہونا۔ بوڑھا ہونا
عَلِيْمٌ	باخبر	اَلِيْمٌ	دردناک
فَتَرْضٰى	پس آپ راضی ہو جائیں گے	فَتَرْدٰى	پس آپ ﷺ (نعوذ باللہ) ہلاک ہو جائیں گے
بِضْعَ سِنِيْنَ	چند سال	بِدْعَ سِنِيْنَ	انوکھے سال
خَلَقَ	پیدا کرنا	خَلَكَ	اس لفظ کا کوئی مطلب نہیں
جَعَلَ اللّٰهُ	اللہ نے بنایا	جَالَ اللّٰهُ	اللہ نے اکٹھا کیا
لَا يَعْلَمُوْنَ	نہیں جانتے ہیں	لَا يَالَمُوْنَ	نہیں دکھی ہوتے
بِالْحَقِّ	سچائی	بِالْهَكِّ اَلْحَكّ	فاسد العقل رگڑنا۔ گھسنا
ضَآلِّيْنَ	گمراہ	دَآلِّيْنَ ظَآلِّيْنَ	راستہ دکھانے والے ہمیشہ رہنے والے
طَالَ	غالب ہونا، فخر کرنا، لمبا ہونا	تَالَ	جادو کرنا
يَنْظُرُوْنَ	وہ دیکھتے ہیں	يَنْذُرُوْنَ	وہ نذر مانتے ہیں
اَلصَّيْفُ	موسم گرما	اَلسَّيْفُ	تلوار
قَنَطُوْا	مایوس ہوئے	قَنَتُوْا كَنَتُوْا	اطاعت کی مضبوط ہوئے
يَمْحُ	وہ مٹاتا ہے	يَمْهُ	وہ بہت مارتا ہے
بَثَّ	پھیلایا	بَسَّ	جانور کو آہستہ آہستہ ہانکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْبَحْرُ	سمندر	اَلْبَهْرُ	غالب ہونا۔ فضیلت میں بڑھ جانا
اَلْاِسْمُ	نام	اَلْاِثْمُ	گناہ
صَبَرَ	صبر کیا	سَبَرَ	گہرائی کی آزمائش کی
اَلصَّبْرُ	صبر	اَلسَّبْرُ	شیر
لَا تَرْفَعُوْا	مت اونچی کرو	لَا تَرْفَئُوْا	مت مرمت کرو یا مت کپڑے کو رفو کرو
نَضِيْدٌ	تہ بہ تہ	نَدِيْدٌ	مثل و نظیر
وَقَيَّضْنَا	اور ہم نے مقرر کیا	وَقَيَّدْنَا	اور ہم نے بیڑی ڈالی
اَلْبَاطِلُ	باطل	اَلْبَاتِلُ	کاٹ کر جدا کرنے والا

۲ حرکات کو بڑھا کر پڑھنا:

قَالَ اس ایک مرد نے کہا۔ قَالَا ان دو مردوں نے کہا۔ مَالِكِ مالک بادشاہ۔ مَالِكِيْ میرا بادشاہ، میرا مالک۔ قِيْلَ اس ایک مرد سے کہا گیا قِيْلَا ان دو مردوں سے کہا گیا۔ اِنَّ یقیناً اِنَّا یقیناً ہم۔ اُدْعُ تو ایک مرد بلا۔ اُدْعُوْا تم سب مرد بلاؤ۔ اُتْلُ تو تلاوت کر اُتْلُوْا تم سب تلاوت کرو۔

۳ حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا:

قَالَا ان دو مردوں نے کہا۔ قَالَ اس ایک نے کہا۔ فَرَّقْنَا ہم نے جدا کر دیا، فَرَّقْنَ ان سب عورتوں نے جدا کر دیا (جمع مونث غائب کا صیغہ بن جائے گا) اَغْرَقْنَا ہم نے غرق کر دیا۔ اَغْرَقْنَ ان سب عورتوں نے غرق کر دیا۔ اُدْعُوْا تم سب مرد بلاؤ۔ اُدْعُ تو ایک مرد بلا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴ حرکات وسکنات کی تبدیلی:

اَنْعَمْتَ تو نے انعام کیا۔ اَنْعَمْتُ میں نے انعام کیا۔ اَنْعَمْتِ تو ایک عورت نے انعام کیا۔ نَزَّلْنَا ہم نے نازل کیا۔ نَزَّلَنَا اس نے ہم کو نازل کیا' خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا۔ خَلَقَنَا اس نے ہمیں پیدا کیا' تَرَکْنَا ہم نے چھوڑا' تَرَکَنَا اس نے ہمیں چھوڑا۔

درج بالا ان تمام اغلاط کو لحن جلی کہا جاتا ہے لحن جلی کا مطلب ہے بڑی اور واضح غلطی۔

لحن خفی صفات عارضہ میں غلطی کرنے کو کہا جاتا ہے لحن خفی کا مطلب ہے چھوٹی یا پوشیدہ غلطی۔

تلاوت کے دوران دوسری قسم کی اغلاط کو لحن خفی کہا جاتا ہے۔ لحن خفی کی دو اقسام ہیں:

① لحن خفی کی پہلی قسم وہ ہے جس کو قاری ہی پکڑ سکتا ہے اور قاری ہی اسے معلوم کر سکتا ہے جیسے ادغام کی جگہ اظہار کر دینا۔ مرقق کی جگہ مفخم یا اس کے برعکس کر دینا۔ اسی طرح مد کی جگہ قصر کرنا اور قصر کی جگہ مد کر دینا اور وقف بالروم میں پوری حرکت کا پڑھ دینا وغیرہ۔

② لحن خفی کی دوسری قسم وہ ہے جس کو ماہر اور حاذق قاری ہی محسوس کر سکتے ہیں جیسے تکرار راءات۔ تطنین نونات۔ اخفاء غنہ میں کمی بیشی کا ہونا۔ وہ مواقع جہاں لام کو مرقق پڑھا جاتا ہے وہاں مفخم پڑھ دینا یا اس کے برعکس کرنا یا مقدار مدود میں کمی بیشی کرنا۔ مدات وغنات میں آواز کا ہلانا وغیرہ۔ لحن خفی کی ان اقسام سے تلاوت کی خوبصورتی اور رونق ختم ہو جاتی ہے۔

لحن جلی وخفی کا حکم:

لحن جلی کے ارتکاب میں عقاب کی وعید ہے اور لحن خفی کے ارتکاب میں عتاب کا اندیشہ تسلیم کیا گیا ہے لحن جلی حرام ہے اور لحن خفی مکروہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

یہاں پر لفظ اٰثِمٌ عام ہے اور لحن جلی ولحن خفی دونوں کے گناہوں کو شامل ہے۔ علم تجوید میں واجب کی دو اقسام ہیں:

① واجب شرعی:

کہ جس کو اختیار کرنے پر ثواب اور ترک کرنے پر عقاب ہو واجب شرعی کی حد یہ ہے کہ حروف کو تغیر سے اور معنی کو فساد سے بچایا جائے لہٰذا اس کا مرتکب گناہ گار ہوگا۔

② واجب اصطلاحی:

اس کے ذیل میں صفات عارضہ مثلاً ادغام۔ اخفاء۔ اقلاب۔ ترقیق تفخیم داخل ہیں۔ متاخرین علماء کے مطابق ان کا تارک اٰثِمٌ میں داخل نہیں لیکن متقدمین نے تمام کے واجب شرعی ہونے کو اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ ناصر الدین الطبلاوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔

متاخرین کے یہاں قول زیادہ اقرب الی التحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں ہی واجب شرعی ہیں مگر اول بمعنی فرض کے ہے جس کا ترک حرام ہے اور دوسرا بمعنی سنت موکدہ کے ہے جس کا ترک مکروہ ہے۔

لحن خفی کی دونوں اقسام کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المنح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریہ میں فرماتے ہیں:

"لحن خفی کی پہلی قسم میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پکڑ کا اندیشہ ہے اور یہ مکروہ ہے اور لحن خفی کی دوسری قسم میں ناراضگی کا اندیشہ تو نہیں لیکن یہ تلاوت میں حرج عظیم ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط قرآن پڑھنے سے بچنے کا طریقہ:

قرآن کی تلاوت صحیح طریقہ سے کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اسے تجوید کے قواعد و ضوابط کے مطابق پڑھا جائے۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ
اِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ

یعنی تجوید میں اور اس کو ترک کرنے میں بس یہی فرق ہے کہ وہ شخص جو تجوید کی اہمیت کو سمجھ لیتا ہے' اپنے منہ سے ریاضت کرتا ہے۔ یعنی تجوید کے مطابق ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ ریاضت و مشق خوب کی جائے' کسی ماہر استاذ مجود قاری کے سامنے جتنے عرصہ بھی مشق و استفادہ کا موقع مل جائے غنیمت ہے اور ضروری ہے کہ ترتیل و حدر دونوں میں استعداد بہم پہنچائے کیونکہ تلاوت کے لیے دونوں میں خوبی سے پڑھنا بہت ضروری ہے۔

حصول تجوید میں لوگوں کی تین اقسام اور ان کا حکم:

(اول) سب سے بہترین وہ حضرات ہیں جو نہایت عمدہ طریقہ سے قواعد تجوید کو حاصل کر کے اس کے مطابق تلاوت قرآن کرتے ہیں۔

(دوم) وہ حضرات جو باوجود قدرت رکھنے کے جان بوجھ کر یا شرم محسوس کرتے ہوئے بغیر کسی عذر کے تجوید کے حصول کو ترک کیے ہوئے ہیں اور یہ حضرات اس ترک حصول تجوید سے گناہ میں مبتلا ہیں اور قصوروار ہیں۔

(سوم) وہ جو معذور اور عاجز ہیں اور رات و دن کی مکمل کوشش۔ مشق۔ ریاضت اور مسلسل محنت کے باوجود بھی کسی ماہر و کامل استاذ کے ارشاد کے باوجود تلاوت قرآن کو صحیح ادا کے مطابق کرنے پر قادر نہیں ہو سکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں پر کسی قسم کا طعن کرنا درست نہیں۔ لیکن جو شخص کلام اللہ کے صحیح عربی اور فصیح تلفظ کے موافق درست اور عمدہ طریق پر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس کے باوجود وہ اپنی بے نیازی اور اپنے حفظ وضبط یا فضل وکمال پر اعتماد کرتے ہوئے کسی ایسے عالم کی طرف رجوع کرنے سے تکبر یا شرم محسوس کرتا ہے جو اسے قرآن کے صحیح تلفظ سے آگاہ کرے تو ایسا شخص جو صحیح تلفظ کی بجائے غلط اور عجمی تلفظ کرتا ہے بلاشبہ گنہگار ہے۔(النشر فی القراء ات العشر جلد اول)

اس کے برخلاف جو حضرات ایسے ہیں کہ ان کی زبان تصحیح کے بارے میں ان کی موافقت نہیں کرتی یا وہ کسی ایسے عالم تجوید کو موجود نہیں پاتے جس کا بیان اور قول انہیں درست اور سیدھی بات کی طرف رہنمائی کر سکے تو اس قسم کے حضرات شرعی حکم کے موافق معذور تصور کیے جائیں گے۔ نہ تو ان کی نمازوں پر فساد کا حکم لگایا جائے گا اور نہ وہ خود گنہگار ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت وطاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ ہماری معلومات کی رو سے جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قاری ومجود کی نماز اُمی کے پیچھے صحیح نہیں ہے اور اُمی وہ ہے جو قرآءت کو عمدہ اور صحیح طریق پر نہ پڑھے اور جو شخص ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف پڑھ دے اور اگر وہ دونوں حروف ہم مخرج ہوں یا قریب المخرج ہوں تو اس کی نماز صحیح ترین قول کی رو سے فاسد ہو جائے گی جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْعَمْدُ۔ اَلدِّیْنِ کی جگہ اَلتِّیْنِ۔ اَلْمَغْضُوْبِ کی جگہ اَلْمَخْضُوْبِ یا اَلْمَغْظُوْبِ وغیرہ۔

تجوید کی تعریف:

تجوید کے لغوی معنی علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے النشر فی القراءات العشر میں اس طرح بیان فرمائے ہیں:

''التجوید مصدر ہے جو جَوَّدْتُ سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں عمدہ کرنا اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقابل ہے لفظ رَدَاءَتٌ (فاسد ہونا) کے۔ جَوَّدَ یعنی حَسَّنَ عمدہ کام کیا"۔

جہد المقل میں کہا گیا ہے "اَلتَّجْوِيْدُ فِي اللُّغَةِ التَّحْسِيْنِ" عام مفہوم یہ ہوا کہ اس کے لغوی معنی ہیں۔

"کسی کام کا عمدہ کرنا یا اچھا کرنا۔"

اصطلاح قراء میں اس کی تعریف علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ المقدمۃ الجزریہ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

وَهُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا
مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسْتَحَقَّهَا

یعنی تجوید حروف کو ان کا حق یعنی ان کی صفات لازمہ اور ان صفات کے مقتضیات کا دینا ہے۔

نھایۃ القول المفید میں تجوید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

((اِعْطَآءُ كُلِّ حَرْفٍ حَقِّهٖ اَیْ مِنْ كُلِّ صِفَةٍ ثَابِتَةٍ لَّهٗ مِنَ الصِّفَاتِ وَمُسْتَحَقِّهٖ" [ص:۱۲]

جہد المقل میں تجوید کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے

((عِلْمٌ يُّبْحَثُ فِيْهِ عَنْ مَّخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَصِفَاتِهَا))

[ص:۷]

استاذ الاساتذہ حضرت قاری عبد الرحمٰن مکی رحمۃ اللہ علیہ فوائد مکیہ میں اس طرح تعریف بیان فرماتے ہیں:

"ہر حرف کو اپنے مخرج سے مع جمیع صفات کے ادا کرنا۔"

ان تمام تعریفوں کو دیکھتے ہوئے ایک عام فہم تعریف یہ بنی

"حروف کو ان کے مخارج مع جمیع صفات لازمہ و عارضہ کے بلا کسی تکلف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا کرنا“

علم تجوید کا موضوع:

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ ”حروف کلماتِ قرآنیہ“ علم تجوید کا موضوع ہے مگر مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ علم تجوید کا موضوع ”احوال حروف“ ہیں اور احوال حروف سے مراد مخارج وصفات ہیں۔ لہٰذا تجوید کا موضوع ہوا ”مخارج وصفات حروف“ نہایۃ القول المفید میں علم تجوید کا موضوع ”القرآن“ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں معنی وہی بنتے ہیں جو ہم اوپر بیان کر آئے یعنی ”احوال حروف“۔

علم تجوید کی غرض وغایت:

کوئی کام کرنے کے بعد اس کام کا جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے اسے اس کی غایت کہتے ہیں۔

علم تجوید کی غایت نہایۃ القول المفید میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔

((بُلُوْغُ النِّهَايَةِ فِيْ اِتْقَانِ لَفْظِ الْقُرْاٰنِ))

اور یہ بھی فرمایا کہ:

((غَايَةُ صَوْنُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَآءِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى))

صاحب فوائد مکیہ فرماتے ہیں:

”تجوید کی غرض وغایت تصحیح حروف ہے۔“

علم تجوید کا ثمرہ یا فائدہ:

کسی کام کے کرنے سے جو مقاصد حاصل ہوں وہ اس کام کا ثمرہ یا فائدہ ہے۔

نہایۃ القول المفید کے مطابق علم تجوید کا ثمرہ یا فائدہ:

”سَعَادَةُ الدَّارَيْنِ“ ہے۔ یعنی دونوں جہان کی کامیابی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

علم تجوید کی فضیلت:

علم تجوید علوم شرعیہ میں سے ایک علم ہے جو کہ قرآن حکیم سے متعلق ہے چونکہ علم تجوید کا تعلق براہ راست حروف وکلمات قرآنیہ سے ہے اس لیے یہ اشرف ترین اور معزز ترین علم ہے۔

علم تجوید کی دیگر علوم سے نسبت:

نسبت کا معنی تعلق ہے۔ علم تجوید دوسرے علوم سے بالکل جدا' ممتاز اور ایک مستقل فن ہے۔ جدا اور ممتاز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کا تعلق براہ راست قرآن حکیم کے حروف اور کلمات کے ساتھ ہے۔

علم تجوید کا استمداد (سہارا) کن چیزوں پر ہے:

اس علم کا سہارا ان صحیح روایات پر مبنی ہے جو کہ آنحضرت ﷺ سے اور ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین' تبع تابعین اور آئمہ قراءات رحمہم اللہ اجمعین سے ہم تک ہمارے شیوخ کے ذریعے پہنچا ہے۔

علم تجوید کا حکم:

علم تجوید کا حکم قرآن۔ حدیث رسول ﷺ۔ اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ فن کی روشنی میں ہم آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے۔ جن کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ علم تجوید کے قواعد کو سیکھنا اور یاد کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ مبادیات تجوید کے بعد بیان ہونے والی آیات قرآنیہ۔ احادیث رسول ﷺ اور ائمہ کرام کے اقوال سے یہ بات واضح طور پر سامنے بھی آئے گی۔

علم تجوید میں کون سے مسائل زیر بحث آتے ہیں:

اس کے مسائل قواعد کلیہ ہیں یعنی مخارج الحروف۔ صفات الحروف۔ صفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عارضہ جیسے ادغام۔ تفخیم و تکریر۔ مقطوع۔ موصول۔ نون ساکن اور تنوین کے احکام۔ میم ساکن کے احکام۔ لام تعریف۔ مد اور ان کی اقسام۔ اجتماع ساکنین کے احکام۔ وقف وابتداء کا بیان اور اس جیسے دیگر مسائل واحکام علم تجوید میں زیر بحث آتے ہیں۔

علم تجوید کے ارکان:

ارکان تجوید چار ہیں‘ جو درج ذیل ہیں:

① مخارج حروف کی پہچان ② صفات حروف کی پہچان۔
③ تجوید کے تمام قواعد کی پہچان ④ زبان کو حروف کی صحیح ادائیگی کا عادی بنانا

حصول علم تجوید کا صحیح طریقہ:

کوئی علم یا فن صرف کتابوں میں رہ کر زندہ نہیں رہتا بلکہ جاننے والوں کے سینے میں محفوظ ہو کر زندہ رہتا ہے اگر وہاں سے نکل جائے تو پھر مردہ ہو جاتا ہے۔ تجوید و قراءت اور صوت النبی ﷺ اب تک سینہ بہ سینہ محفوظ چلی آرہی ہے۔

امام کسائی کا قول ہے کہ کلام الٰہی کا حصول تحریری الفاظ یا رسم الخط سے نہیں کیا جاسکتا اس کو استاذ سے بالمشافہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ مستند استاذ سے جس کی اسناد بہتر ہوں اور جو علم میں فائق ہو حصول علم تجوید ضروری ہے اور استاذ سے بالمشافہ حاصل کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

الشیخ محمد علی بن خلف الحسینی رحمۃ اللہ "القول السدید فی بیان حکم تجوید" میں فرماتے ہیں:

مَنْ يَّأْخُذُ الْعِلْمَ عَنْ شَيْخٍ مُّشَافَهَةً
يَكُنْ عَنِ الزَّيْغِ وَالتَّصْحِيفِ فِيْ حَرَمٍ

یعنی جو اساتذہ کی خدمت میں رہ کر ان کی زبانی استفادہ کرتا ہے وہ گمراہی اور تحریف سے محفوظ رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَكُنْ اٰخِذًا لِّلْعِلْمِ مِنْ صُحُفٍ
فَعِلْمُهٗ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَالْعَدَمِ

اور جو شخص محض کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے، اہل علم کے نزدیک اس کا وہ تمام علم لاشی اور بے حقیقت ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجوید کا پانچواں رکن یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہ کر ان سے استفادہ کیا جائے۔

علم تجوید ہم تک کیسے پہنچا؟

علم تجوید ہم تک ناقلین کی سعی اور محنت سے پہنچا۔ ابتداء سے ہی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ مجید کو حاصل کیا۔ یہ حضرات روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن سنتے تھے اور اس کو پھر حفظ کرتے تھے۔ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل ہوا۔ بعد کے آنے والوں میں ہر قاری کئی کئی اساتذہ سے پڑھتا رہا تاکہ خامی کا امکان ہی نہ رہے۔

یہ حضرات سالہا سال کی محنت سے یہ فن حاصل کرتے پھر اپنی تمام عمر اس کام کے لیے وقف کر دیتے۔ کیونکہ وہ اس کی اہمیت و فضیلت سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ قرآنِ حکیم کو صحت لفظی کے ساتھ پہنچانا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ سلف و خلف نے اس چیز کو باحسن نبھایا اور انہی کی محنتوں اور لگن کی بدولت یہ علم ہم جیسے کم علموں تک پہنچا۔

میری روایت حفص کی اسناد:

میں نے روایت حفص کی تین اسناد اپنے دو انتہائی قابل احترام اساتذہ عظام سے حاصل کی ہیں، جن کی تفصیل اس طرح ہے:

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سند نمبر 1

میں نے سب سے پہلے روایت حفص کی سند اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی اور میرے والد محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ بن حافظ اعجاز احمد تھانوی رحمہ اللہ سے حاصل کی، انہوں نے روایت حفص کی سند حاصل کی، اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی حضرت استاذ القراء والمجودین الشیخ المقری محمد عبدالمالک نور اللہ مرقدہ سے، انہوں نے استاذ العرب والعجم الشیخ المقری محمد عبداللہ مکی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ حسن بدیر المصری رحمہ اللہ سے، انہوں نے خاتمۃ القراء الشیخ محمد المتولی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ احمد التہامی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ احمد سلمونہ رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابراہیم العبیدی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ عبدالرحمٰن الاجہوری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ احمد البقری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ محمد البقری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی رحمہ اللہ سے، انہوں نے اپنے والد الشیخ شحاذۃ الیمنی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ناصر الدین الطبلاوی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابی نعیم رضوان العقبی رحمہ اللہ سے، انہوں نے شیخ القراء والمحدثین شمس الملت والدین محمد بن محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابو محمد عبدالرحمٰن معالی البغدادی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد المعروف بالصائغ رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوالحسن علی بن شجاع العباسی المعروف بالکمال الضریر رحمہ اللہ (داماد شاطبی) سے، انہوں نے امام ابو القاسم الشاطبی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوالحسن علی بن ہذیل رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوداؤد سلیمان بن نجاح رحمہ اللہ سے، انہوں نے امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوالحسن طاہر بن غلبون رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوالحسن علی بن محمد الہاشمی رحمہ اللہ سے، انہوں نے الشیخ ابوالعباس احمد بن سہل الاشنانی رحمہ اللہ سے، انہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے الشیخ ابومحمد عبید بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے الشیخ حفص رحمۃ اللہ علیہ صاحب الروایۃ سے، انہوں نے امام عاصم بن ابی النجود القاری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ اور زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعمر سعد بن الیاس شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان تینوں حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے اور ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن حاصل کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

سند نمبر ۲

میں نے اپنی دوسری روایت حفص کی سند حاصل کی اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ بن الشیخ محمد یعقوب اللاھوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے روایت حفص کی سند حاصل کی۔ فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ سے اور اس سے آگے کی سند ہم ابھی پیچھے بیان کر آئے ہیں۔

سند نمبر ۳

میں نے روایت حفص کی تیسری سند حاصل کی اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ سے انہوں نے روایت حفص حاصل کی، فضیلۃ الشیخ القاری المقری عبدالفتاح عجمی المرصفی الازھری الشافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے الشیخ احمد عبدالعزیز الزیات المقری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے الشیخ عبدالفتاح الھنیدی المصری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے شیخ الاقراء بمصر محمد احمد الشہیر بالمتولی رحمۃ اللہ علیہ سے اور خاتمۃ القراء متولی رحمۃ اللہ علیہ سے آگے کی سند ہم اس سے قبل سند نمبر ا میں بیان کر آئے ہیں۔

الحمدللہ! یہ میری دنیائے تجوید و قراءت میں نہایت اعلیٰ اسناد کا بیان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم تجوید کی تدوین اور واضعین علم تجوید:

علم تجوید دو طریقوں پر وضع ہوا۔

۱ ﴿مِنْ حَیْثُ الْاَدَآء﴾ ۲ ﴿مِنْ حَیْثُ الْقَوَاعِد﴾

۱ مِنْ حَیْثُ الْاَدَآء

آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن اسی طرح پڑھایا، جس طرح آپ ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے سماعت فرمایا اور اسی ادا اور نہج پر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کی تعلیم دی۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے، لہٰذا ان کو پڑھ کر بتادینا کافی تھا۔ قواعد کی ضرورت انہیں نہ تھی۔ یہ طریقہ مِنْ حَیْثُ الْاَدَاء کہلایا۔

علامہ سیوطی ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ جس وقت کتابت الٰہی کی اجازت دی گئی تھی، ان دنوں اکثر اہل عرب نہ تو لکھنا جانتے تھے اور نہ قواعد رسم الخط سے واقف تھے، مگر انہیں حروف اور ان کے مخارج کا علم تھا۔'' (الاتقان فی علوم القرآن، جلد اوّل، صفحہ نمبر ۱۲۲)

سیرۃ ابن ہشام میں ایک حوالہ بڑا اہم ملتا ہے:

''۱۷ سالہ نوجوان صحابی حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو سنہ ۱۰ ھ میں آنحضرت ﷺ نے ایک تحریر کے ہمراہ نجران ۱۰۱۰ء ا تا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں۔ اس تحریر میں قرآن کے قاریوں کی ذمہ داریاں تفصیل سے درج تھیں، نیز خیر اور نیکی کا حکم، تعلیم قرآن اور احکام شریعت کا بیان جنت کی بشارتیں اور آتش جہنم سے ڈرانے کے متعلق بھی اس تحریر میں درج تھا۔''

(ابن ہشام، جلد ۴، ص ۲۴۱۔۲۴۳۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ، ص ۱۰۵۔۱۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیرۃ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان نہایت معلومات افزا ہے اور گمان کیا جاسکتا ہے کہ اس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو قواعد تجوید وغیرہ لکھ کر دیے ہوں گے۔

اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ ہی مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدْ وضع کنندہ بھی ہیں۔ یہ دستاویز محفوظ تو نہیں، لیکن ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ ناقدین علم تجوید کے لیے ایک دندان شکن جواب ہے، جن کے بقول علم تجوید آنحضرت ﷺ کے عہد مبارکہ میں موجود نہیں تھا۔

۲ مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدْ

بعد ازاں جب غیر عرب اقوام حلقہ اسلام میں داخل ہوئیں تو ان عجمی اقوام کے لیے ضروری ہوا کہ قرآن کو صحیح پڑھنے کے واسطے قواعد کو بھی مرتب کیا جائے۔ تب مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدْ وضع کنندہ سامنے آئے۔ ان میں درج ذیل نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

☒ امام خلیل بن احمد فراہیدی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۷۰ھ عمومی طور پر وہ پہلے شخص کہلائیں گے جنھوں نے سب سے پہلے اپنی کتاب ''کتاب العین'' کے آغاز میں مخارج وصفات اور حروف کے القاب واسماء وغیرہ کا تذکرہ فرمایا۔ یاد رہے کہ حروف پر موجودہ اعراب کی شکل بھی امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مدون کی اور اکثر محققین تجوید کی آراء کے مطابق حروف کے مخارج کا سترہ ہونا یہ بھی سب سے پہلے امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اپنی کتاب مذکور میں نقل فرمایا۔

زرکلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاعلام'' میں لکھتے ہیں:

''نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امام خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراھیدی الازدی الیحمدی ابوعبدالرحمٰن (۱۰۰ھ-۱۷۰ھ = ۷۱۸ء-۷۸۶ء) نے بہت عمدہ تالیفات کی جس میں ''کتاب العین'' لغت میں۔ ''معانی الحروف'' اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"جملۃ آلات العرب" حروف لغت کی تشریح وتوضیح میں اور "کتاب العروض"، "النقط والشکل" اور "النغم" وغیرہ بہت اہم ہیں۔" (الاعلام للزرکلی، جلد نمبر۲، ص ۳۱۴)

درج بالا بیان سے امام خلیل کی تجوید، لغت، حروف کی اشکال اور باہم ملتے جلتے حروف کو نقاط دینے سے متعلق تحریرات، آواز اور لہجہ سے متعلق تحریرات کے متعلق پتہ چلتا ہے۔

نیز موجودہ اعراب بھی امام خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی نے وضع کیے نیز روم واشمام کی علامات بھی امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے ہی وضع کی ہیں۔

دیگر واضعین علم تجوید میں ان حضرات کے نام بھی لیے جاتے ہیں۔

۱۔ امام ظالم بن عمرو ابو الاسود الدوئلی رحمۃ اللہ علیہ قاضی بصرہ علم نحو کے پہلے مؤسس، شاگرد حضرت علی رضی اللہ عنہ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہوئے لیکن زیارت نہیں کی یعنی مخضرمین میں سے ہیں۔ قرآءت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ بصرہ میں طاعون جارف میں انتقال ہوا۔ سن وفات ۶۹ ھ۔

(غایۃ النہایہ فی طبقات القراء ص ۳۴۵ ج اول)

۲۔ حفص بن عمر بن عبد العزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابو عمرو الدوری الازدی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۶ھ/۸۶۰ء)۔ ابن ندیم نے ان کی "کتاب القراءات" اور یاقوت رومی نے "کتاب اجزاء القرآن" کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ عمرو بن عثمان بن قنبر ابو البشر الملقب بہ سیبویہ الفارسی ثم البصری النحوی رحمۃ اللہ علیہ۔ صحیح قول کی بناء پر آپ ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ کو بتیس سال کی عمر میں شیراز میں فوت ہوئے۔

۴۔ محمد بن مستنیر ابو الاعلیٰ النحوی عرف قطرب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۲۰۹ھ۔

۵۔ یحییٰ بن زیاد بن عبد اللہ بن منصور ابو زکریا الاسلمی عرف فراء کوفی نحوی رحمۃ اللہ علیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۷ھ میں مکہ سے لوٹتے ہوئے راستہ میں فوت ہوئے۔

⑦ صالح بن اسحٰق ابوعمر جرمی البجلی البصری رحمۃ اللہ علیہ جو مبرد رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، آپ نے ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

⑧ محمد بن یزید بن عبدالاکبر بن عمر بن حسان ابوالعباس مبرّد الازدی البصری رحمۃ اللہ علیہ۔ پیدائش ۲۲۰ھ جب کہ ۲۸۶ھ کو کوفہ میں چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

⑨ محمد بن ابراہیم بن کیسان ابوالحسن النحوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۲۰ھ۔

⑩ محمد بن حسن بن درید بن عشاہیہ ابوبکر البصری الازدی اللغوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کی ولادت ۲۲۸ھ میں ہوئی اور ۳۲۱ھ کو ترانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اپنے زمانہ میں لغت و شعر اور ایام عرب اور ان کے انساب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ پھر ان میں سے تقدم و فوقیت اور اوّلیت کا فخر و شرف امام خلیل بن احمد النحوی المقری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔

ائمہ مذکور کا اہم قواعد کی تدوین میں تحقیق و جستجو:

متاخرین قراء و مصنفین جو مخارج و صفات وغیرہ میں ان حضرات کے اقوال و مسالک حجت و برہان کے طور پیش کرتے ہیں وہ اس بات کی واضح دلیل و تائید ہے کہ اس فن کے وضع کنندہ ائمہ نحات و علماءِ لغت و عربیت ہی ہیں۔

چنانچہ عام کتب فن میں تعداد مخارج کے اختلاف کی بابت تحریر ہے کہ امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور قراء و نحاۃ اور اکثر علماء و محققین کی رائے پر سترہ اور سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک سولہ اور فراء رحمۃ اللہ علیہ، جرمی رحمۃ اللہ علیہ، قطرب رحمۃ اللہ علیہ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں چودہ ہیں، پس اس شمار میں ان حضرات کے اقوال کا تذکرہ صاف بتا رہا ہے کہ یہی حضرات اس فن کے مُدوّن کرنے والے ہیں ان ائمہ نحو و عربیت نے انتہائی جستجو اور محنت شاقہ اور کامل تحقیق کے بعد انہی اقوال اور ارشادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے موافق جو ان کو حضرات مشائخ قرآءت اور علماء ادا اور ائمہ تجوید اور متقدمین اسلاف سے سلسلہ بسلسلہ پہنچے تھے۔ ان مخارج و صفات کو ضبط و مرتب فرما دیا۔ اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے موافق قواعد کو وضع کیا۔

لیکن ان کے مذاہب کا یہ اختلاف صرف قیاس اور عقل پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ اس کا انحصار ان صحیح و متواتر نقول پر تھا جو انہیں شیوخ کے واسطہ سے حضورِ اکرم ﷺ سے پہونچی تھیں پس ان روایات سے اخذ کر کے ہر ایک نے اپنے مذہب کا تعین کر لیا۔

مثلاً ان حضرات نے غور و فکر کیا کہ ''حروف مدہ'' کی ادا کا وہ صحیح مقام کیا ہے جس کے پیش نظر ہم ان کے فصیح و عربی تلفظ پر قادر ہو سکتے ہیں تو بعض حضرات تحقیق و جستجو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان کی ادائیگی میں اجزاءِ فم (منہ کے حصوں) میں سے کسی جزء معین پر کامل اعتماد نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ حروف صرف منہ اور حلق سے لے کر دونوں ہونٹوں کے خالی حصہ کی ہوا اور آواز ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پھر اسی پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس بناء پر ان کا مخرج صرف خلائے دہن کی آوازِ ہے، نہ کہ کوئی معین مقام، جبکہ واؤ اور یاء غیر مدہ میں شفتین اور وسط لسان وحنکِ اعلیٰ پر اعتماد موجود ہے اس لیے ان کا مخرج محقق ہے۔ چنانچہ امام خلیل رحمہ اللہ وغیرہ جمہور ائمہ کرام اسی پر ہیں۔

اس کے برخلاف دوسرے بعض حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ چوں کہ ''الف مدہ'' کی ادائیگی میں مبدأ صوت اقصاء حلق پر اور ''واؤ مدہ'' کے تلفظ میں کسی قدر شفتین پر اور ''یاء مدہ'' کی ادا میں وسط لسان و تالو پر کسی نہ کسی درجہ میں ضرور اعتماد اور دخل پایا جاتا ہے گو یہ اعتماد و دخل ہمزہ اور واؤ اور یاء غیر مدہ کے مقابلہ میں ضعیف ہے لیکن ہے ضرور، اس بناء پر انہوں نے اس ضعیف اعتماد کا لحاظ کرتے ہوئے ''الف مدہ'' کا مخرج اقصاء حلق اور واؤ مدہ کا شفتین اور ''یاء مدہ'' کا وسط زبان و تالو قرار دے دیا۔ چنانچہ سیبویہ رحمہ اللہ و فراء رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔

اسی طرح لام، نون، راء کے متعلق بعض حضرات نے غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ لام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں چار اور نون میں تین اور را میں دو دانتوں کے مسوڑھوں کا دخل ہے۔ اس بناء پر ان کے مخارج الگ الگ ہیں۔ پس ان حضرات نے ان میں سے ہر ایک کی اداء کا مقام جدا اور دوسرے سے مختلف مقرر کر دیا۔ چنانچہ خلیل رحمۃ اللہ علیہ و سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ اسی پر ہیں اور اس کے برعکس دوسرے بعض محققین نے غور و فکر کے بعد یہ معلوم کیا کہ لام، نون، راء تینوں ہی میں ''طَرَفِ لسان'' کا دخل ہے۔ رہا دانتوں کا فرق تو وہ قلیل ہے اس بناء پر انہوں نے تینوں کو متحد المخرج قرار دے دیا۔ جیسا کہ ابن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فراء رحمۃ اللہ علیہ، ابو عمر صالح بن اسحٰق جرمی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن مستنیر قطرب رحمۃ اللہ علیہ اور درید رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کیسان رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔

اسی طرح ائمہ نحو و صرف نے چوں کہ ادغام و اظہار وغیرہ کے قواعد بھی بیان کیے ہیں اور وہ مخارجِ حروف کے اتحاد و تقارب و تجانس اور حروفِ قویہ و ضعیفہ کی معرفت و واقفیت پر موقوف ہیں۔ لہٰذا یہ بھی اس بات کی دلیل ہے، کہ ائمہ نحو ہی مخارج و صفات کے حقیقی مرتب کرنے والے ہیں۔ پھر ان کے بعد دوسرے محققین نے مزید تشریح و توضیح کر کے اس فن کو چار چاند لگا دیئے اور اس کو مستقل اور باضابطہ صورت میں مدون کر دیا۔ جیسا کہ دوسرے علوم و فنون کی تدوین کی بھی یہی شکل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

علم تجوید کی اہمیت

قرآن، حدیث اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں

اہمیت و فرضیت تجوید، قرآن کی روشنی میں:

① قرآنِ شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ ﴾ (المزمل)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باطمینان پڑھو۔"

اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا قول آتا ہے کہ " اَلتَّرْتِیْلُ هُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ." یعنی ترتیل کا مطلب حروف کو تجوید سے ادا کرنا اور وقوف کی پہچان ہے۔

② ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تو آپ اس کو یاد کرنے کے واسطے جلدی جلدی دہراتے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے منع فرمایا:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ ﴾ (القیامه)

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھنے میں زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جب قرآن پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنیں اور پھر پڑھیں، پھر اس کو بیان کر دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھنے میں عجلت کرنے سے منع فرما رہے ہیں۔ پس امتیوں پر تو کہیں زیادہ اس حکم کا اطلاق ہوتا ہے کہ وہ قرآن کو بنا سنوار کر اور تجوید سے پڑھیں۔

③ اسی طرح قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ○﴾ (الاسراء)

"یعنی قرآن کو ہم نے واضح طور پر ترتیل کے ساتھ نازل کیا ہے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لوگوں کے سامنے ترتیل سے پڑھ کر سنائیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو ترتیل سے آنحضرت ﷺ پر نازل فرمایا اور پھر ترتیل سے ہی لوگوں کو تعلیم دینے کا حکم فرمایا۔

④ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ (البقرہ)

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی، وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے۔“

1 اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قرآن کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ درست رکھے) اور اس کو اسی طرح صحیح پڑھے، جس طرح حق تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے۔ (اعلاء السنن)

2 اس آیت کی تفسیر میں علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تلاوت یہ ہے کہ تلاوت میں زبان و عقل اور دل تینوں شریک ہوں۔ پس زبان کا حصہ حروف کی تصحیح۔ عقل کا حصہ معانی و مطالب کی تفسیر اور دل کا حصہ اطاعت و نصیحت پذیری۔ اور خوفِ الٰہی ہے۔ (نہایۃ القول المفید)

⑤ ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا﴾

”بے شک ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے۔“

﴿اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا﴾

”ہم نے اس کو حکم عربی بنا کر اتارا ہے۔“

﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴾

”اور یہ صاف و خالص عربی زبان ہے۔“

﴿قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ﴾

”یہ قرآن عربی ہے، جس میں کوئی عیب و اختلاف نہیں۔“

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج بالا آیات اور ان کے علاوہ وہ تمام آیات جن میں قرآن کے عربی ہونے کا ذکر ہے۔ پس چونکہ قرآن عربی لغت میں نازل ہوا ہے۔ اس لیے اس میں عربی زبان کے تمام قواعد وضوابط (اخفاء، ادغام، مدو قصر، پُر اور باریک پڑھنا وغیرہ) کی رعایت لازمی ہے۔ نیز حرکتوں کو معروف اور فصیح ادا کرنا بھی ضروری ہے تاکہ قرآنِ مجید عربیت سے خارج نہ ہو۔

۶﴿ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۝﴾ (الفرقان)

"اور رسول (ﷺ) عرض کریں گے اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا"۔

اس آیت میں اگرچہ شکایت کافروں کی ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قراءت کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا۔ سب صورتیں درجہ بدرجہ "ہجرانِ قرآن" کے تحت داخل ہوسکتی ہیں۔

(فوائد قرآن، از مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ)

اہمیت و فرضیت تجوید احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

۱ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ مبارکہ ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ)) [صحیح ابن خزیمہ]

"یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ قرآن اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ یہ نازل ہوا ہے۔"

۲ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت وارد ہے اس میں آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کی قراءت کے متعلق فرماتے ہیں:

((فَقَرَاَهَا يَقْرَءُ مُتَرَسِّلًا)) [مسلم]

”یعنی آپ ﷺ (قرآن کو) ٹھہر ٹھہر کر درستگی کے ساتھ مع خوش آوازی کے پڑھتے تھے۔“

رَسْلٌ کا مطلب لغت میں خوش آوازی سے پڑھنا اور ٹھہر ٹھہر کر درستی کے ساتھ پڑھنا لکھا ہوا ہے۔

۳ ایسے ہی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی نماز میں تلاوت کو ایسے بیان فرماتی ہیں:

((وَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْهَا)) [مسلم' موطا]

”یعنی آپ ﷺ سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے کہ وہ بڑی سے بڑی ہو جاتی۔“

۴ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ارشادِ مبارکہ ہے:

((اِقْرَؤُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا))[موطا و نسائی]

”یعنی قرآن کو عربوں کے لب ولہجہ اور آوازوں سے پڑھو۔“

کسی بھی زبان کو سیکھنے اور بولنے کا معیار یہ ہے کہ وہ اہل زبان کے لب ولہجہ میں بولی اور پڑھی جائے، جیسے فارسی کو ایرانیوں کے لب ولہجہ پر، انگریزی کو انگریزوں کے لب ولہجہ پر حاصل کیا جائے۔ ایسے ہی عربی کو عرب لوگوں کے لب ولہجہ پر بولنا مہارت کہلائے گا۔

مگر قرآن حکیم اپنی خصوصیات کی وجہ سے ایک علیحدہ مقام رکھتا ہے جیسا کہ اس کا رسم الخط ایک امتیازی شان کا حامل ہے، اسی طرح اس کی صحت ادائیگی اور تلفظ بھی عام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اصول سے الگ ہے۔ اس لیے اس کو عام عربوں کے لحون میں یا آج کل کے عربوں کے لحون میں نہیں پڑھا جائے گا بلکہ یہاں عرب سے وہ تربیت یافتہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں، جنھوں نے براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے قرآن کو حاصل کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارکہ ہماری اس بات کی تائید بھی کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّقْرَاَ الْقُرْاٰنَ غَضًّا کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَاْہُ عَلٰی قِرَاءَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ))

”یعنی جو شخص قرآن کو اس معیار پر پڑھنا چاہے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اس کو چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت پڑھے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لے کر فرمایا اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تجوید قرآن میں خوب مہارت اور دسترس حاصل تھی۔ (الاتقان للسیوطی)

پس معلوم ہوا کہ لحون عرب سے آج کل کے عرب نہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلاوت قرآن میں تجوید اور ادائیگی صحت کا مکمل اہتمام فرماتے تھے۔

⑤ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا، اس نے دورانِ تلاوت کسی جگہ غلطی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تصحیح کر دو۔ (اعلاء السنن)

⑥ حضرت یعلیٰ بن مملک رحمہ اللہ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے متعلق دریافت کیا تو اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی وضاحت سے ایک ایک حرف کو نمایاں کر کے پڑھا کرتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھے۔'' (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

7 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ اس نے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ کو مدّ کے بغیر پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس نے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! پھر آپ کو حضور ﷺ نے کس طرح پڑھایا؟ تو آپ نے یہی آیت پڑھی اور لِلْفُقَرَآءِ پر مد کیا (طبرانی فی معجمہ الکبیر عن مسعود بن یزید الکندی رحمۃ اللہ علیہ) یہ حدیث جلیل القدر اور اس باب میں حجت ونص ہے اور اس کے ناقلین بھی ثقہ اور معتبر ہیں۔ (النشر فی القراءات العشر)

8 ((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَاعْمَلُوْا بِهٖ وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ وَلَا تَاْكُلُوْا بِهٖ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهٖ))

(مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۸۔۴۴۴ صحیح جامع صغیر حدیث نمبر ۱۱۶۸)

''حضرت عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو اور اس میں زیادتی اور تحریف نہ کرو اور تلاوت قرآن کو ترک نہ کرو اور نہ قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناؤ''

یہ حدیث تجوید کے برخلاف یعنی لحن جلی سے قرآن پڑھنے کی ممانعت پر واضح حکم بیان کر رہی ہے اور اس سے علم تجوید کا حاصل کرنا اور وجوب تجوید بہت اچھی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔

ان احادیث سے تجوید کی اہمیت وضرورت وافادیت خوب کھل کر سامنے آتی ہے۔

اہمیت تجوید اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

☒ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" جَوِّدُوا الْقُرْاٰنَ "

یعنی قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھو۔ (الاتقان للسیوطی)

⌘ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ النشر فی القراءات العشر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارکہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ))

یعنی ترتیل کا مطلب ہے، حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور وقوف کی معرفت جاننا۔

جیسا کہ ہم پہلے بتا آئیں ہیں کہ یہ آیت " وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا " کی تفسیر ہے۔

⌘ ایسے ہی " وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا " (المزمل) کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایک قول اور بھی ملتا ہے جو ملا یعقوب کلینی (م ۳۲۸ھ) نے اپنی کتاب الکافی میں نقل کیا ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے "ترتیل" کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا:

((ھُوَ حِفْظُ الْوُقُوْفِ وَبَیَانُ الْحُرُوْفِ))

"یعنی وقف (وابتداء) کی حفاظت و پابندی اور حروف کی صحیح ادائیگی۔"

⌘ ایسے ہی اس آیت " وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا " کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ترتیل سے مراد قرآن کو خوب واضح کر کے پڑھنا ہے۔ (الاتقان)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شاطبیہ میں تحریر فرماتے ہیں "ترتیل رَتْلٌ سے ہے جس کے معنی کشف وکشادگی کے ہیں، چنانچہ کشادہ دانتوں کو اہل عرب "ثَغْرٌ رَتْلٌ" بولتے ہیں۔" (الضابطیة شرح الشاطبیه للشیخ ملا علی القاری الھروی، ص ۱۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے حضرات مفسرین نے ''ترتیل'' کے معنی لکھے ہیں کہ قرآن مجید کو ایسے اطمینان اور تحقیق سے پڑھا جائے کہ بہترین ادا پر مشتمل ہو۔ (تفسیر جمل)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

((رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهُ))

یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والے قرآن ایسا (غلط) پڑھتے ہیں کہ (غلط پڑھنے کی وجہ سے) قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

بخاری میں حدیث آتی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کشش صوت کے ساتھ ہوتی تھی، پھر انہوں نے ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کو پڑھ کر سنایا اور اللہ الرحمٰن اور الرحیم سب کو مد کے ساتھ پڑھا۔ (یعنی حروف مدہ الف اور یاء کو ان کی اصلی مقدار کے مطابق)

ایسے ہی ابوداؤد میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت اس طرح بیان فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرف حرف نمایاں کر کے پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ کے گورنر تھے انہوں نے ایک مرتبہ بصرہ کے قراء کو بلوایا اور وہ سب تین سو جید قاری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے قرآن حکیم کی تلاوت کی بعد ازاں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

((اَنْتُمْ خِيَارُ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ مَاتْلُوْهُ.)) [مسلم]

''یعنی تم اہل بصرہ میں سب سے بہترین لوگ ہو پس قرآن کو خوبصورت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

انداز میں (باتجوید) پڑھتے رہو۔"

اہمیت تجوید تابعین، آئمہ قرآءت اور دیگر علماء کے اقوال کی روشنی میں:

① حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تجوید سنت متبعہ ہے، پچھلا اگلے سے اخذ کرتا چلا آیا ہے۔ پس تم کو جس طرح پڑھایا جائے اسی کو اختیار کرو۔ (الاتقان)

② علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ النشر فی القراءات العشر میں فرماتے ہیں کہ تجوید کی فرضیت پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

③ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرآن کو ترتیل سے پڑھو اگر ایسی آیت پر پہنچو جہاں جنت اور انعام کا ذکر ہو تو رک جاؤ اور اللہ سے اسے طلب کرو اور اگر جہنم یا عذاب کا ذکر آئے تو رک جاؤ اور اللہ سے پناہ طلب کرو۔ (محجه ۲_۲۲۲)

④ ابو العز القلانسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کو تجوید سے پڑھنا نماز کی طرح فرض عین ہے۔ (الاتقان)

⑤ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

"یعنی تجوید کا اختیار کرنا واجب و لازم ہے جو قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے گناہ گار ہے۔"

⑥ امام ابوجعفر النحاس رحمۃ اللہ علیہ (۳۳۸ھ/۹۴۹ء) فرماتے ہیں:

((اَلتَّبْيِيْنُ تَفْصِيْلَ الْحُرُوْفِ وَالْوُقْفِ عَلٰى مَا تَمَّ مَعْنَاهُ مِنْهَا.))

"یعنی "تبیین" سے مراد یہ ہے کہ حروف کو باتجوید کمال صحت وصفائی سے ادا کرنا اور وقف ایسے موقع پر کرنا کہ جہاں معانی کلام مکمل ہو۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ علامہ سیوطی رحمہ اللہ الاتقان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے قرآن کے معانی کا سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا عبادت اور فرض قرار دیا گیا ہے، اسی انداز سے ان پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کو اسی طرح پر ادا کرنا بھی لازم اور فرض ہے جس طرح ان حروف کا ادا کرنا جن کو فن قراءت کے آئمہ نے آنحضرت ﷺ تک قراءات متواترہ سے نقل فرمایا ہے۔''

⑧ ایک اور جگہ پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قرآن کی قراءت میں ترتیل مسنون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝﴾

⑨ ملا علی قاری رحمہ اللہ المنح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریہ میں بیان فرماتے ہیں:

((اَلْعِلْمُ بِهٖ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَالْعَمَلُ بِهٖ فَرْضُ عَيْنٍ.))

یعنی اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تجوید کے قواعد کا جاننا فرض کفایہ ہے اور ان کے موافق عمل کرنا ہر قاری مکلف پر فرض عین ہے۔

⑩ علامہ الجوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''فرض کفایہ ہونے میں یہ راز رکھا گیا ہے کہ اس کے تواتر کی تعداد منقطع نہ ہونے پائے اور اس طرح قرآن کریم تبدل وتحرف سے محفوظ رہے۔ اس لیے اگر مسلمانوں کا ایک گروہ یہ فرض ادا کرتا رہے گا تو باقی لوگ اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔ بصورت دیگر سب کے سب حفاظت قرآن نہ کرنے کے جرم میں ماخوذ ہوں گے۔''

⑪ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن الکبریٰ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

''ترتیل کا کم تر درجہ یہ ہے کہ قرآن کو واضح، صاف اور حروف کو باہم جدا جدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھے اور عجلت کا مظاہرہ نہ کرے۔"

② ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قرآن کے ایک ایک حرف کو صاف صاف اور واضح پڑھو۔"

③ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قرآن کو خوب اطمینان اور تسلی سے پڑھو۔"

④ ﴿الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ [البقرۃ]

یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اس کو اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"تلاوت کا حق یہ ہے کہ تلاوت کے دوران زبان، عقل اور دل تینوں شریک ہوں۔ پس زبان کا حق میں حصہ یہ ہے کہ حروف کی کامل صحت سے ادائیگی۔ عقل کا حق میں حصہ یہ ہے کہ معانی و مفاہیم پر غور اور دل کا حق میں حصہ یہ ہے کہ احکامات الٰہی پر اطاعت اور عمل پیرا ہونے پر یقین ہونا۔"

⑤ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جَوِّدْهُ تَجْوِيْدًا" یعنی قرآن شریف کو تجوید اور بہترین ادا کے ساتھ پڑھو۔

⑥ شیخ محمد مکی نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امت معصومہ عن الخطا (وہ امت جو غلطی سے محفوظ و مامون ہے اس) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تجوید واجب ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور یہ (اجماع) نہایت قوی دلیلوں میں سے ہے۔" (نہایۃ القول المفید)

⑦ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبداللہ نصر بن شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ، جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نویری رحمۃ اللہ علیہ، مکی بن ابی طالب قیسی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ تمام محققین شیوخ وائمہ کے یہاں بالاتفاق تجوید کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موافق تلاوت کرنا ہر قرآن پڑھنے والے پر فرض عین ہے۔

⑱ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ استاذ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر احمدی میں تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا اور لوگوں پر اس کو واجب کر دیا ہے۔''

⑲ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''ترتیل میں سات چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ① حرف کو اس کے مخرج و صفات سے ادا کرنا۔ ② وقف و ابتداء کی رعایت کرنا۔ ③ حرکات کو خوب واضح ادا کرنا۔ ④ بلند اور صاف آواز میں پڑھنا۔ ⑤ عمدہ آواز و لہجہ میں پڑھنا۔ ⑥ تشدید و مدات کے مواقع کا خیال رکھنا۔ ⑦ عقاب و عذاب کی آیات پر استغفار کرنا اور انعام و رحمت کی آیات پر ان کے حصول کی طلب کرنا۔'' (فتاویٰ عزیزی)

⑳ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گنہگار ہے۔''

اس سے نکل آیا کہ تجوید کا ترک حرام ہے کیونکہ حرام وہ فعل ہے جس کے کرنے پر عذاب ہوتا ہے اور اس کے ترک پر ثواب ملتا ہے اور علماء نے تجوید کے واجب ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن مجید تجوید ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے پس جو تلاوت تجوید کے خلاف ہوگی۔ وہ قرآن کی تلاوت نہ ہوگی کیونکہ قرآن تو تجوید ہی کے ساتھ اترا ہے۔ (درۃ الفرید)

㉑ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علم تجوید جس سے کہ حروف کی تصحیح ہو جائے، جس سے معانی قرآن کے نہ بگڑیں یہ فرض عین ہے مگر عاجز معذور ہے۔ اور اس سے زیادہ علم تجوید فرض کفایہ ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۲ خاتمۃ القراء فی الہند القاری المقری محمد عبدالرحمٰن المکی الالہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا گیا تو پڑھنے والا خطاوار کہلائے گا پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا دیا گیا یا حرکات میں غلطی کی یا ساکن کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا تو پڑھنے والا گناہ گار ہوگا۔" (فوائد مکیہ ص ۸)

۴۳ حضرت حکیم الامت مولانا قاری محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا لحن کہلاتا ہے۔"

پھر آگے لحن جلی کی تفصیل بتانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"ان غلطیوں کو لحن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے۔" (جمال القرآن ص ۱۰)

۴۴ امام القراء القاری المقری محمد عبدالمالک صاحب لکھنوی نوراللہ مرقدہ نے فرمایا:

"قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے " وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا " (المزمل) کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ حروف کو مخارج وصفات کے ساتھ ادا کیجیے۔ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: " ای جَوِّدْہُ تَجْوِیْدًا " اسی تفسیر کی بناء پر قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کا وجوب نکلتا ہے اور یہ تفسیر تقریباً متعین ہے۔ "ترتیل" کے معنی اس جگہ کچھ اور لینا صحیح نہیں ہے۔" (فوائد مالکیہ قلمی مرتبہ از حضرت قاری اظہار احمد التھانوی نوراللہ مرقدہ)

۴۵ فضیلۃ الشیخ القاری المقری والدگرامی الشیخ اظہار احمد التھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

"قواعد تجوید سے قرآن پڑھنا فرض ہے۔"

(الجواہر النقیہ شرح المقدمہ الجزریہ، ص ۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسری جگہ پھر والد گرامی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”جس طرح قرآن اپنی عبارت میں متواتر ہے اسی طرح وہ اپنی طرز ادا اور پڑھنے کے طریقہ میں بھی متواتر ہے لہٰذا جس طرح قرآن کے کلمات وحروف میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی اسی طرح اس کے پڑھنے کے انداز میں تبدیلی کرنا بھی جائز نہیں ہوگا ورنہ ڈر ہے کہ

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ (المائدہ:۱۳)

یعنی ”یہ لوگ کلمات کتاب کو اپنے مقام سے بدل دیتے ہیں۔“

کی وعید میں داخل نہ ہو جائے اور غلط پڑھنے والا اس آیت اور وعید کا مصداق نہ بن جائے۔

﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ﴾ (البقرہ)

”یعنی ظالموں نے اس قول کو جو انہیں پڑھنے کو کہا گیا تھا دوسرے ہی کلام میں تبدیل کر ڈالا۔“

قراءات شاذہ جو نہایت عمدہ اور فصیح لغت عربیہ پر مشتمل ہیں اسی لیے ان کی تلاوت حرام ہے کہ وہ عرضہ اخیرہ (آنحضرت ﷺ کی وہ تلاوت جو آپ ﷺ نے آخری رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ دور فرمانے میں پڑھی) کے مطابق نہیں تو لحن کے ساتھ پڑھی جانے والی تلاوت کو کیسے جائز کہا جا سکتا ہے؟ جس سے کلام کی عربیت ہی جاتی رہتی ہے۔ (القراءات القرآنیہ، ص۸) پس اگر قرآن اسی طریقہ اور لب ولہجہ میں نہ پڑھا گیا جس میں وہ نازل ہوا ہے تو پڑھنے والا گناہ گار ہوگا اور کلام اللہ میں تحریف کرنے والا نافرمان اور گناہ گار شمار ہوتا ہے، جس کی سزا عذاب الٰہی ہے۔ معلوم ہوا کہ تجوید کے ساتھ تلاوت فرض ہے اور اس کے خلاف حرام ہے۔

(الرشد فی مسائل التجوید والوقف، ص۷۰۔۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحسین صوت

تحسین صوت سے کیا مراد ہے؟

تحسین صوت سے مراد قرآن کو ایسی آواز سے پڑھنا ہے جو دل میں نرمی پیدا کرے اور جس سے خشوع وخضوع حاصل ہو' خشیت الٰہی پیدا ہو اور جس سے حضور قلب نصیب ہو۔ احکام الٰہی کی تعمیل کے لیے شوق کو ابھارے۔ سننے والے کا دل اس سے متاثر ہو۔ تجوید کے اصول وقوانین کی رعایت ملحوظ رہے اور کلمات قرآنیہ اور حروف کی ادائیگی میں اس تحسین صوت سے خلل نہ پیدا ہو۔

اچھی آواز میں پڑھنے سے متعلق احادیث:

① ((وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ.))

[بخاری]

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو قرآن پڑھنے میں عمدہ آواز نہ بنائے وہ ہم میں سے نہیں۔ "

② ((عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا.)) [الدارمی]

" حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو، کیونکہ اچھی آواز سے قرآن کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ "

③ ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ.)) [متفق عليه]

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی آواز کو اس قدر توجہ سے نہیں سنتے جتنا کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو جو خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہو۔“

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ الحان اور انغام سے کیا مراد ہے؟ اور ان کے مابین کیا فرق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ لحن سے مراد موزوں آواز ہے یعنی خوش آواز ہونا کہ اس میں تکلف اور بناوٹ کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

نغم سے مراد گانے میں سر والی آواز نکالنا ہے اور ان کے اوقات وغیرہ بھی مقرر ہوتے ہیں جو کہ دوسرے وقت میں نہیں بنتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لہجہ یا الحان موزوں آواز یا طرز طبعی کو کہا جاتا ہے اور نغم ایک غیر طبعی سر والی آواز ہے کہ جس میں باقاعدہ خاص اصول وضوابط مقرر ہیں کہ آواز کو کہیں گھٹانا یا کہیں بڑھانا یا کسی جگہ جلدی کرنا وغیرہ۔

تلاوتِ قرآن میں الحان کو اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی اپنے لہجہ طبعی میں خوش آوازی سے پڑھے اور تحسین صوت یہی ہے کہ جس میں قواعد تجوید کو ملحوظ رکھا جائے۔

یہ مستحب اور مستحسن ہے۔ جیسے اہل عرب عموماً خوش آوازی سے بلا تکلف پڑھتے ہیں اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جبلی ہوتی ہے کوئی بنائی ہوئی یا اختیاری نہیں ہوتی اسی وجہ سے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ اور ایک دوسرے سے باہم ممتاز ہوتا ہے۔

پھر دوسرا سوال یہ ذہن میں ابھرتا ہے کہ خوش آوازی سے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بعض حضرات نے بہت افراط وتفریط سے کام لیا ہے۔ بعض مطلقاً اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ تلاوت قرآن میں تحسین صوت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بالکل ممنوع اور حرام یا فسق ہے اور بعض حضرات نے خوش آوازی میں بہت غلو کیا ہے۔

ہم اوپر تین احادیث خوش آوازی سے پڑھنے کی تائید میں لکھ کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے، جو مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور سنن دارمی میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ " یعنی اپنی آوازوں کے ذریعے قرآن کو زینت دو۔ ایسے ہی صحیحین کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت قرآن سنی تو فرمایا:

((لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَّزَامِيرِ الِ دَاوُدَ.))

"یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں آل داؤد کے ساز عطا فرمائے ہیں۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جب آپ ﷺ کی یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ میری تلاوت سن رہے ہیں تو میں اور بھی بنا سنوار کر پڑھتا۔

خوش آوازی سے پڑھنا دراصل آداب قرآنی میں سے ہے۔ جیسے تلاوت کے لیے باوضو ہونا اور مسواک کرنا آداب کے درجے ہیں، ایسے ہی حسن صوت بھی مستحب ہے۔ خوش آوازی سے پڑھنا نہ تو ممنوع ہے جیسا کہ بعض حضرات کہتے ہیں اور نہ ہی مقصود اصلی ہے۔

خوش آوازی اللہ تعالیٰ کے عطیات میں سے ایک عطیہ ہے۔ جس کو حاصل ہو اسے چاہیے کہ اپنی خوش آوازی کو اہل عرب کی خوش آوازی کے تابع رکھتے ہوئے قواعد تجوید کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے تکلف اور سادگی سے پڑھے۔

قواعد تجوید سے قرآن کی تلاوت کرنا نہایت ضروری ہے اور خوش آوازی سے پڑھنا یہ ایک امر زائد مستحسن عمل ہوگا۔ مگر ایسی خوش آوازی جو تجوید کے قواعد کے خلاف ہو جیسے کہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا دیا یا حرکات میں غلطی ہوئی یا ساکن کی جگہ متحرک اور متحرک کی جگہ ساکن پڑھ دیا تو یہ لحن جلی ہوگی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی خوش آوازی گناہ ہے۔ اور اگر خوش آوازی سے صفات محسنہ متاثر ہوں تو ایسی خوش آوازی مکروہ ہے پس صرف وہی خوش آوازی جائز اور مباح ہے جو قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو۔

تلاوت قرآن میں حُسن صوت کی اہمیت:

قرآنِ مجید کی تلاوت میں حسن صوت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ حسن صوت کی لطافت کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اچھی آواز کی حامل تلاوت دل پر اثر کرتی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝﴾ (لقمٰن)

''یعنی بے شک کریہہ آوازوں میں گدھے کی آواز ہے۔''

وجہ یہ ہے کہ گدھا بے سری اور بے تکی آوازیں نہایت بھدے انداز میں بے ترتیب نکالتا ہے جو کانوں کو بری معلوم ہوتی ہے۔

آواز میں شیرینی، اعتدال اور دھیمے لہجے میں بات کرنا ایک مہذب اور معزز فطرت کے حامل انسان کی خصوصیات سمجھی جاتی ہیں۔ پس قرآنِ کریم جو مالک ارض وسما کا کلام ہے وہ اس بات کا کہیں زیادہ متقاضی ہے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھا جائے اور اس خوش آوازی کے سلسلہ میں جب کہ احادیث بھی وارد ہوں تو اس کے مستحسن اور مستحب ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ سے لہجوں کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے، صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَغَفَّلِ نِ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَرَءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ مَسِيْرٍ لَّهُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَرَجَّعَ فِيْ قِرَآءَتِهٖ. قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ لَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَآءَتَهُ.)) [متفق علیہ]

"یعنی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر راستے میں سورۃ الفتح قراءت سے (یعنی ترجیع سے) پڑھتے جاتے تھے، حضرت معاویہ راوی حدیث نے فرمایا: اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مانند) قراءت تمھیں سناتا۔"

اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترجیع آواز کے اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں جو نہایت لطف دیتی ہے اور خوش آوازی سے قرآن کا پڑھنا دل پر زیادہ اثر کا باعث ہوتا ہے، اس لیے خوش آوازی مستحب ہے۔ مگر گویوں عشاق اور فساق کی مانند پڑھنا بے ادبی ہے۔

حضرت قاری المقری عبد المالک صاحب نور اللہ مرقدہ تحسین صوت کے ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد بیان فرمایا کرتے تھے جو موطا اور نسائی وغیرہ میں منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ.))

"یعنی تم قرآن کو عربوں کے لب ولہجہ میں پڑھو۔"

اس حدیث کی جانب علامہ جزری رحمہ اللہ طیبۃ النشر میں اس طرح اشارہ فرمارہے ہیں:

مَعْ حُسْنِ صَوْتٍ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ
مُرَتَّلًا مُّجَوَّدًا بِالْعَرَبِیْ

"یعنی حسن صوت مع لحون عرب کے مطابق ترتیل اور اداء عربی کے ساتھ عمدہ ترین حالت کے ساتھ (قرآن پڑھا جائے)۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحونِ عرب:

والد گرامی قدر استاذ القراء والمجودین القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لحونِ عرب سے مراد وہ مخصوص عرب لہجے ہیں جو سلف صالحین سے بتواتر ہم تک پہنچے ہیں اور یہ لہجے ہم نے اپنے استاذ مرحوم نور اللہ مرقدہ کو بھی پڑھتے ہوئے سنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ لہجے تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور ہم نے اپنے اساتذہ سے سیکھے ہیں۔ آپ برصغیر پاک و ہند میں ان لہجوں کو متعارف کروانے والے تھے۔ آپ نے یہ لہجے حضرت قاری عبداللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائے اور بعد ازاں حضرت استاذ نور اللہ مرقدہ نے یہ لہجے اپنے شاگردوں کو منتقل فرمائے۔

ان عربی لہجوں میں حجازی، حسینی، یمنی، مایہ، عشاقی، دوکا، سیکا، حرب، رکب، مصری اور محطا وغیرہ کے نام بہت نمایاں ہیں۔

پہلے یہ لہجے اساتذہ اپنے طالب علموں کو سکھایا کرتے تھے۔ مختلف لہجوں میں مشق کرائی جاتی تھی۔ یہ لہجے ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں حضرت استاذ قاری عبدالمالک صاحب نور اللہ مرقدہ سے اخذ کیے۔ استاذ مرحوم نے ہمیں سکھائے، پہچان بتلائی، بعد ازاں جب ہم لوگوں کا زمانہ آیا تو انحطاط فن ہوا اور حتی الوسع ہم نے بھی طالب علموں کو یہ لہجے سکھائے۔ دراصل اس میں طالب علموں کی اپنی ذاتی دلچسپی بھی شامل ہوتی ہے۔ ان لہجوں کو سیکھنے کا واحد ذریعہ استاذ سے مشق و استفادہ ہے اور اب تو ایسے ماہر اساتذہ بھی خال خال ہیں جو لحون عربیہ سے کما حقہ واقف ہوں۔ بہر حال جس قدر حدر و ترتیل میں (استاذ ماہر سے جو لہجوں کو جانتا اور سمجھتا ہو) مشق کرے گا ان لہجوں کو حاصل کرے گا شوق و طلب اس میں اوّلین شرط ہے۔ ذی فہم استاذ یہ بھی بتلائے گا کہ مختلف لہجوں میں ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟ نیز مختلف لہجوں میں آواز کے خانات کو کہاں اور کس قدر اونچا کرنا ہے اور کہاں اور کتنا نیچا کرنا ہے۔ بدون استاذ یہ لہجے حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

دوسری بات پھر یہ کہ ان لہجوں کو سیکھنے کے بعد ان پر مداومت ومزاولت ہو اس کے لیے پھر ضروری ہے کہ قرآن کو حدر وترتیل میں اس قدر پڑھے کہ یہ مختلف لہجے بلا تکلف زبان پر جاری ہو جائیں اور پڑھنے والا جب چاہے اور جس وقت چاہے بلا تکلف اسے کسی بھی لہجے کو پڑھنے کی قدرت حاصل ہو جائے۔ (المرشد فی مسائل التجوید والوقف)

منکرین تجوید کے کچھ اعتراضات اور ان کے جواب

اعتراض نمبر (1):

حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی جو عرب نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: پڑھتے رہو۔ سب اچھے ہو اور عنقریب ایسی قوم آئے گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کر کے پڑھے گی، جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ قرآن کے بدلہ کو دنیا میں ہی طلب کریں گے۔ اور آخرت پر موقوف نہ رکھیں گے۔ (ابو داؤد، بیہقی، فضائل القرآن لابن کثیر، مشکوٰۃ المصابیح) پس اس حدیث سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ قرآنی الفاظ وحروف کی صحت و درستی ہم پر لازم نہیں، بلکہ قرآن کی تجوید وتصحیح تکلف اور بناوٹ اور ناقابل اعتبار ہے۔

جواب :...... اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد عالی " وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا " وغیرہ کی رو سے اتنی مقدار میں تجوید کا حاصل کرنا اور اس کا سیکھنا فرض ہے جس سے حروف اپنے تلفظ میں جدا اور ممتاز ہو جائیں اور ہر ایک حرف کی آواز دوسرے حرف سے بالکل علیحدہ اور ممتاز ہو جائے اور حروف نہ تو عربی ہی کے دوسرے حروف سے بدلیں مثلاً دال وطاء۔ تاء نہ بن جائیں۔ اور اسی طرح تاء طاء نہ ہو جائے اور زاء ذال اور ذال، زاء نہ ہو جائے۔ اور ظاء بھی ذال اور زاء سے نہ بدلے۔ اور ثاء،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سین نہ بن جائے اور سین، صاد اور صاد، سین نہ ہو جائے۔ اسی طرح نہ عربی حروف عجمی حروف سے بدل جائیں۔ مثلاً جیم، چے بن جائے یا دال، ڈال ہو جائے۔

رہی یہ بات کہ تجوید کی مشق اتنی مقدار میں ہو کہ حروف میں لطافت و عمدگی اور نفاست پیدا ہو جائے۔ سو یہ درجہ تجوید کا واجب و فرض نہیں۔ ہاں موجب زیادت اجر ضرور ہے۔ پس مذکورہ روایت میں جو "فَكُلٌّ حَسَنٌ" ہے یعنی سب اچھے ہو وہ بظاہر اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ حضرات تجوید کا پہلا درجہ جو فرض ہے۔ اس پر عمل کر رہے تھے۔ اور ان کی تلاوت فرض والے درجہ کے خلاف ہرگز نہ تھی۔ کیونکہ اگر ان کی تلاوت ایسی ہوتی۔ جس سے عربی حروف دوسرے حروف سے یا عجمی حروف سے بدلے ہوئے نظر آتے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ تلاوت "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" وغیرہ نصوصِ قرآنیہ کے سراسر خلاف ہوتی۔ اور اس مخالفت کو آپ ﷺ قطعاً برداشت نہ فرماتے، بلکہ یہ ارشاد فرماتے کہ تمہارے فلاں فلاں حروف صحیح نہیں ہیں، اس لیے کوشش کر کے ان کی درستی کرو۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ اور اس وقت لوگوں کے دلوں کی تالیف ضروری و مطلوب تھی، تاکہ وہ دین کو مشکل سمجھ کر اسے چھوڑ نہ دیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ سب کی تلاوت اچھی ہے۔ پھر جب اسلام اور ایمان مؤمنین کے رگ و پے میں سما گیا۔ تو پھر دوسرے ارشادات میں تجوید کے ضروری ہونے کی طرف متوجہ فرمایا۔ چنانچہ اعلاء السنن میں تجوید کے وجوب کے باب میں ایک حدیث ہے۔ جس میں یہ ہے کہ ایک صحابی غلط پڑھ رہے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اَرْشِدُوْا اَخَاكُمْ" یعنی تم اپنے بھائی کو پڑھنے کا درست اور صحیح طریقہ بتلا دو اور اسی مذکورہ روایت کے اخیر میں جو جملہ آیا ہے۔ "وَسَيَاتِيْ قَوْمٌ يُّقِيْمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَ." یعنی عنقریب ایسی قوم آئے گی، جو قرآن کو اس طرح سیدھا کر کے پڑھے گی، جس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ قرآن کے بدلہ کو دنیا میں طلب کریں گے۔ اور آخرت پر موقوف نہ رکھیں گے۔

اب اس درج بالا حدیث کے دو تشریحی نکات بنتے ہیں:

(اوّل) اس میں اس پر تنبیہ ہے کہ حروف کی خوبصورتی اور درستی کو اصل مقصود بنا کر تلاوت میں تدبر و تفکر سے غافل ہونا بڑے نقصان کی بات ہے، بلکہ بقدر صحت تجوید کی تکمیل کے بعد اصل مقصود کی طرف بھی متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت پورے غور وفکر سے کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ مخارج وصفات میں الجھ کر رہ جائے۔ اور الفاظ کی ظاہری صورت وتلاوت ہی پر اکتفا کرلے، چنانچہ ''كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ.'' یعنی جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے، سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ درستی میں ایسی کوشش کریں گے، جیسی تیر کے سیدھا کرنے میں کی جاتی ہے اور اس سے مقصود دنیا ہی ہوگی۔ اور ریاء ومبالغہ کی وجہ سے وہ تلاوت آخرت کے ثواب اور مراتب قرب کی نیت سے یکسر خالی ہوگی۔

(دوم) اور ''يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ'' کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ مخارج وصفاتِ لازمہ جن کا ادا کرنا حروف میں امتیاز اور جدائی پیدا کرنے کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اس کی طرف تو توجہ نہیں کریں گے۔ بلکہ ان کو چھوڑ کر صفاتِ عارضہ اور محسنہ اور مزینہ کو اصلی مقصود بنالیں گے۔ اسی حدیث مذکور کے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عبارت (جو حیات المسلمین میں ہے) ملاحظہ ہو:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے۔ کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھتے رہو، سب خاصے ہیں۔ (ابوداؤد۔ بیہقی) یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو۔ اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں، اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔'' اور مفید القاری مؤلفہ آغا محمد علی عرف محمد عبدالمنان بن آغا شجاعت جہان گیر نگری میں مرقوم ہے۔ اور روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا: نکلے ہم پر رسول اللہ ﷺ اور ہم پڑھتے تھے قرآن اور ہم میں تھے دیہاتی اور عجمی، پس آپ ﷺ نے فرمایا پڑھو۔ ہر ایک شخص اچھا پڑھتا ہے اور آئے گی ایک قوم، سیدھا کرے گی قرآن کو جیسا سیدھا کیا جاتا ہے تیر۔ جلدی کریں گے بدلے قرآن کے دنیا میں۔ اور نہ رکھیں گے آخرت پر۔ (نقل کی یہ ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں)

فائدہ: عجمی یعنی سوائے اہل عرب کے فارس اور رومی اور حبشی، جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے تھے اور قراءت ان بدوؤں کی اور عجمیوں کی اہل عرب کی طرح نہ تھی۔ باوجود اس کے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کی قراءت اچھی ہے اور لائق ثواب ہے اس لیے کہ اختیار کیا تم نے آخرت کو دنیا پر۔ تم کو نہ آراستہ کرنے زبانوں میں کچھ ضرر نہیں۔ اور تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ سیدھا کریں گے قرآن کو جیسا سیدھا کیا جاتا ہے تیر۔ یعنی سنواریں گے الفاظ اور کلماتِ قرآن کو اور تکلف کریں گے۔ رعایت مخرجوں میں واسطے دکھانے اور سنانے اور فخر و شہرت کے۔ جلدی کریں گے بدلے قرآن کے دنیا میں اور نہ رکھیں گے آخرت پر یعنی دنیا کے فائدہ کے لیے پڑھیں گے۔ آخرت کے ثواب سے کچھ غرض نہیں رکھیں گے۔ پس دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں گے۔ اور دین کے بدلے میں دنیا بیچیں گے۔ حاصل یہ کہ قرآن کے پڑھنے میں خلوص چاہیے اور فکر کرنا اس کے معنی میں۔ صرف الفاظ مخارج سے نکالنا اور خوش آوازی سے پڑھنا کچھ کام نہیں آتا، اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ پڑھنے والا عجمی ہو یا عربی سیدھا سیدھا اپنے مخارج سے حرفوں کو ادا کرتے ہوئے بغیر تکلف کے پڑھے۔ اللہ کے واسطے، دنیا کی طمع یا فخر کے واسطے نہ پڑھے تو وہ ثواب پائے گا۔''

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور "یُقِیْمُوْنَهٗ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ" کے متعلق حاشیہ مشکوٰۃ میں درج ہے:

((اَیْ یُبَالِغُوْنَ عَمَلَ الْقِرَآءَۃِ کَمَالَ الْمُبَالَغَۃِ لِاَجْلِ الرِّیَآءِ اَیْ یَطْلُبُوْنَ ثَوَابَهٗ فِی الدُّنْیَا وَلَا یَطْلُبُوْنَهٗ فِی الْاٰخِرَۃِ.))

"یعنی بعد میں آنے والے لوگ محض ریا کاری اور شہرت اور فخر کے لیے اپنی تلاوت میں خوب مبالغہ اور غلو کریں گے اور اس سے ان کا مقصود فقط طلب دنیا اور حب جاہ ہوگا۔ رہی آخرت سو اُس سے انہیں کوئی سروکار نہ ہوگا۔"

اعتراض نمبر ۲:

بعض حضرات نے مخارج وصفات وغیرہ کو بدعت کہا ہے پس یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ بات کسی روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مخارج وصفات وغیرہ ضبط تحریر میں لائے ہوں حالانکہ اس وقت عجمی اور بدو لوگ بھی اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

جواب:...... اس اعتراض کے بھی دو جواب بنتے ہیں۔

جواب نمبرا:...... اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ مخارج وصفات پر عمل کرنا ضروری نہیں کیونکہ فقہ میں نماز کے جتنے فرائض اور واجبات بیان کیے گئے ہیں۔ اور اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ وحج کے جن فرائض کا ذکر آیا ہے ان سب کو بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی ایک جگہ ضبط نہیں کیا ہے۔ بلکہ فقہاء اور مجتہدین نے اپنی کوششوں اور محنتوں کے ذریعہ ان سب فرائض وواجبات کو احادیث کے ذخیرہ میں سے تلاش کر کے یکجا جمع کر دیا ہے تاکہ عمل کرنے والوں کو سہولت میسر آجائے "فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ." پس جس طرح نماز و روزہ وغیرہ کے فرائض و واجبات ضبط نہ ہونے کے باوجود ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور ان کے بغیر نماز و روزہ اور زکوٰۃ وحج کی درستی وجود میں نہیں آسکتی اسی طرح مخارج وصفات بھی خیر القرون میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضبط نہ کئے جانے کے باوجود ایسے ہیں کہ ان پر عمل کئے بغیر قرآن پاک کے حروف کی درستی ممکن نہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ کیا کوئی صاحب یہ کہنے کی جرات کرسکتے ہیں کہ نحوی اور صرفی قواعد بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ضبط نہیں کئے تھے۔ اس لئے ان پر بھی عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ تلاوت کرنے والے کو اختیار ہے کہ جس طرح اس کا جی چاہے۔ اعراب وحرکات کی رعایت کئے بغیر کلمات کا تلفظ کرے اور مثلاً '' وَالَّذِيْنِ، وَالَّذِيْنَ، وَالِّذِيْنِ '' پڑھ لے نیز مثلاً اَلْحَمْدُ کے دال پر اور اسی طرح اِيَّاكَ کے کاف پر جو حرکت پڑھنے کو جی چاہے۔ آزادی سے وہی حرکت ادا کرلے۔ پس جس طرح نحوی اور صرفی قواعد ضبط ہو جانے سے حرکات کا صحیح صحیح ادا کرنا آسان ہو گیا۔ اور اس فرض کے ادا کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہی۔ بالکل اسی طرح مخارج وصفات کے ضبط ہو جانے سے تلاوت میں آسانی اور سہولت ہوئی گو ان کا یہ ضبط خیر القرون کے بعد وجود میں آیا ہے مگر اس سے حروف قرآنی کو صحت اور درستی سے ادا کرنے میں آسانی میسر آ گئی ہے۔ پس امت پر خصوصاً قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر واجب ہے کہ نحو وصرف کے ائمہ کے اور اسی طرح فقہاء کے اس احسان کی قدر کریں۔ اور ان کو دعائیں دیں کیونکہ ان کی وجہ سے احکام پر عمل کرنے اور تلاوت قرآن صحت اور درستی کے ساتھ کرنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

جواب نمبر۲:...... جیسا کہ ہم واضعین تجوید میں بیان کر آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دور مبارکہ میں یہ قواعد مرتب ہوئے جو کہ آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو نجران روانہ کرتے ہوئے تحریر کر کے دیے۔ اس روایت کی روشنی میں مخارج وصفات وغیرہ اور دیگر قواعد تجوید کو بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

اعتراض نمبر (۳):

بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ نماز میں پڑھنا ضروری ہے اگر مخارج وصفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حروف کی حرکات نیز دیگر قواعد تجوید کو مدنظر رکھا جائے اور کوئی شخص سورہ فاتحہ کو قواعد تجوید کے مطابق ادا نہیں کرتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی ہے لہٰذا اصل بات یہ ہے کہ تجوید کے قواعد کو مدنظر رکھ کر تلاوت کرنا کوئی اہم و ضروری نہیں ہے؟

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ قواعد تجوید کی فرضیت سے مراد یہ ہے کہ حروف ایک دوسرے سے ممتاز اور واضح ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ تلاوت کرنے والا اس وقت فلاں حرف ادا کر رہا ہے۔ اور اس قدر علم تجوید حاصل کرنا واقعی فرض و ضروری ہے ہاں اس سے آگے کا مرحلہ کہ جس میں ادا کی نفاست و خوبصورتی اور تزئین حروف اور حسن صوت وغیرہ یہ امور فرائض و واجبات میں نہیں بلکہ مستحب اور اجر میں اضافے کا سبب ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کہا جائے گا کہ اس قدر قواعد علم تجوید کے ذریعے قرآن پڑھنا بہر حال ضروری ہے کہ جس سے نماز وغیرہ کا اہتمام ہو سکے۔

اعتراض نمبر ④:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تالیف ''احیاء العلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں:

بعض حضرات ایسے ہیں کہ جن پر یہ خیال غالب ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ اور اسی طرح تمام وظائف اور اذکار میں اپنی تمام تر توجہ حروف کو ان کے مخارج سے نکالنے تشدیدات کو کامل احتیاط اور پوری توجہ سے ادا کرنے۔ ضاد اور ظاء کے تلفظ میں فرق کرنے اور پوری نماز میں حروف کے مخارج کے صحیح کرنے میں صرف کرتے ہیں اور ان کو اس کے سوا کسی چیز کا بھی اہتمام و فکر نہیں ہوتا۔ اور یہ حضرات قرآن اور اس کے الفاظ کے معنی میں غور و فکر کرنے اور اپنی سمجھ کو اس کے رموز و اسرار اور دیگر نکات کی طرف مصروف کرنے سے قطعاً غافل و بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور یہ شیطانی دھوکہ کی بدترین قسموں میں سے ہے کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت میں مخلوق پر صرف اتنی بات فرض کی گئی ہے کہ وہ مخارج حروف کو اسی طرح صحت و درستی اور تحقیق و تجوید کے ساتھ ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ جس طرح روزمرہ کی گفتگو میں ان کی عادت ہے اور ان حضرات کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے کوئی خط سپرد کر کے یہ حکم دیا جائے کہ اس میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ کرنا۔ اور جس طرح ہم نے تمہارے سپرد کیا ہے، بعینہٖ اسی طرح تم بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دینا۔ پھر یہ خط لے جانے والا بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر اس خط کو بار بار پڑھتا رہے اور اس کے الفاظ کو ان کے مخارج سے پوری خوبصورتی سے ادا کرنے میں مشغول رہے اور خط کے اصل مقصد سے اور مجلس کے آداب کی رعایت سے بالکل بے خبر رہے اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ بادشاہ کی بارگاہ سے یہی حکم صادر ہوگا کہ اس گستاخ کو بے ادبی کی سزا دو اور اسے پاگل خانہ میں بھیج دو اور اعلان کر دو کہ یہ بالکل عقل سے پیدل اور دیوانہ ہے۔"

جواب :...... اس عبارت سے بھی اسی تلاوت کی ممانعت نکلتی ہے جس میں پوری توجہ مخارج وصفات اور حرکات وتشدیدات ہی کے ادا کرنے پر صرف کر دی جائے اور قرآنِ پاک کے معانی میں غور وفکر قطعاً نہ کیا جائے، کیونکہ قرآنِ مجید کی تلاوت میں مخلوق پر صرف اتنی بات فرض کی گئی ہے کہ وہ مخارج وصفات کو اسی طرح صحت اور درستی کے ساتھ ادا کریں۔ جس طرح روزمرہ کی بول چال میں ان کی عادت ہے اور وہ یہ ہے کہ حروف کی درستی اور جدائی کا خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً اَکْلٌ جو کھانے کے معنیٰ میں ہے اسے اَکْلٌ ہی کہتے ہیں اور عَقْلٌ نہیں کہتے جو سمجھ اور عقل کے معنیٰ میں ہے پس اسی طرح تلاوت میں بھی اتنا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کلمہ اپنے انہی حروف سے ادا ہو جن سے وہ قرآن میں آ رہا ہے۔ یہ نہ ہو کہ بے پرواہی کر کے اس کے حروف کو بدل دے پس جب اتنی رعایت ہوگی تو تلاوت کا ظاہری حق ادا ہوگیا۔ رہا باطنی حق سو وہ اس صورت میں ادا ہوگا کہ تلاوت میں غور وفکر ہی سے کام لیا جائے اور امام غزالی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ مخارج اور صفات سے آزاد ہو کر جس طرح چاہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کریں۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان دونوں چیزوں کی رعایت کے بغیر حروف آپس میں ممتاز اور جدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دوسرے حروف سے بدل جاتے ہیں اور ایسا کرنے سے قرآن قرآن نہیں رہتا۔ پس یہ بات عقل و سمجھ سے بالکل بعید ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر امام امت کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ قرآن کو بالکل بے فکر ہو کر پوری آزادی کے ساتھ جس طرح چاہیں پڑھیں اور مخارج اور صفات کی رعایت بالکل نہ کریں۔ اور قرآن کو غیر قرآن بنادیں۔ حالانکہ یہ بات قرآنی آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ و علماء امت تمام کے اقوال و فرامین کے مخالف ہے۔ جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ رہی مثال، سو اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اس بے وقوف کو یہ سزا اس لیے دی جائے گی کہ اس نے اپنی پوری توجہ اور محنت و کوشش حروف کی درستی و خوبصورتی میں ہی صرف کر دی اور شاہی دربار کے آداب کا حق ادا نہیں کیا اور بادشاہ کے درجہ کا لحاظ نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ اگر یہی شخص جو بادشاہ کو خط سنا رہا ہے، اس خط کے مضمون کو اس طرح پڑھے کہ حروف کی بھی پرواہ نہ کرے اور کچھ کا کچھ پڑھ ڈالے تو اس صورت میں بھی وہ سزا کا مستحق ہوگا اور بادشاہ یہی کہے گا کہ تم نے خط کا مضمون ہی بدل دیا۔ بلکہ اس خط کے بھیجنے والے پر بھی ناراض ہوگا کہ تم نے خط ایسے آدمی کے ہاتھ بھیجا۔ جو اس کے حروف بھی ٹھیک ادا نہیں کر سکتا کیا کوئی ایسا آدمی نہیں مل سکتا تھا جو خط کا مضمون صحت و درستی کے ساتھ سنا دیتا۔

اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ قرآن مجید کو دوسری کتب کی عبارتوں پر قیاس کرنا انتہائی ناموزوں بلکہ اس کے ساتھ تمسخر و بے ادبی اور حقارت و گستاخی کا سا معاملہ ہے۔ کیونکہ قرآن تو کلامِ الٰہی ہے۔ جس کے محض الفاظ کی تلاوت بلا فہم بھی مطلوب و مقصود اور باعث قرب و ثواب اور عین عبادت و دین ہے اور اس کی صحت و درستی کے بھی ہم مکمل طور پر مکلف ہیں۔ بخلاف دوسری کتب کی عبارتوں کے کہ ان کے الفاظ کی تلاوت بلا فہم کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔ اور ہم ان کی ادائیگی میں صحت لفظی اور عمدگیٔ ادا کے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی مکلف نہیں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تلاوت میں مخارج وصفات کی رعایت تو ضرور کرنی چاہیے۔ ورنہ قرآن کی عبارت اللہ تعالیٰ کی معنیٰ ومراد سے بدل جائے گی لیکن پوری توجہ انہی دونوں چیزوں پر صرف نہ کر ڈالے، بلکہ اصلی مقصود کی طرف بھی ضرور متوجہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کوخوش کرنے اور ان کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت کرے اور قرآن کے معانی ومطالب میں تفکر وتامل کرے، چنانچہ "لِيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ (صٓ)" میں قرآن کے نزول کا یہی مقصد بیان فرمایا ہے۔

اعتراض نمبر ⑤:

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ علم تجوید سے متعلق جس قدر احادیث وارد ہیں وہ مشہور اور مستند کتب حدیث میں بیان نہیں ہورہی ہیں، بلکہ فن حدیث کے دوسرے درجہ کی کتب میں بیان ہورہی ہیں، لہٰذا علم تجوید کی اہمیت وفرضیت میں تواتر کی وہ شرط نہیں پائی جاتی جو دیگر علوم مثلاً علم تفسیر، علم حدیث وغیرہ میں وارد ہے۔

جواب:...... اس اعتراض کے بھی دو جواب دیئے جاسکتے ہیں۔

اوّل:...... دراصل علوم کی منتقلی کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔

حضرت مولانا انورشاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دراصل چند روایات کے متعلق جس تواتر کا دعویٰ کتابوں میں کیا جاتا ہے یہ دعویٰ صرف اسناد والے تواتر کی حد تک محدود ہے ورنہ دین کا بڑا اہم حصہ تواتر طبقہ، تواتر عمل اور تواتر قدر مشترک کی راہ سے منتقل ہوکر مسلمانوں کی سابقہ نسلوں سے اگلی نسلوں تک پہنچا ہے اور تواتر کی ان تمام اقسام میں یقین آفرینی کی وہی نفسیاتی اور منطقی قوت ہے جو قوت اسناد والے تواتر میں پائی جاتی ہے۔"

اس بیان پر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”واقعہ یہ ہے کہ سند کی کثرت اور راویوں کے تعدد کی ضرورت عموماً انہی باتوں میں ہوتی ہے جو روایات کی راہ سے منتقل ہوتی ہوں لیکن ایسی بات کہ شاہ جہاں بادشاہ، ہندوستان کا حکمراں تھا۔ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا' اس قسم کے واقعات کے متعلق یہ تلاش کرنا کہ روایت کرنے والے ان واقعات کو کون ہیں جنون کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔“

اسی طرح اس قسم کے امور کہ مسلمانوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ عرب میں کعبہ نامی عمارت کا حج فرض ہے۔ سال میں رمضان کا مہینہ آئے تو مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض ہے یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں مسلمان ہی نہیں جو غیر مسلم ہیں ان کے نزدیک بھی یہ اسلام کے یقینی اور مضبوط عناصر ہیں اور یہی تواتر عمل کی مثالیں ہیں“ (احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن مولفہ از مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ ص ۸۰۔۸۱)

میں یہاں حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کے اسی بیان میں اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قرآن کو قواعد تجوید کے ساتھ پڑھنا فرض ہے اور گو یہ بات بے شک حدیث کی دوسرے درجہ کی کتب میں بیان ہورہی ہیں مگر مذکورہ احادیث۔ اقوال صحابہ۔ اقوال ائمہ فن اور دیگر عوامل اس قدر تواتر کے ساتھ ہیں کہ جن کو اسی تواتر عمل میں شمار کیا جائے گا اور جن کی بدولت کوئی غیر مسلم بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن کو بنا سنوار کر قواعد کے مطابق پڑھنا صرف اور صرف مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے۔ پس علم تجوید کا تواتر جہاں اسناد کے لحاظ سے ثابت ہے وہاں تواتر عمل، تواتر طبقہ اور تواتر قدرِ مشترک سے بھی ثابت ہورہا ہے۔“

دوم :...... میرے استاذ محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم صاحب دامت برکاتھم کے سامنے جب بعض حضرات نے یہ اعتراض پیش کیا تو انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب میں فرمایا کہ اوّل تو ہم علم تجوید سے متعلق احادیث کو دوسرے درجہ کی احادیث کی کتب میں سے ہونا نہیں مانتے ہیں اس لیے کہ ہم نے ابھی جس قدر احادیث فرضیت تجوید کے باب میں بیان فرمائی وہ مسلم۔ موطا نسائی اور صحاح کی کتب سے پیش کی ہیں پھر دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور ان میں کوئی سقم نہیں تو پھر کیا اعتراض باقی رہ جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بالفرض اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ یہ احادیث دوسرے درجہ کی کتب احادیث میں وارد ہیں تو معترضین حضرات قرآن کو غلط یا محرف پڑھنے یا قواعد تجوید کے خلاف پڑھنے کی کوئی حدیث صحاح ستہ یا اس جیسی دیگر حدیث کی کتب سے بطور ثبوت پیش کریں اور یقیناً وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تو پھر اعتراض کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ⑥:

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ علم تجوید کی اہمیت کا دعویٰ کرنے والے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس میں باہم ملتے ملتے حروف ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں تو اس سے معنٰی میں فرق پیدا ہو جاتا ہے یہ دعویٰ درست نہیں۔ ہم ان حروف کے معنی جانتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ قرآن میں تحریر شدہ کلمات کا کیا مطلب و معنٰی ہے۔

جواب :...... یہ اعتراض بھی اپنے ہیئت کے لحاظ سے دو مختلف پہلو رکھتا ہے۔ ترجمہ قرآن سے واقف ہونا یہ ایک الگ چیز ہے کہ اس میں الفاظ قرآن تحریر شدہ موجود ہوتے ہیں اور اس میں الفاظ قرآنی کا تلفظ نہیں کیا جارہا ہوتا ہے بلکہ الفاظ قرآن کو زیر مطالعہ رکھتے ہوئے اس کے ترجمہ و معنی سے آگاہی حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف جب کوئی شخص قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ کلمات قرآن کو قواعد تجوید کے برخلاف غلط طریقے پر ادا کرتا ہے تو اس سے سننے والے کو مراد الٰہی کے خلاف معنی معلوم ہوتے ہیں اور جو سننے والے کی گمراہی کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔ ایسے ہی جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص غلط قرآن پڑھ رہا ہے تو معنیٰ اس کے ان الفاظ کا ہوگا جو وہ ادا کر رہا ہے جیسے کوئی شخص اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو اَلْھَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے گا تو کوئی ذی شعور اس کا ترجمہ اَلْحَمْدُ کے لحاظ سے نہیں کرے گا بلکہ اَلْھَمْدُ کے لحاظ سے کرے گا۔

غلط پڑھنے سے سننے والے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کا اندازہ ذیل کے واقعے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ آیا اور اس نے مدینہ میں آ کر کہا کہ کوئی شخص ہے جو مجھے قرآن پڑھا دے ایک شخص نے اس کو سورۂ براء ۃ پڑھائی اس آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کو وَرَسُوْلِہٖ پڑھایا اس تغیر سے معنی قطعاً فاسد ہو گئے کیونکہ اس سے ترجمہ یہ ہوا "بے شک اللہ بیزار اور بری ہے مشرکین سے اور (العیاذ باللہ) اپنے رسول سے" اس اعرابی نے جب یہ تلفظ سنا تو کہنے لگا جب اللہ اپنے رسول سے بری ہے تو میں بھی بری ہوں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے سمجھایا کہ قرآن میں یہ بات اس طرح نہیں بلکہ دراصل اس آیت کا درست تلفظ اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مشرکین سے بری ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ سوائے لغت عربیہ کے عالم کے کوئی شخص قرآن نہ پڑھائے۔

ہم کتاب کے شروع میں حروف کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے معنی کے مفاسد بیان کر چکے ہیں ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ کوئی شخص سورۃ الضحیٰ میں وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝ پڑھے جس کا ترجمہ ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے" اور اگر کوئی شخص اُسے اس طرح پڑھے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْدٰی تو معنی یوں بن جائیں گے "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار عنقریب وہ کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(العیاذ باللہ) آپ ﷺ ہلاک ہوجائیں گے۔

ایسے ہی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ آپ ﷺ فرمادیں وہ اللہ واحد ہے اور کوئی اس طرح پڑھے کُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (العیاذ باللہ) کھاؤ وہ اللہ واحد ہے۔ ایسے ہی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ یعنی جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہوگئی اور کوئی اس طرح پڑھے اِذَا جَآءَ نَسْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ تو معنی ہوں گے (العیاذ باللہ)) جب اللہ کے گدھ آ گئے اور فتح حاصل ہوگئی۔

درج بالا مثالوں پر غور کیجیے اور انصاف سے کام لے کر بتلایے کہ ان تبدیل شدہ حروف کے ساتھ تلاوت کرنے والے کی تلاوت کو کیا کلام الٰہی کہا جائے گا؟ کیا یہ تلاوت اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق ہے؟ اور کیا اس طرح کی تلاوت پر ہر حرف پر جو دس نیکیوں کا وعدہ ہے وہ دس نیکیاں حاصل ہوں گی۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ تلاوت تو ایسی ہے کہ جس کے اوپر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول صادق آتا ہے کہ رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسا غلط قرآن پڑھتے ہیں کہ اس غلط پڑھنے کی وجہ سے قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

قرآن کی جمع وتدوین

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں اجمالاً قرآن کی جمع وتدوین کو بیان کریں۔

قرآن کریم کے کمالات کا احاطہ کرنا انتہائی دشوار کام ہے۔ ہر پہلو نہایت خوش رنگ اور بوقلمونی سے بھرپور ہے غرض یہ کتاب ہر لحاظ سے معجز ہے۔ مثلاً اس کی محفوظیت عن التغیر ایک ایسا اعجاز ہے جو کسی الہامی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ تورات، انجیل اور زبور کا جو حال اس کے پیروکاروں نے کیا ہے تاریخ اس پر نوحہ خواں ہے خود اس مذہب کو ماننے والے اس تحریف کے اقراری ہیں۔ سر ولیم میور کا اقتباس قرآن کے متعلق پڑھیے وہ کس قدر مجبور ہو کر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس قرآن کی طرح بارہ صدیوں سے ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ پھر حسب ذیل پہلوؤں کو دیکھئے:

① اسلوب بیان ② پیشین گوئیوں کی صداقت
③ عبارت اور معنی کا ربط ④ الفاظ مختصر مگر وسعت معنی سے بھرپور
⑤ تسخیر اذہان ⑥ بے مثل طرز کلام
⑦ مضامین کی بلندی اور پاکیزگی ⑧ حیات آفرین تعلیم
⑨ دین وسیاست کا حسین امتزاج ⑩ فصاحت و بلاغت کا مینار عظمت

ایک شبہ اور اس کا ردّ:

وحی کی حقیقت پر جو پرستاران عقل نے اعتراض کیا وہ یہ کہ یہ ایک مدعی نبوت کی اپنی اندرونی قلبی آواز ہوتی ہے۔ مگر اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام صرف تخیلاتی مضامین ہی پیش نہیں کرتے یا اپنے مرکزی خیالات یا پیشن گوئیاں ہی بیان نہیں کرتے۔ قرآنِ حکیم صاف اور واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ ’’نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ‘‘ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام اتارنے والی کوئی بیرونی ہستی ہے نہ کہ دل کی پیدا کردہ آواز۔ پھر کلامِ الٰہی تاریخ امم ماضیہ اس صحت کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ انسانی تحریر کردہ کتب تو غلط ہو سکتی ہیں مگر بیان قرآن میں ذرا بھی سہو و خطا کا رنگ نظر نہیں آیا۔

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف:۲)

’’ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں آپ کے سمجھنے کے لیے نازل کیا۔‘‘

اسی طرح ارشادِ ربانی ہے:

﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ﴾ (یوسف:۳)

’’ہم آپ کے پاس بہت اچھا قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی طرف یہ قرآن بھیجا ہے اور آپ اس سے پہلے یقیناً ان کو نہیں جانتے تھے۔"

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ تاریخ اقوام اسی قلب پیغمبر کی آواز ہے جو امی کے طور پر مشہور ہیں اور دنیا کی کتب سے بالکل ناواقف۔ اور پھر قرآن کے احکام پر نظر ڈالیے کیا ایک مدعی نبوت خود اپنے آپ کو کہہ رہا ہے: ﴿ يَآيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ﴾ (تحریم) پس اگر ایسا خیال نبی کے متعلق قائم کرلیا جائے تو پھر (نعوذ باللہ) اس کے دیوانہ ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ یا

﴿ يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ﴾ (تحریم)

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰى ٥ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ٥ ﴾ (عبس:۱۔۲)

قرآنِ حکیم کی تحریری حفاظت:

اتقان میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مستدرک حاکم کے حوالے سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ قرآن تحریری صورت میں تین مرتبہ جمع ہوا۔

1. عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔
2. عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں۔
3. عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں۔

پہلا دور: دورِ رسالت میں قرآن کی جمع وتدوین

جیسا کہ ہم اس سے قبل بھی بیان کر آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارکہ میں قرآن تحریری طور پر محفوظ کیا گیا اور اس کو حفظ بھی کیا جاتا تھا اور اصل دار و مدار بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفظ ہی پر تھا جو قرآن کا بطرز ادا حفاظت کا انداز ہے۔ اس سلسلے میں احادیث وسیر کی کتب میں بڑی مضبوط روایات موجود ہیں:

((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ مِنَ السُّوَرِ ذَوَاتِ الْعَدَدِ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ يَدْعُوْا بَعْضَ مَنْ يَّكْتُبُ عِنْدَهٗ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰذَا فِي السُّوَرِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَا.)) [رواه احمد، ابو داوٗد، النسائی، ابن ماجه، صحيح ابن حبان، مستدرك حاكم]

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ایسے اوقات میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند سورتیں ایک ہی وقت میں نازل ہوتی رہتی تھیں جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات میں سے جو قرآن کی کتابت کیا کرتے تھے، کسی ایک کو بلا کر اسے فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورت میں جہاں ایسا ایسا ذکر ہے لکھو۔“

اسی طرح کتابت قرآن کے متعلق ایک اور حدیث صحیح بخاری / باب کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَمَا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ الخ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اُدْعُوْا اِلٰى زَيْدًا فَالْيَجِيْءَ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتْفِ اَوِ الْكَتْفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ الخ.))

”یعنی جب آیت ”لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ“ (النساء: ۹۵) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ اور کہو کہ دوات اور لوح اور کتف یا کتف اور دوات ساتھ لائیں پس جب وہ آ گئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو پھر فرمایا کہ ''لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ ''لکھو۔''
وحی الٰہی کو لکھنے کا بہت زیادہ اہتمام ہوتا تھا اور کاتبین وحی کو وحی لکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ رسم قرآنی کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے، جیسا کہ کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یٰمُعٰوِیَةُ اَلِقِ الدَّوَاةَ وَحَرِّفِ الْقَلَمَ وَانْصِبِ الْبَاءَ وَفَرِّقِ السِّیْنَ وَلَا تُعَوِّرِ الْمِیْمَ وَحَسِّنِ اللّٰهَ وَمُدَّ الرَّحْمٰنَ وَجَوِّدِ الرَّحِیْمَ وَضَعْ قَلَمَكَ عَلٰی اُذُنِكَ الْیُسْرٰی فَاِنَّهٗ اَذْكَرُ لَكَ.)) [کنز العمال، الدیلمی، در منثور]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! دوات کا منہ کھلا رکھو تاکہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو اور قلم پر ترچھا قط لگاؤ اور بسم اللہ کی باء کو خوب بڑی لکھو اور سین کے دندانوں کو بھی واضح کرو اور میم کی آنکھ کو خراب نہ کرو اور اللہ کو خوبصورت لکھو اور رحمٰن کو یعنی اس کے نون کو دراز کرو اور الرحیم کو بھی عمدگی سے لکھو تاکہ حق تعالیٰ کے اسم گرامی اور ان کی صفات کی شان خوب ظاہر ہو اور اپنے قلم کو اپنے بائیں کان پر رکھو وہ تمھیں بھولی ہوئی چیز یاد کرادے گا۔''

ان تمام انتظامات اور اہتمام کے ساتھ قرآن دورِ رسالت میں محفوظ کیا جاتا رہا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں قرآنِ حکیم کسی بھی وقت نازل ہوتا رہتا تھا، اس لیے وہ ایک جلد میں محفوظ نہیں ہوسکتا تھا، مگر یہ ضرور تھا کہ تمام قرآن ایک جگہ پر مجتمع تھا۔

اس کے علاوہ دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت قرآنِ حکیم کو حفظ کرنے میں مشغول رہتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام طبقات میں قرآنِ حکیم پڑھنے اور اسے یاد کرنے کا بے حد ذوق وشوق تھا۔ دنیاوی مشاغل کے باعث جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عدیم الفرصت تھے، انہوں نے ایک دوسرے سے مل کر باری مقرر کی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ پس ایک شخص حصول معاش میں مشغول رہتا تو دوسرا رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا۔

چنانچہ بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ میرے ہمسائے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ تھے، جن کے ساتھ میں نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ ہم میں سے باری باری ایک شخص حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا اور جو کچھ دیکھتا یا سنتا اسے دوسرے کو عند الملاقات مطلع کر دیا کرتا۔

اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت یعنی اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم ہر وقت مسجد نبوی ﷺ میں حاضر رہتی تھی، جنھوں نے دنیاوی کاروبار ترک کیے ہوئے تھے، ان کا شغل صرف قرآنِ حکیم کی تعلیم اور تعلم اور ذکر و شغل ہی تھا۔ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو وہ اس کو یاد کر لیتے تھے۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "میں قرآن اور کتابت کی تعلیم دیا کرتا جن لوگوں کو دن کے وقت فرصت نہیں ملتی تھی ان کے لیے رات کو سیکھنے کا موقعہ ہوتا تھا۔ جب رات ہو جاتی تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم مدینہ کے ایک معلم کے پاس جاتے اور صبح تک پڑھنے میں مشغول رہتے۔"

آنحضرت ﷺ نے صرف مدینہ کے لوگوں کا ہی نہیں دیگر اطراف و بلاد کے لوگوں کی تربیت کا بھی انتظام فرمایا ہوا تھا۔ دور دراز کے قبائل کے بعض نمائندے مدینہ میں آ کر قیام کرتے اور یہاں قرآن کی تعلیم حاصل کرتے۔

فتح مکہ کے بعد اس تعلیم قرآن میں مزید وسعت ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بدوؤں کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا کہ وہ حجاز کے قبائل میں گھوم پھر کر ہر شخص کا امتحان لیں اور جس کو قرآن یاد نہ ہو اس کو سزا دیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض قرآن کے معلم کا منصب سنبھالے ہوئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ ان سے خود بھی قرآن سنتے اور انہیں قرآن سناتے بھی تھے ان میں سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حضرت سالم، مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

اس کے علاوہ بخاری میں آنحضرت ﷺ کا ارشادِ مبارکہ ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے پڑھو:

1. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
2. حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ
3. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
4. حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

اس سلسلہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کتب احادیث میں وارد ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

((اَقْرَؤُکُمْ اُبَیٌّ.))

''یعنی تم میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔''

دس ائمہ قراءت میں سے نو ائمہ کی قراءت کا سلسلہ سند حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

عہد نبوی میں جمع قرآنی کا مقصد قرآن کے کسی بھی حصہ کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لیے قرآن کو مختلف اشیاء پر تحریر کیا گیا جس میں پتھر کی باریک اور چوڑی سفید تراشیدہ سلوں پر، کھجور کی چوڑائی والے جڑ کے نزدیکی حصوں پر، اونٹ یا بکری کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شانہ کی ہڈیوں پر، اونٹ کے کجاوہ کی لکڑیوں پر اور چمڑے کے ٹکڑوں پر، اس لیے یہ جمع یکجائی شکل میں نہ تھی۔

کاتبین وحی:

تبلیغ اسلام دو شنبہ ربیع الاوّل ۴ نبوی سے شروع ہوئی اور اس وقت تک پانچ چھوٹی چھوٹی آیات نازل ہو چکی تھیں۔ پنج شنبہ کو حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور انہوں نے سب سے پہلے بسم اللہ لکھی۔ یہی کتابت قرآنی کا آغاز سمجھنا چاہیے اور آخری وحی ۳ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو نازل ہوئی جسے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا۔

ابتدائے نبوت میں قرآن کی کتابت کے لیے کاتب دستیاب نہ ہوتے تھے مگر آہستہ آہستہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فن کتابت کو سیکھا یہاں ہم مشہور کاتبین قرآن کے نام تحریر کرتے ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ (۳) حضرت عثمان غنی۔ (۴) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ (۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ (۶) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ۔ (۷) حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ۔ (۸) حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔ (۹) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔ (۱۰) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔ (۱۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔ (۱۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ (۱۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ (۱۴) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔ (۱۵) حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول رضی اللہ عنہ۔ (۱۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔ (۱۷) حضرت جہم ابن الصلت رضی اللہ عنہ۔ (۱۸) حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ۔ (۱۹) حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ۔ (۲۰) حضرت عبداللہ بن ارقم الزہری رضی اللہ عنہ۔ (۲۱) حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ۔ (۲۲) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ۔ (۲۳) حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ۔ (۲۴) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔ (۲۵) حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ وغیرھم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور حفاظ وقراء صحابہ کرام وصحابیات رضی اللہ عنہم وعنہن

یوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد حفاظ وقراء پر مشتمل تھی مگر جو ان میں بہت مشہور ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۲ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۳ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۵ حضرت سالم بن مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ
۶ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۹ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۱۰ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۱۱ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۱۲ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
۱۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۱۴ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
۱۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۶ حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ
۱۷ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ
۱۸ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۱۹ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۲۰ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۲۱ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
۲۲ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ
۲۳ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۲۴ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
۲۵ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ
۲۶ حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ
۲۷ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ
۲۸ حضرت فضالہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۲۹ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ
۳۰ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۳۱ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۳۲ امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
۳۳ اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۳۴ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا قابل ذکر ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا دور: خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں قرآن کی جمع وتدوین:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آغاز میں ہی مسلمانوں کو جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد شروع کرنا پڑا۔ ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سب سے سخت اور ہولناک لڑائیاں مسیلمہ کذاب کے خلاف ہوئیں، جس میں ایک بڑی لڑائی جنگ یمامہ تھی اس جنگ میں بہت سے حفاظ اور قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک قول کے مطابق سات سو اور دوسرے قول کے مطابق سات سو سے بھی زیادہ حفاظ و قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۱۴)

جبکہ امام طبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ) کی تحقیق کے مطابق بارہ سو حفاظ و قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حفاظ و قراء کی اتنی بڑی تعداد کی شہادت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ اگر آئندہ بھی حفاظ و قراء صحابہ رضی اللہ عنہم اسی طرح جنگوں میں شہید ہوتے رہے تو خدانخواستہ قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے، کیونکہ تعلیم و تعلم قرآن کا زیادہ تر انحصار حفظ پر تھا۔ لہٰذا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قرآنِ حکیم کو ایک جلد میں اکٹھا کرنے کی درخواست کی، جسے بار بار اصرار پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس جمع قرآنی پر مامور فرمایا۔

صحیح بخاری میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت آتی ہے، فرماتے ہیں:

"جنگ یمامہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوا بھیجا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو وہاں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ابھی عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا یمامہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ میں قرآنِ کریم کے بہت تعداد میں حفاظ اور قراء شہید ہوئے اور دیگر معرکوں میں بھی حفاظ اور قراء اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کے کسی حصہ کے ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ میری رائے ہے کہ آپ جمع قرآن کا حکم دیں۔ میں (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیونکر اس کام کو کرتے ہو، جسے رسولِ کریم ﷺ نے نہیں فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: اللہ کی قسم! اس میں بہتری ہے، پس عمر رضی اللہ عنہ میرے سے اس بابت بحث کرتے رہے آخر مجھے شرح صدر ہوگیا اور میری بھی وہی رائے ہوگئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم عقلمند اور جوان آدمی ہو۔ ہم تم پر کسی طرح کی تہمت نہیں لگا سکتے کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی وحی لکھا کرتے تھے۔ پس قرآن کو تلاش کر کے اسے ایک جلد میں جمع کر دو، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے اس بات پر مجبور کرتے کہ تم ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دو تو یہ بات مجھے زیادہ دشوار معلوم نہ ہوتی بہ نسبت اس کے کہ مجھے جمع قرآن کا حکم دیا۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کس طرح وہ کام کرتے ہیں؟ جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بہتر ہے پس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بحث کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس بات کے لیے کھول دیا، جس کے لیے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کھولے تھے۔" (صحیح البخاری' باب جمع القرآن' ج ۲ ص ۷۴۵)

پھر میں قرآن کو جمع کرنے میں مستعد ہوا اور اسے جمع کرتا رہا۔ کھجور کی شاخوں، پتھر کی تختیوں اور آدمیوں کے سینوں میں سے (یعنی حفاظ سے) یہاں تک کہ آخر سورۃ توبہ کی آیات مجھے حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے ملیں یعنی لَقَدْ جَآءَكُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلٌ سے خاتمہ سورۃ البراءۃ تک۔

پس یہ صحف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس منتقل ہوئے اور ان کی شہادت کے بعد اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔

پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریری صورت میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا، لیکن ایک کتابی اور اجتماعی شکل میں نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطالبہ اجتماعی اور کتابی صورت میں جمع کرنے کا تھا۔ اسی لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایسا کیسے کرسکتے ہیں؟ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اس سے مراد مجموعی کتابی شکل وصورت کی تدوین تھی جس کی عہد نبوت میں تکمیل کی صورت ہونی ممکن نہ تھی لیکن عہد صدیقی میں ایسے احوال اور حادثات رونما ہوئے کہ ایسا کرنا ناگزیر ہوگیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس کے مصالح آشکار ہوگئے اور اسی لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق فرمایا۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کو کتابی صورت میں مدون نہ کرنے کے اسباب حسب ذیل تھے۔

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں وہ اسباب پیدا نہیں ہوئے تھے جو عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے اور جس کی وجہ سے کتابی صورت میں قرآن کو قلمبند کیا جانا ضروری ٹھہرا۔
2. عہد نبوی میں تحریر کی وہ سہولتیں فراہم نہیں تھیں جو عہد صدیقی میں فراہم ہوئیں، مثلاً کاغذ و دیگر ادوات کتابت۔
3. عہد نبوی میں نسخ تلاوت کا احتمال تھا جس کی وجہ سے کتابی صورت میں ہونے کی بناء پر تغیر وتبدل کا شکار ہوتا جو موزوں نہ تھا۔
4. قرآن کی ترتیب نزولی واقعات کے مطابق تھی اور آیات وسور کی ترتیب ربط مضامین کے اعتبار سے تھی۔ اگر عہد نبوی میں قرآن کتابی صورت میں مرتب

17170

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا تو جدید نازل شدہ آیات کو ان کے مناسب آیات وسور کے ساتھ ملا دینے میں دشواری ہوتی۔

ان وجوہات کی بنا پر عہد نبوت میں قرآن کو کتابی صورت میں جمع نہیں کیا گیا۔ لیکن عہد صدیقی میں حالات بالکل بدل گئے۔ قراء اور حفاظ قرآن کی شہادت نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت پیدا کی نیز کاغذ اور ادوات کتابت کی سہولت مہیا ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور قرآن کا نزول مکمل ہو چکا تھا، لہٰذا قرآن کو کتابی صورت دینے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔

مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

((جَمَعَ اَبُوْبَكْرٍ الْقُرْآنَ فِي الْقَرَاطِيْسِ.))

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کاغذ پر لکھ کر جمع کیا۔ مغازی موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ میں ہے۔ حَتّٰى جُمِعَ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ فِي الْوَرَقِ. یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن کاغذ پر لکھ کر جمع کیا گیا۔ (اتقان، ج۱، ص ۵۹)

دستور جمع صدیقی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن میں بڑی احتیاط برتی اور ایسے انتظامات فرمائے کہ قرآن کے ''جمع بین الدفتین'' میں کسی قسم کا سہو اور فرو گذاشت کا احتمال باقی نہیں رہا۔ آپ نے جمع قرآن میں صرف محفوظ یا مکتوب یا مسموع ہونے پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ یہ اصول پیش نظر رکھا کہ ان آیات کو قلمبند کیا جائے جو صحابہ کو حفظ ہوں یا کسی چیز پر تحریر شدہ ہوں اور حضور ﷺ سے سنی گئی ہوں۔

آپ نے جمع قرآن کے لیے درج ذیل دو قواعد پر سختی سے عمل فرمایا:

① ان لکھی ہوئی آیات کو جمع کیا جائے جو رسول کریم ﷺ نے اپنے سامنے لکھوائی ہوں اور دو عادل گواہوں کے ذریعے اس طرح لکھوانے کا ثبوت بھی مہیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے۔ ابوداؤد میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے:

((اَنَّ اَبَا بَکْرٍ قَالَ لِعُمَرَ وَزَیْدٍ اُقْعُدَا عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَمَنْ جَآءَ کُمَا بِشَاهِدَیْنِ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ فَاکْتُبَاهُ.))

۲ یہ کہ وہ آیات مکتوب ہونے کے علاوہ کثیر تعداد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سینوں میں محفوظ بھی ہوں۔ (مناہل العرفان، جلد ۱، ص ۲۴۵)

اسی طرح ابن ابی داود رحمہ اللہ نے کتاب المصاحف میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

((وَمَا کَانُوْا یَکْتُبُوْنَ فِي الصُّحُفِ وَالْاَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ وَکَانَ لَا یُقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَشْهَدَ شَاهِدَانِ.))

"یعنی صحابہ قرآن کو لکھتے تھے صحیفوں، تختیوں اور شاخہائے خرما پر سے لیکن اس کو دو گواہوں کی گواہی کے بعد قبول کیا جاتا تھا۔"

یہ مجموعہ بلا کسی حرف کے تغیر و تبدل یا کمی بیشی کے بعینہٖ وہی قرآن تھا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اسے اسی ترتیب اور اسی طرز پر لکھا گیا، جس ترتیب اور انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظ کرایا۔ اس مصحف صدیقی رضی اللہ عنہ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مکمل اتفاق ہوا۔

سوال: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہی مصحف کی کتابت کے لیے کیوں منتخب کیا گیا کسی اور صحابی سے یہ خدمت کیوں نہیں لی گئی؟

جواب: علامہ بغوی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'شرح السنہ' میں تحریر کرتے ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ''عرضہ اخیرہ'' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اپنی حیات مبارکہ کے آخری سال پیش کیا تھا اس میں حاضر رہے تھے۔ اس عرضہ اخیرہ میں دراصل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیا تھا کہ کس قدر حصہ قرآن کا منسوخ ہوگیا اور کس قدر باقی رہا نیز غیر فصیح لغات بھی اس ''عرضہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخیرہ'' میں منسوخ کر دی گئی تھیں۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اور پھر اسے آپ ﷺ کو سنا کر آپ ﷺ کے سامنے پڑھا تھا اور چونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس ''عرضہ اخیرہ'' کے مطابق قرآن کو آپ ﷺ کی وفات تک لوگوں کو پڑھاتے رہے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے انہیں قرآن کی کتابت کے لیے منتخب کیا اور اسی وجہ سے ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں مصاحف کی کتابت کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا۔

یہاں میرے شیخ گرامی قدر حضرت قاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم ایک بڑا اہم نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تمام زندگی کے اندر سال میں ایک مرتبہ اور اپنی حیات کے آخری سال مبارک میں دو مرتبہ دور کرنے کا مقصد خدانخواستہ یہ نہیں ہوتا تھا کہ العیاذ باللہ آپ ﷺ کو قرآن کی کوئی آیت یا کوئی حصہ بھولنے کا خدشہ تھا (جیسا کہ ہمارے زمانے میں حفاظ کرام اسی خدشے کے پیش نظر رمضان اور غیر رمضان میں دور کرتے ہیں) بلکہ اس دور کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں معلمین قراءات اس میں حاضر ہوں اور اپنے قرآن اور سَبْعَةَ اَحْرُفٍ کے مطابق قراءات کو محفوظ کریں جیسا کہ کتب احادیث میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس عرضہ اخیرہ میں حاضر ہونے پر شاہد ہیں۔

سوال: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو خود حافظ قرآن تھے نیز آنحضرت ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے مابین جو قرآن کا آخری دور ہوا اس کے مشاہد تھے۔ پھر انہیں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن کو اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اپنے حافظے پر ہی اعتماد کر کے مصحف تحریر کیوں نہیں کر دیا؟

جواب: (اول) دراصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ چاہتے تھے کہ اس مصحف میں قراءات کی تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجوہ جو "سَبْعَةَ اَحْرُفٍ" پر مشتمل ہیں وہ آ جائیں۔

(دوم) دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحریرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لکھے گئے چمڑے کے ٹکڑوں۔ ہڈیوں۔ کھجور کی شاخوں اور سفید پتھروں پر سے نقل کرنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس بات کا مکمل طور پر اہتمام ہو جائے کہ مصحف میں جو کچھ بھی تحریر کیا جا رہا ہے وہ کامل صحت اور پختگی کے ساتھ تحریر ہو رہا ہے۔

(سوم) نیز اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ اگرچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے مگر ان کے پیش نظر یہ امر بھی تھا کہ قراءات کی وہ وجوہ ان کے سامنے آ جائیں جو ان کے سامنے نہیں تھی۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب خیال کیا گیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صرف اپنے حافظے پر ہی اعتماد نہ کریں۔ بلکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لکھی گئی اشیاء پر بھی اعتماد کریں تا کہ اس عظیم الشان کام میں غلطی کا ذرہ برابر بھی امکان نہ رہے۔

تیسرا دور: خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں قرآن کی جمع و تدوین:

اسلام کا دائرہ جب وسیع ہو گیا تو جن مسلمانوں نے قرآنی آیات کو جس صحابی استاد رضی اللہ عنہ سے جس طرز تلفظ اور قراءت سے سیکھا تھا۔ ان میں اور دیگر مسلمانوں میں جنھوں نے کسی دوسرے صحابی استاد رضی اللہ عنہ سے قراءت کی تعلیم حاصل کی تھی اختلاف پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ بخاری میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ جو فتح آرمینیہ اور آذربائی جان سے واپس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تھے یہ قول مذکور ہے جو اختلاف قراءت کے فتنے پر دال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

((اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ تَخْتَلِفُوْا اِخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی))

"یعنی امیر المؤمنین اس امت کو سنبھالیے قبل اس کے کہ ان میں یہود و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ کی مانند اختلاف رونما ہو جائے۔"

یہاں تک کہ خود مدینہ میں معلمین و متعلمین میں اختلاف قراءت کا فتنہ پیدا ہونے لگا جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ جب تم میں یہ اختلاف ہے تو دور کے شہر والوں میں اس سے زیادہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

((اَنْتُمْ عِنْدِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فَمَنْ نَاٰی مِنَ الْاَمْصَارِ اَشَدُّ اِخْتِلَافًا)) [مناهل العرفان، ج ۱، ص ۲۴۹ بحواله اتقان ص ۵۹]

تب آپ نے یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآنِ حکیم کا وہ نسخہ منگوایا جو عہد صدیقی میں لکھا گیا تھا اور اس نسخے کی متعدد نقول تیار کروائی تاکہ انہیں مشہور شہروں میں بھیج دیا جائے اور بعد ازاں اس کے مطابق ہی قرآن کی تعلیم و تعلم جاری ہو۔ اور اس کے علاوہ دیگر نسخہ قرآنی کو تلف کر دیا جائے اس لیے ان مجموعہ عثمانی کا نام امام رکھا گیا کہ وہ تمام نسخہ ہائے قرآن کے لیے پیشوا ہیں۔

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان مصاحف عثمانیہ کی کتابت کے لیے جو مجلس مقرر کی گئی اس میں چار ارکان تھے۔ انصار میں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور قریش میں سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ۔

ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں:

"جب ان مصاحف کی کتابت مکمل ہوگئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مقرر فرمایا کہ وہ مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر باآواز بلند ان تمام مصاحف کو یکے بعد دیگرے سنائے۔ پس اس شخص نے یہ تمام مصاحف یکے بعد دیگرے سنائے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان میں کسی قسم کی غلطی نہ پائی۔ (خطبات بہاولپور ص ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی مراکز میں جب مصاحف عثمانی پہنچے تو تمام مسلمانوں نے ان کا پر جوش استقبال کیا اور مصاحف کی تقدیس واحترام کا موقف اپنایا۔ وجہ یہ تھی کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ مصاحف کسی ایک شخص کی رائے سے نہیں بلکہ بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے لکھے گئے ہیں۔ (تاریخ المصحف الشریف ص ۳۵)

دستور جمع عثمانی:

جمع عثمانی میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا۔

① مصحف میں وہ چیز درج ہو جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہو۔

② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرضہ اخیرہ میں موجود ہو۔

③ لسان قریش پر مصاحف کی کتابت کی جائے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ نے ان مصاحف کی تعداد سات تک نقل کی ہے جو سات شہروں سے متعلق ہیں۔ ① المدینۃ المنورہ ② مکہ المکرمہ ③ شام ④ یمن ⑤ بحرین ⑥ بصرہ اور ⑦ کوفہ اور ⑧ ایک نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے تیار کروایا جس میں آپ خود تلاوت فرمایا کرتے تھے ان مصاحف سے پھر مقامی لوگوں نے بے شمار نقول تیار کرلیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ دیگر تمام نسخے جو کہ مصاحف عثمانیہ سے اختلاف والے ہیں ان کو تلف کر دیا جائے۔

جامع القرآن کون ہے؟

حارث محاسبی رحمہ اللہ سے اتقان میں منقول ہے کہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن ہیں لیکن جامع القرآن فی الحقیقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے قرآنِ حکیم کو کتابی صورت میں جمع فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مصحف صدیقی کی مختلف نقول تیار کروائیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱۔ص ۴۰)

((عن عبد خیر رحمہ اللہ عن علی رضی اللہ عنہ قال یرحم اللہ ابا بکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ هو اول من جمع القران بين اللوحين))

''حضرت عبد خیر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع فرمایا۔'' (طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۳۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ اس وقت امیر ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اقدام کیا۔
(الاتقان فی علوم القرآن ج ۱۔ص ۴۰)

ایک شبہ اور اس کا جواب:

ایک وہم یہ کیا جاتا ہے کہ اس مجموعہ عثمانی میں پورا قرآن جمع نہیں ہوا، بلکہ بعض آیات چھوٹ گئیں ہیں۔ جس کے ذیل میں ایک گروہ امامیہ اس بات پر مُصر ہے کہ جو وحی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف میں مکمل نہیں اور پھر آیات میں تبدیلی بھی کر دی گئی ہے جیسا کہ '' كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ '' دراصل '' كُنْتُمْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ '' تھا۔ فرقہ امامیہ کی ایک بہت مستند کتاب ''احتجاج طبرسی'' ہے اس میں لکھا ہے: '' ان القرآن الذی نزل به جبرائیل علی محمد سبع عشر الف اية'' ایک دوسری جگہ تحریر ہے ''واللّٰه ما فيه حرف واحد مما نزل علی محمد الخ'' ان شواہد کے ہوتے ہوئے کیسے مانا جائے کہ قرآنِ مجید کو جو آخری شکل دی گئی ہے وہ درست تھی، بظاہر یہ وہم بڑا وزنی معلوم ہوتا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ہر مذہب کی ہر کتاب قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ امامیہ فرقے کا ایک بہت بڑا مجتہد (محمد بن علی بابویہ صاحب تفسیر قمی) لکھتا ہے:

((اعتقادنا ان القرآن الذی انزل علی نبيه هو ما بين الدفتين وما فی ايدی الناس ليس باكثر من ذالك ومن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلك فهو كذب.))

''یعنی ہمارا اعتقاد ہے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمایا تھا وہی ہے جو دو جلدوں کے درمیان ہے اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں مستعمل ہے جو ہماری طرف یہ بات منسوب کرے کہ ہم زیادتی کے قائل ہیں تو وہ جھوٹے ہیں۔''

نیز یہ کہ شیعہ علماء نے بہت سی تفاسیر لکھی جو اسی قرآنِ کریم کی ہیں جس پر اجماع امت ہے۔ موجودہ دور میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تحریر کردہ قرآنِ حکیم کے منسوب نسخے ایا صوفیہ قسطنطنیہ میں اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا تحریر کردہ قرآن مشہد میں موجود ہیں نیز ایک نسخہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تحریر کردہ ہے وہ قاہرہ میں موجود ہے۔ یہ سب قرآنِ کریم کے نسخے مصحف عثمانی کے مطابق ہیں اور ان میں کوئی فرق یا اختلاف نہیں۔ قرآنِ کریم کا ایک قلمی نسخہ مرالہ ضلع گجرات میں مشہور شاعر احمد یار مرحوم کے گھر میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، جس کے اختتام پر یہ عبارت درج تھی:

((تحریر علی بن ابی طالب سنة اربعین فی مسجد النبوی))

نیز اس میں شبہ اور اعتراض کا یہ بھی جواب ہے کہ تمام شیعہ حضرات یہی قرآن تلاوت کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مصحف عثمانی اجماع امت سے شائع ہوا اور اس میں کمی بیشی کا تصور غلط اور محض وہم ہے اور جو لوگ قرآنِ پاک میں کمی بیشی کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ اپنے ایمان کے بارے میں تحقیقات کرلیں۔

دورِ رسالت ﷺ، دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ اور دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی جمع و تدوین میں فرق:

آنحضرت ﷺ کے دورِ مبارک میں چونکہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا رہتا تھا، لہٰذا قرآن کو ایک جلد میں مجتمع کرنا ممکن نہ تھا مگر یہ ضرور تھا کہ آپ ﷺ کے دور مبارک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مکمل قرآنِ مجید لکھا ہوا موجود تھا۔ یہ تحریر شدہ مواد چمڑے کے ٹکڑوں، پتھر کی باریک سلوں، اونٹ کے شانے کی ہڈیوں اور کھجور کے پتے کے چوڑائی والے حصوں پر مرقوم تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان متفرق اشیاء پر سے اسے ایک جلد کے اندر کاغذ پر لکھوا کر محفوظ کر لیا۔

جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نو مسلم عجمیوں میں قرآءات کا اختلاف دیکھ کر اسی مصحف صدیقی رضی اللہ عنہ کی متعدد نقول کروائیں اور انہیں بلاد اسلامیہ کے بڑے مرکزی شہروں میں روانہ فرما دیا۔ ان تینوں ادوار کی جمع و تدوین میں کوئی اختلاف یا فرق نہیں تھا، ان تمام ادوار کی جمع و تدوین میں قرآءات متواترہ کا اہتمام کیا گیا تھا، جیسا کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

قرآن پر اعراب و نقاط اور مزید تسہیلی اقدامات:

اہل عرب اپنی مادری زبان عربی ہونے کی وجہ سے اس بات کے محتاج نہ تھے کہ قرآنِ کریم پر اعراب لگائے جائیں اور بغیر اعراب وہ پڑھ نہ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ مصاحف جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے کتابت کیے گئے ان میں اعراب کا التزام نہیں کیا گیا۔ نیز علامہ شاطبی رحمہ اللہ ایک اور وجہ بھی بیان فرما رہے ہیں کہ قرآءتوں کے انطباق کے واسطے بھی ان مصاحف کو نقاط و حرکات سے مبراء رکھا گیا تھا۔

لیکن کثرت فتوحات کی بدولت جب اسلام دور دراز علاقوں اور عجم میں پہنچا تو یہ نو مسلم عجمی تلاوت قرآن میں اعراب (زیر زبر، پیش) کی غلطیاں کرنے لگے۔ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ صورت بڑھتے بڑھتے قرآنِ کریم کی تلاوت میں اغلاط اور اختلاف کو نہ پیدا کر دے تب والی عراق زیاد بن ابی سفیان نے حضرت ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ اعراب وضع کریں تاکہ اس کے مطابق لوگ سہولت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کریں۔ حضرت ابوالاسود رحمہ اللہ نے اس کے لیے علامات مقرر کیں اور انہوں نے فتح کے لیے حرف کے اوپر ایک نقطہ تجویز کیا اور کسرہ کے لیے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمہ کے لیے حرف کے آگے کی جانب ایک نقطہ تجویز کیا اور تنوین کے واسطے دو نقطے تجویز کیے۔ علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعراب کی یہ علامات ابو الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کی تھیں۔

اعراب قرآن، قرآنِ کریم کی تلاوت اور معانی و مضامین کے فہم کے لیے ایک اہم ترین بنیاد تھی۔ اللہ ربّ العزت نے امت کے برگزیدہ افراد کو خدمت قرآن کی توفیق کے ساتھ اس کی بھی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس امر عظیم کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیا اور کہا: ''کوئی شخص ہے جو مجھے قرآن پڑھادے۔'' ایک شخص نے اس کو سورۂ براءۃ پڑھائی تو اس اعرابی کو آیت: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ میں لفظ رَسُوْلُهٗ کو غلطی سے جر (یعنی زیر) کے ساتھ پڑھایا یعنی '' وَرَسُوْلِهٖ '' اس تغیر سے معنی قطعاً فاسد ہوگئے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ترجمہ یہ کیا جائے گا: ''بے شک اللہ بیزار و بری ہے مشرکین سے اور (العیاذ باللہ) اپنے رسول سے۔'' اس اعرابی نے جب اس طرح تلفظ کرتے سنا تو کہنے لگا: جب اللہ اپنے رسول سے بری ہے تو میں بھی بری ہوں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سمجھایا کہ قرآن میں یہ بات اس طرح نہیں بلکہ دراصل یہ آیت اس طرح ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ﴾ کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بری ہیں مشرکین سے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سوائے عالم لغت عربیہ کے کوئی شخص بھی کسی کو قرآنِ حکیم نہ پڑھائے اور حضرت ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ کو علم نحو وضع کرنے کا حکم دیا۔

قرآنِ کریم کو اعراب سے مزین کرنا خود منشاء نبوت کے مطابق ہے۔ سلفی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ یَدُلُّكُمْ عَلٰی تَاْوِیْلِهٖ '' کہ قرآنِ کریم پر اعراب لگاؤ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اعراب، قرآنِ کریم کے معانی اور مراد کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے منقول ہے فرمایا کرتے تھے کہ اعراب سے ہم کو قرآن کے حروف کی حفاظت زیادہ محبوب ہے۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ نے جب ایک شخص کو ﴿إِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ﴾ غلط پڑھتے ہوئے سنا کہ وہ بجائے وَرَسُوْلُهٗ کے وَرَسُوْلِهٖ پڑھ رہا ہے جس سے فسادِ معنی ظاہر ہیں تو یہ واقعہ ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ کو بہت گراں گزرا اور انہوں نے اس وقت عزم کیا کہ قرآنِ کریم پر اعراب لگائے جائیں۔ چنانچہ ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ نے دس اشخاص کو منتخب کر کے آیات قرآنیہ پر اعراب لگانے کا کام شروع کروایا۔ ابتدائی مرحلہ میں اعراب کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ آیات قرآنیہ کی کتابت جس رنگ سے ہوئی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے رنگ سے حروف پر نقطے لگائے گئے۔ فتح کے لیے حرف پر ایک نقطہ، ضمہ کے لیے حرف کے کنارہ پر ایک نقطہ اور کسرہ کے لیے حرف کے نیچے اور تنوین کے لیے دو نقطے مقرر کیے گئے۔ اس شکل میں قرآنِ کریم از اول تا آخر مُشَکَّلْ اور مُعَرَّبْ کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ تک یہ اصطلاح اسی طرح مروج رہی بعد میں علم نحو کے مشہور امام ابوعبدالرحمٰن الخلیل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اس فن کو مزید ترقی ہوئی امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کے لیے حرف کے اوپر والے نقطہ کو ایک لمبی لکیر کی شکل دے دی اور اسی طرح کسرہ والے نقطہ کو حروف کے نیچے لمبی لکیر کی شکل دے دی اور ضمہ کے لیے چھوٹے سے واؤ کی صورت تجویز کر دی اور پھر اسی کے مطابق اعراب لکھے جانے لگے اور اعراب کی وہ سابقہ علامات معدوم ہو گئیں۔

قرآنِ کریم کے اجزاء اور رکوع اور اعشار کی تقسیم:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصحف قرآن پر اعراب اور نقطوں کی تعیین عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہوئی اور اس کام کے لیے حجاج بن یوسف مقام واسط میں یکسو اور فارغ ہو کر بیٹھا اور اس عظیم مقصد کے لیے جدوجہد کی۔ اعراب و نقاط کی مہم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ حجاج نے قرآنِ کریم کے اجزاء کا تجزیہ اور تیس پاروں کی تقسیم کی۔ تاریخی روایات نقول سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج ہی کے زمانہ میں اعشار اور رکوع مقرر کیے گئے۔

عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے اس خدمت کے لیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کو بھی مقرر کیا۔ زبیدی رحمہ اللہ نے کتاب الطبقات میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مصحف پر نقطے ابوالاسود الدوٴلی رحمہ اللہ نے قائم کیے۔ یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءِ قرن میں مصحف قرآن نقاط اور اعراب سے خالی تھا۔ سب سے اوّل علماءِ امت نے ب ت ث پر نقطے قائم کیے۔ جمہور علماء نے جب اس چیز کو دیکھا تو سب کی بالاتفاق یہی رائے ہوئی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ فرمایا یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے، پھر ختم آیات پر بھی علامت کے طور پر نقطے لگائے گئے جس کو بعد میں گول دائرہ کی صورت میں اختیار کرلیا گیا۔ بہرحال اس طرح امت نے کتابِ الٰہی کی حفاظت اور اس کی خدمت کا اہتمام کیا کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، روئے زمین کے مسلمانوں نے مصاحف قرآنیہ کے لیے اسی طرز کو پسند کیا اور مشرق و مغرب کے تمام بلاد میں مصاحف قرآن اسی طرح اجزاء و اعشار کی رعایت کے ساتھ طبع ہونے لگے۔

حق تعالیٰ شانہ نے ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ میں کتابِ الٰہی کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ بحمداللہ پورا ہوکر رہا اور ان شاءاللہ قرآنِ کریم اسی طرح قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اس کے کسی زبر، زیر یا نقطے اور شوشہ میں بھی تغیر و تبدل پر کوئی قادر نہ ہوسکے گا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝﴾

مصاحف عثمانیہ کی تاریخ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف لکھوائے ان میں پانچ کی تعداد تک تو مورخین متفق ہیں اور ان پر مزید تین کا اضافہ مختلف فیہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو علی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ مصحف مدنی کو سامنے رکھ کر پڑھائیں۔ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو مصحف مکی پیش نظر رکھ کر تعلیم کا حکم دیا۔ حضرت مغیرہ بن شہاب رحمۃ اللہ کو مصحف شامی کے ساتھ دمشق روانہ فرمایا۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ کو مصحف کوفی کا معلم مقرر فرمایا۔ حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ کو مصحف بصری کے ہمراہ بصرہ روانہ فرمایا۔ ایک مصحف یمن اور ایک بحرین بھی روانہ کیا گیا۔ نہیں معلوم کہ کن حضرات کے ہمراہ یہ مصاحف روانہ ہوئے، یہی وجہ ہے کہ ائمہ عشرہ پانچ ہی شہروں (مدینہ، مکہ، کوفہ، بصرہ اور دمشق) میں محدود ہیں۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ (م ۸۳۳ھ) "النشر فی القراءات العشر" میں فرماتے ہیں کہ مصاحف کی تعداد آٹھ تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے انتظام و نگرانی میں لکھوا کر بلادِ محروسہ کے ان مرکزی شہروں میں روانہ کیے۔

(۱) المدینۃ المنورہ۔ (۲) المکۃ المکرمہ۔ (۳) بصرہ۔ (۴) کوفہ۔ (۵) دمشق۔ (۶) بحرین۔ (۷) یمن۔ (۸) مصحف الامام یعنی جو مصحف، سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے مخصوص فرمایا۔

ابن عاشر رحمۃ اللہ (م ۷۶۵ھ) نے فرمایا ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ تعداد میں چھ ہیں۔ مکی، شامی، بصری، کوفی، مدنی اور مصحف الامام، مصنف زاد القراء کی رائے میں بھی یہی بات درست ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کی رائے میں پانچ ہیں لیکن غالباً ان دونوں بزرگوں نے مصحف الامام کے علاوہ کا شمار بتلایا ہے، لہٰذا اختلاف لفظی ہے۔ ایک قول کے مطابق مصر بھی ایک مصحف روانہ کیا گیا مگر یہ قول نہایت ضعیف ہے۔

مصاحف عثمانی کی تیاری علامہ جزری رحمۃ اللہ کی نشر کے مطابق ۳۰ھ کے لگ بھگ ہوئی، لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ ۲۵ھ کو زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں:

((وغفل بعض من ادركناه فزعم انه كان فی حدود ستة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثلاثین ولم یذکر مستندا.))

''یعنی بعض حضرات نے غفلت میں یہ زعم کیا ہے کہ یہ تحریر ورسم ۳۰ ھ کی حدود میں ہوئی یہ مستند نہیں ہے۔''

علامہ محمد طاہر بن عبدالقادر کردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحقیق سے زیادہ قریب یہی ہے کہ ۳۰ ھ ہی کو صحیح مانا جائے کیونکہ آرمینیہ اور آذر بائی جان کی لڑائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۲۶ ھ میں شروع ہوئی۔ اس جنگ میں شریک حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور قرآن میں لوگوں کے شدید اختلاف کا ذکر کیا، جس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فتنہ کا تدارک کرتے ہوئے یہ مصاحف لکھوائے۔ مصاحف کی تحریر میں دو تین سال کا لگ جانا کوئی بعید نہیں۔ لہٰذا ۲۵ ھ کو جمع مصاحف کا زمانہ قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں۔ موجودہ دور میں یہ مصاحف کہاں ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے ہم اس کو یہاں بیان کرتے ہیں۔

مصحف مدنی:

مصاحف عثمانیہ کا جونسخہ المدینۃ المنورہ میں رکھا گیا وہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ان کے پاس رہا۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آیا پھر خلافت کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا، وہاں سے اندلس پہنچا، وہاں سے مراکش کے دار السلطنت فاس میں پہنچا۔ (تاریخ ادریسی تذکرۃ المصاحف) پھر کسی طرح مدینہ منورہ پہنچا۔ جنگ عظیم اوّل میں فخری پاشا گورنر مدینہ اس کو دیگر تبرکات کے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا، وہاں کے عجائب گھر میں اب تک موجود ہے۔

مصحف مکی:

مکی نسخہ ۶۵۷ ھ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ محمد بن جبیر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۱۴ ھ) نے ۵۷۹ ھ میں مکہ میں اس کی زیارت کی تھی۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۹ ھ) نے جب مکہ معظمہ حاضری دی تو اس نسخہ کو خانہ کعبہ کے اندر دیکھا اور زیارت بھی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے سیاحت کی یہ نسخہ جامع دمشق میں موجود تھا، آپ کی سیاحت کا زمانہ غالباً انیسویں صدی کے اخیر کا ہے۔
کشاف المهدی ص ۱۵۷ میں ہے کہ سلطان عبدالحمید خاں جو ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوئے اور تقریباً تیس برس تک انہوں نے حکومت کی ان کے عہد حکومت میں ۱۳۱۰ھ میں جامع مسجد دمشق کو آگ لگ گئی، اس میں یہ مصحف بھی جل گیا۔

مصحف شامی:

احمد مقری مؤرخ رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۷۵ھ میں اس کی زیارت کی تھی یہ نسخہ کوفہ سے سلاطین اندلس، پھر سلاطین موحدین، پھر سلاطین بنی مرین کے قبضہ میں آیا اور جامع قرطبہ میں رہا، اہل قرطبہ نے سلطان عبدالمؤمن رحمۃ اللہ علیہ کو دیا۔ عبدالمومن رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے خلف بن عبدالملک المعروف ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ھ) نے دار السلطنت مراکش (فاس) کو منتقل کر دیا یہ منتقلی گیارہ شوال ۵۵۲ھ کو ہوئی۔ ۶۴۵ھ میں خلیفہ معتضد علی بن مامون کے پاس رہا۔ اسی سال خلیفہ مذکور نے تلمسان پر فوج کشی کی اور مارا گیا اسی فوج کشی میں یہ مصحف گم ہو گیا لیکن پھر تلمسان کے شاہی خزانہ میں پہنچا وہاں سے ایک تاجر خرید کر فاس (مراکش) لایا، وہاں اب تک موجود ہے۔

مصحف بصری:

یہ نسخہ کتب خانہ خدیو جو مصر میں ہے اس میں موجود ہے اس کو سلطان صلاح الدین الایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک وزیر نے ۵۷۵ھ میں تین ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔

مصحف یمنی:

کتب خانہ جامع ازہر مصر میں موجود ہے۔

مصحف بحرین:

فرانس کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصحف کوفی:

قسطنطنیہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین مصاحف اور بھی ملتے ہیں جن میں مصحف عثمانی اوّل جامع سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ قاہرہ میں ہے، مصحف عثمانی دوم جامعہ ملیہ دہلی میں موجود تھا، اگر تقسیم ہندوستان کے ہنگامہ میں تلف نہ ہوا ہوتو موجود ہوگا۔ مصحف عثمانی سوم جو کہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے، اس پر لکھا ہوا ہے: ''کتبہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ'' یہ نسخہ اس سے قبل شاہان مغلیہ کے پاس تھا۔ شہنشاہ اکبر کی مہر اس پر ہے۔ ۱۸۴۵ء میں یہ نسخہ میجر راونس کو ملا اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانہ کو دے دیا۔ اب انڈیا آفس لائبریری میں ہے، اس کے ایک سو اکیاسی صفحات ہیں، فی صفحہ سولہ سطریں ہیں۔

مصحف امام:

یہ وہ قرآنِ حکیم ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذاتی مصحف تھا، شہادت کے وقت آپ اسی کی تلاوت فرما رہے تھے۔ شہادت کے بعد یہ آپ کے صاحبزادے خالد بن عثمان رحمہ اللہ کے پاس رہا۔ بعد ازاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پاس پہنچا۔ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے بھی اس کی زیارت کی ہے۔ ابن بطوطہ رحمہ اللہ (۷۷۹ھ) نے بھی اس کو دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے، اس نے یہ مصحف بصرہ میں ملاحظہ فرمایا۔ یاد رہے کہ ابن بطوطہ رحمہ اللہ نے مصحف شامی کی بھی دمشق میں زیارت کی ہے۔ علامہ جزری رحمہ اللہ (م ۸۳۳ھ) اپنی تالیف ''النشر فی القراءات العشر'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ کے کتب خانہ میں اس کی زیارت کی ہے۔ امیر تیمور (م ۸۰۷ھ) بعد ازاں اُسے اپنے ہمراہ سمرقند لے گیا، بعد میں اس مصحف کو جامع عبیداللہ الاحرار میں منتقل کیا گیا پھر ترکستان کے حاکم نے اس کو پیٹرز برگ روس میں منتقل کر دیا۔ ۱۹۰۴ء میں ادارہ سانسور پیٹرو گراڈ نے اس کے پچاس نسخوں کے شائع کرنے کی اجازت دی، جس میں سے پچیس نسخے اسلامی ممالک کو ھدیہ کیے گئے اور باقی پچیس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچ پانچ سو روبل طلائی پر فروخت کیے گئے۔

۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے بعد یہ مصحف ادارہ نظارت دینی کو منتقل کیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں اسے دوبارہ سمرقند منتقل کیا گیا۔ اس وقت یہ قرآن ادارہ شرق شناسی ازبکستان تاشقند میں موجود ہے۔ اس کی ایک فوٹو کاپی پنجاب پبلک لائبریری میں قرآن مرکز میں بھی موجود ہے۔

تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ میں ممتاز قراء کرام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک خلق کثیر نے بلادِ اسلامیہ کے مختلف شہروں میں تعلیم حاصل کی، جن میں درج ذیل حضرات تابعین اور تبع تابعین اپنے دور میں امام ہوئے:

مدینہ منورہ: ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رحمۃ اللہ علیہ، سالم رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ، معاذ بن الحارث المعروف معاذ القاری رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم بن جندب رحمۃ اللہ علیہ، زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا بنت امام ابوجعفر مدنی وغیرہم۔

مکہ مکرمہ: حضرت ابن ابزیٰ مکی رحمۃ اللہ علیہ، عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

کوفہ: علقمہ رحمۃ اللہ علیہ، الاسود رحمۃ اللہ علیہ، مسروق رحمۃ اللہ علیہ، عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ، حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ، ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ، نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

بصرہ: ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ، نصر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ، حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

شام: مغیرہ بن ابی شہاب المخزومی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔ ان کے علاوہ حمید بن قیس الاعرج رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، عیسیٰ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ، عاصم الجحدری رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل بن عبداللہ المہاجر رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ اور شریح بن زید الحضرمی قابل ذکر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

تاریخ علم قراءت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین اما بعد!

تاریخ علم تجوید سے فراغت کے بعد اب تاریخ علم قرآءت کو بیان کرتا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔

نوٹ :...... قرآن کی جمع وتدوین اور مصاحف عثمانیہ کے متعلق ہم تفصیلی بحث اس سے قبل ''تاریخ علم تجوید'' میں کر چکے ہیں، اس حصہ میں علم قرآءت کی مبادیات۔ علم قرآءت پر اعتراضات نیز اس علم سے متعلق ضروری معلومات وغیرہ جیسے اہم موضوعات کو زیر بحث لائیں گے۔ان شاءاللہ

علم قرآءت کی لغوی تعریف:

لغت کی رو سے قرآءات جمع ہے قرآءۃ کی اور قرآءۃ مصدر ہے۔ ''قَرَأَ یَقْرَأُ قِرَاءَۃً وَقُرْآنًا'' سے اور اس کا لغوی معنی ہے: جمع کرنا۔

لسان العرب میں ہے:

قَرَأْتُ الشَّیْءَ قُرْآنًا یعنی جَمَعْتُهُ وَضَمَمْتُ بَعْضَهُ اِلٰی بَعْضٍ

''میں نے شے کو جمع کر دیا اور اس کے حصوں کو ملا دیا۔''

نیز اس لفظ کی اصل کے بارے میں ہے: '' والأصل فی ھذہ اللفظۃ الجمع'' [لسان العرب/ ۱۲۸ ـ ۱۲۹]

''اس لفظ کی اصل میں جمع کا معنی پایا جاتا ہے۔''

اسی طرح قرآءۃ کو ''تلاوۃ'' کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے:

((قرأتُ الکتاب'' یعنی تلوتُ الکتاب)) [المعجم الوسیط]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''میں نے کتاب پڑھی۔''

لسان العرب میں ہے:

((ومعنى قرأتُ القرآن: لفظتُ به مجموعا))

[لسان العرب، ص ۱۲۸]

''میں نے قرآن کا مکمل تلفظ کیا۔''

علم قرآءت کی اصطلاحی تعریف:

علم قرآءت کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔

① علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((علم بكيفية اداء كلمات القرآن واختلافها بعزو الناقلة.))

''یعنی اس سے مراد وہ علم ہے جس میں ناقلین کی طرف منسوب کر کے کلمات قرآن کی اداء اور اس کے اختلاف کو بیان کیا جاتا ہے۔'' [منجد المقرئین، ص ۳]

درج بالا تعریف میں قرآءات کی تمام اقسام یعنی متواترہ، مشہور، آحاد اور شاذ وغیرہ سب شامل ہو جاتی ہیں۔

② شیخ عبدالفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف ''البدور الزاھرہ'' میں فرماتے ہیں:

((هو علم يعرف به كيفية النطق با لكلمات القرآنية وطريق ادائها واختلافا مع عزو كل وجه لنا قلة.))

''یعنی ایسا علم جس کے ذریعے قرآنی کلمات کے تلفظ کرنے کی کیفیت اور ان کی ادائیگی کے متفق علیہ اور مختلف فیہ طریقہ ناقلین کی وجوہ کی نسبت سے معلوم ہوتا ہے۔'' [البدور الزاھرہ، ص ۳]

③ میرے والد گرامی قدر فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمۃ اللہ علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت کی تعریف اس طرح تعریف بیان فرماتے ہیں:

((هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ اخْتِلَافُ كَلِمَاتِ الْوَحْيِ الْقُرْانِيِّ))

"یعنی ایک ایسا علم جس سے وحی قرآنی کے کلمات کا اختلاف جانا جاتا ہو۔"

[امانیہ شرح شاطبیہ، جلد اول، ص۹]

۲ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"وہ علم جس سے کتاب اللہ کے ناقلین کا سماعی اور روایتی حیثیت سے کلمات قرآنیہ کے نطق میں اختلاف یا اتفاق معلوم ہو۔" [شرح شاطبیہ، ص۹]

علم قراءت کا موضوع:

علم قراءت کا موضوع کلمات قرآنی ہیں اور وہ اس حیثیت سے ہیں کہ ان کے نطق کی کیفیات اور احوال سے متعلق اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

[البدور الزاهره، ص ۵، صفحات فی علوم القرآن۔ ص ۱۰ للشیخ ابو طاهر السندهی رحمۃ اللہ علیہ۔ شرح شاطبیه للشیخ قاری اظهار احمد التهانوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۹]

علم قراءت کی غرض وغایت:

" صيانة الْقُرْانِ عَنِ التَّحْرِيْفِ " یعنی قرآنی کلمات کی اداء کو تحریف کی تمام اقسام سے محفوظ رکھنا۔ نیز قرآن کو تحریف وتبدیلی سے بچانا اور ائمہ قراءات کی قراءات کو جاننا۔ [امانیه شرح شاطبیه جلداول ص۹۔ شرح شاطبیه ۹ کلاهما للشیخ اظهار احمد التهانوی]

علم قراءت کا فضل وشرف:

علم قراءات علوم شریعہ میں سب سے افضل علم وفن ہے کیونکہ یہ کلام رب العالمین سے تعلق رکھتا ہے۔ [شرح شاطبیه، ص ۱۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم قراءت کی دوسرے علوم سے نسبت:

علم قراءت کی دوسرے علوم سے نسبت تباین کی ہے یعنی یہ علم دوسرے علم سے بالکل جدا اور ممتاز اور مستقل علم ہے۔ [شرح شاطبیہ، ص ۱۰]

علم قراءت کا ماخذ:

علم قراءت کا ماخذ وہ صحیح اور متفق علیہ نقول ہیں جو کہ حضرات ائمہ قراءات رحمہم اللہ کو آنحضرت ﷺ سے پہنچی ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

((كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ .))

[صحیح البخاری " باب انزل القرآن علی سبعة احرف ۷٤۷/۲]

واضعین فن:

اس علم کے واضعین ائمہ قراءات ہیں یا بقول بعض حضرت ابو عمر حفص بن عمرو دوری رحمہ اللہ ہیں۔ [شرح شاطبیہ ص ۱۰]

علم قراءت کا استمداد:

اس علم میں نبی کریم ﷺ سے لے کر ائمہ قراءات رحمہم اللہ تک صحیح اور متواتر نقول سے استمداد کرنا ضروری ہے جیسا کہ امام ابن مجاہد رحمہ اللہ اپنی "کتاب السبعه فی القراءات" میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

((القرآء ة سنة یاخذها الآخر عن الاول فاقرءوا کما علمتموه.))

"یعنی قراءات سنت (متبعہ) ہے جس کو ہر دوسرا اپنے پہلے سے اخذ کرتا ہے لہٰذا اسی طرح پڑھو جیسے تمہیں تعلیم دی جائے۔" [کتاب السبعة فی القراءات ص ٤٩ ـ مقدمة التفسیر للامام ابن تیمیه رحمہ اللہ، ٤٠٤ ـ النشر فی القراء ات العشر جلد اوّل، ص ۱۷]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز ایسا ہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

علم قرآءت کا حکم:

علم قرآءت کے سیکھنے کا حکم یہ ہے کہ تعلیم وتعلم میں فرض کفایہ ہے۔

[شرح شاطبیہ ص ١٠]

علم قرآءت کے مسائل:

علم قرآءات کے مسائل قواعد کلیہ ہیں جیسے ہر الف منقلب عن الیاء میں امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے امالہ ہے جبکہ ورش رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ان الفات میں تقلیل بالخلف ہے، اسی طرح ہر راء مفتوحہ ومضمومہ جو کہ کسرہ اصلیہ یا یاء ساکنہ کے بعد ہو اس کو ورش رحمۃ اللہ علیہ ترقیق سے پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ [شرح شاطبیہ ص ١٠]

علم قرآءت کے تواتر کی شروط:

کسی قرآءت کے صحیح ہونے کے لیے تین ارکان لازمی وضروری ہیں:

1. اہم ترین رکن یہ ہے کہ روایتی لحاظ سے وہ متواتر ہو۔
2. عثمانی رسم الخط کے خلاف نہ ہو۔
3. عربیت میں صرفی ونحوی قواعد پر منطبق ہو۔ [شرح شاطبیہ ص ١٠]

نوٹ:...... آگے چل کر ہم ان شاء اللہ ان نکات پر تفصیلی بحث کریں گے۔

علم قرآءت کی حقانیت سے متعلق احادیث:

جیسا کہ ہم مبادیات قرآءت میں ذکر کر آئے ہیں کہ اختلاف قرآءت کا ماخذ اور سرچشمہ وہ احادیث ہیں جو کتب احادیث میں بڑے تواتر سے وارد ہیں اب ہم ان احادیث کو بیان کرتے ہیں۔

① بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ (الفاظ بخاری کے ہیں)

((ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقول سمعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هشام بن حکیم رضی اللہ عنہ یقرأ سورة الفرقان فی حیاة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فاستمعت لقراء ته فاذا هو یقرء هو علی حروف کثیرة لم یقرء نیها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فکدت اساوره فی الصلاة فانتظرته حتی سلم ثم لببته بردائه او بردائی فقلت من اقرأك هذه السورة فقال اقرء نیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت له کذبت فوالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرأنی هذه السورة التی سمعتك تقرء ها فانطلقت اقوده الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انی سمعت هذا یقرأ بسورة الفرقان علی حروف لم تقرء نیها وانت اقرأتنی سورة الفرقان. فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسله یا عمر. اقرأ یا هشام. فقرأ هذه القرأة التی سمعته یقرؤها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هکذا انزلت۔ ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف فاقرأوا ما تیسر منه.))

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورت فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے جب ان کی قراءت کی طرف کان لگائے تو وہ ایسے بہت سے حروف پر پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر جھپٹ پڑوں لیکن میں نے انتظار کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھیر لیا۔ پھر میں نے ان کو ان کی (یا فرمایا اپنی) چادر سے کھینچا اور پوچھا کہ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سورت مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔ میں نے ان سے کہا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم یہ سورت جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے۔ پھر میں ان کو کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان کو سورت فرقان ان حروف پر پڑھتے ہوئے سنا جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے حالانکہ آپ ﷺ ہی نے مجھے سورہ فرقان پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔ پھر فرمایا اے ہشام تم پڑھو تو انہوں نے وہی قرآءت پڑھی جو میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس جو تمہیں آسان لگے اسے پڑھو۔"

⌘ صحیح مسلم میں ہے:

((عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال کنت قال المسجد فدخل رجل یصلی فقرأ قراء ة انکرتها علیه ثم دخل آخر فقرأ قراء ة سوی قراء ة صاحبه فلما قضینا الصلاة دخلنا جمیعا علی رسول الله ﷺ فقلت ان هذا قرأ قراء ة انکرتها علیه ودخل آخر فقرا سوی قراء ة صاحبه فامرهما رسول الله صلی الله علیه وسلم فقرا فحسن النبی صلی الله علیه وسلم شانهما. فسقط فی نفسی من التکذیب ولا اذکنت فی الجاهلیة فلما رای رسول الله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ما قد غشینی ضرب فی صدری ففضت عرقا وکانما انظر الی اللہ عزوجل فرقا فقال لی یا ابی ارسل الی ان اقرا القرآن علی حرف فرددت الیه ان هون علی امتی فرد الی الثانیة اقرأة علی حرفین فرددت الیه ان هون علی امتی فرد الی الثالثة اقراه علی سبعة احرف ولك بكل ردة رددتها مسالة تسالنیها فقلت اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی واخرت الثالثة لیوم یرغب الی الخلق كلهم حتی ابراهیم علیه السلام.))

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس نے ایک ایسی قرآءت پڑھی جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کی قرآءت سے مختلف ایک اور قرآءت پڑھی۔ جب ہم نے نماز ختم کر لی تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے ایک ایسی قرآءت پڑھی ہے جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا۔ اس نے پہلے کی قرآءت کے علاوہ ایک دوسری قرآءت پڑھی۔ اس پر آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے قرآءت کی تو حضور ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی۔ اس پر میرے دل میں تکذیب کے ایسے وسوسے آنے لگے کہ جاہلیت میں بھی ایسے خیالات نہیں آئے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر (اپنا ہاتھ) مارا جس سے میں پسینہ میں شرابور ہو گیا اور خوف کی حالت میں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابی پروردگار نے میرے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں میں نے جواب میں درخواست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ پیغام بھیجا کہ میں قرآن دو حرفوں پر پڑھوں۔ میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار پیغام بھیجا کہ میں اسے سات حرفوں پر پڑھوں۔ آپ ﷺ کے لیے ہر مرتبہ کے بدلہ سوال کرنا ہے آپ ﷺ مجھ سے سوال کیجیے میں نے کہا اے اللہ میری امت کو بخش اے اللہ میری امت کو بخش اے اللہ میری امت کو بخش تیسری مرتبہ سوال کرنے میں میں نے تاخیر کی جب تمام مخلوق میری طرف خواہش کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔''

✠ صحیح مسلم میں ہے:

((عن ابی بن کعب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان عند أضاۃ بنی غفار قال فاتاہ جبریل علیہ السلام فقال ان اللّٰہ یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرف فقال اسأل اللّٰہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لا تطیق ذلک. ثم اتاہ الثانیۃ فقال ان اللّٰہ یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرفین فقال اسأل اللّٰہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لا تطیق ذلک ثم جاءہ الثالثۃ فقال ان اللّٰہ یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی ثلاثۃ احرف فقال اسأل اللّٰہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لا تطیق ذلک ثم جاءہ الرابعۃ فقال ان اللّٰہ یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی سبعۃ احرف فایما حرف قرء وا علیہ فقد اصابوا۔))

''نبی ﷺ بنو غفار کے تالاب کے پاس تھے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کو ایک حرف پر پڑھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں۔ میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کو دو حرفوں پر پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے عافیت اور مغفرت مانگتا ہوں۔ میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے پھر وہ تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کو تین حرفوں پر پڑھے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا میں اللہ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ پھر وہ چوتھی بار آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کو سات حرفوں پر پڑھے۔ پس امت کے لوگ جس حرف پر پڑھیں گے ان کی قراءت درست ہوگی۔"

④ ترمذی میں ہے:

((عن ابی بن کعب قال لقی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم جبریل عند احجار المروۃ قال فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لجبریل انی بعثت الی امة امیین فیھم الشیخ الفانی والعجوز الکبیرۃ والغلام. قال فمرھم فلیقرء وا القرآن علی سبعة احرف))

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مروہ کے پتھروں کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے ایک ان پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہے جن میں بوڑھے بھی ہیں، بوڑھیاں بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو حکم دیجیے کہ وہ قرآن کو سات حرفوں پر پڑھیں۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یوں ہے:

((فقلت یا جبریل انی ارسلت الی امة امية فيهم الرجل والمراة والغلام والجارية والشيخ الفانی الذی لم يقرأ كتابا قط قال ان القرآن انزل علی سبعة احرف.))

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں ایک ان پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہوں جس میں مرد عورتیں بچے بچیاں اور ایسے شیخ فانی ہیں یہ سب ایسے ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔"

حافظ ابو یعلیٰ اپنی مسند کبیر میں لکھتے ہیں:

((ان عثمان رضی اللہ عنه قال يوما وهو علی المنبر اذكر الله رجلا سمع النبی صلی الله عليه وسلم قال ان القرآن انزل علی سبعة احرف كلها شاف كاف لما قام فقاموا حتی لم يحصوا فشهد وان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال انزل القرآن علی سبعة احرف كلها شاف كاف فقال عثمان رضی الله عنه وانا اشهد معهم.))

"ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جبکہ وہ منبر پر تھے کہا میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا اور وہ تمام حروف کافی و شافی ہیں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو بے شمار لوگ کھڑے ہو گئے اور ان سب نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے اور وہ سب حروف کافی وشافی ہیں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔"

امام احمد اپنی مسند میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

((ان جبرئیل قال یا محمد اقرأ القرآن علی حرف. قال میکائیل استزده حتی بلغ سبعة احرف قال کل شاف کاف مالم تخلط آیة عذاب برحمة او رحمة بعذاب نحو قولك تعال واقبل وھلم واذھب واسرع وعجل.))

"کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو ایک حرف پر پڑھیے میکائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اس میں اضافہ کروائیے۔ یہاں تک کہ معاملہ سات حروف تک پہنچ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے تاوقتیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب کی آیت رحمت سے یا رحمت کی آیت کو عذاب سے مخلوط نہ کر دیں۔ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے تعال کے معنی کو اقبل ھلم اذھب اسرع اور عجل کے الفاظ سے ادا کریں۔"

امام احمد روایت کرتے ہیں:

((عن ابی قیس رضی اللہ عنہ مولی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عن عمرو رضی اللہ عنہ وان رجلا قرأ آیة من القرآن فقال له عمر وانما ھی کذا وکذا. فذکر ذلك للنبی صلی اللہ علیه وسلم فقال ان ھذا القرآن انزل علی سبعة احرف فای ذلك قرأتم اصبتم فلا تماروا.))

"حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ مولیٰ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قرآن کی ایک آیت پڑھی۔ اس شخص سے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت تو اس اس طرح ہے۔ پھر اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے جو حرف بھی ہو تم پڑھو وہ درست ہے۔ لہٰذا آپس میں جھگڑا مت کرو۔"

⑨ ابن جریر طبری نقل کرتے ہیں:

((عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف فاقرءوا ولا حرج ولكن لا تختموا ذكر رحمة بعذاب ولا ذكر عذاب برحمة.))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا۔ پس (جس حرف پر چاہو) بلا کسی حرج کے پڑھو، البتہ رحمت کے ذکر کو عذاب کے ساتھ اور عذاب کے ذکر کو رحمت کے ساتھ نہ ملاؤ۔"

⑩ بخاری اور مسلم میں ہے:

((عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأنی جبریل علیہ السلام على حرف فراجعته فلم ازل استزيده ويزيدنى حتى انتهى الى سبعة احرف.))

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو میں نے ان سے مراجعت کی اور میں مزید طلب کرتا رہا اور وہ (قرآن کے حرفوں میں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سات حرفوں تک پہنچ گئے۔“

⑪ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ؛

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں نے قرآن کی ایک سورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان تینوں سے پڑھی ہے۔ اور تینوں کی قراءت کو ایک دوسرے سے مختلف پایا۔ سو میں ان میں سے کس کی قراءت پڑھوں؟ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جانب میں بیٹھے تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اسی طرح پڑھے۔ جس طرح اس کو سکھایا گیا ہے۔ کیونکہ وہی عمدہ اور خوبصورت ہے۔“

[طبری و طبرانی]

⑫ حاکم اور ابن حبان روایت کرتے ہیں:

((عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللہ عنہ قال اقرأني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سورة من آل حم فرحت الى المسجد فقلت لرجل اقرأها. فاذا هو يقرأها حروفا ما اقرأها فقال اقرأنيها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فانطلقنا الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فاخبرناه فتغير وجهه وقال انما اهلك من قبلكم الاختلاف ثم اسر الى علي رضی اللہ عنہ شيئا فقال علي رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يامركم ان يقرأ كل رجل منكم كما علم قال فانطلقنا وكل رجل يقرأ حروفا لا يقرؤها صاحبه.))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حم والی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک سورت سکھائی۔ پھر میں مسجد میں گیا اور میں نے ایک شخص کو وہی سورت پڑھنے کو کہا تو وہ اس کو ان حروف پر پڑھنے لگا جو میں نہیں پڑھتا تھا اور اس نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اختلاف نے ہلاک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ سرگوشی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص اسی طرح قرآن پڑھے جس طرح اس کو سکھایا گیا ہے۔ تو ہم چلے آئے اور ہم میں سے ہر شخص ان حروف پر پڑھتا تھا جن پر دوسرا نہیں پڑھتا تھا۔"

علامہ شمس الدین ابی الخیر محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب "النشر فی القراءات العشر" میں تحریر فرماتے ہیں: امام کبیر ابوعبداللہ قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے بصراحت لکھا ہے:

((اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.)) [متفق علیہ]

"یعنی قرآنِ مجید سات لغات پر اتارا گیا ہے، ان میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو اسی میں پڑھ لو۔"

میں نے سَبْعَةَ اَحْرُفٍ حدیث کے تمام طرق کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے راویین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالک رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا جیسے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

''سَبْعَةَ اَحْرُفٍ'' سے کیا مراد ہے؟

سَبْعَةَ اَحْرُفٍ کی توضیح وتشریح میں تقریباً چالیس اقوال ملتے ہیں، لیکن ان میں سے دو قول زیادہ مشہور ومعروف ہیں۔

اوّل: اس سے سات مختلف لغات مراد ہیں:

اکثر علماء اور جمہور ائمہ محققین (ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ، ثعلب رحمۃ اللہ علیہ، زہری رحمۃ اللہ علیہ، ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ، دانی، بیہقی رحمہما اللہ وغیرہم) کی رائے پر سات حروف سے سات لغاتِ مختلفہ کی وجہ مراد ہیں۔ پھر اُن کی تعیین میں کئی قول ہیں۔ چنانچہ ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر سات لغات یہ ہیں۔ قریش، ہذیل، ثقیف، ہوازن، کنانہ، تمیم، یمن۔ بعض دیگر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے سات قبائل مراد ہیں۔ یعنی علیا ہوازن (سعد، ثقیف، کنانہ، ہذیل، قریش) نجد (تمیم، قیس، اسد وغیرہ ہذہ) یمن، ربیعہ، ضبہ، تمیم الرباب اور ایک لغت تمام اہل حجاز کا اور ابو حاتم بحستانی کے یہاں قریش، ہذیل، ہوازن، تمیم، ازد، ربیعہ، سعد بن بکر مراد ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن)

دوم: اس سے اداء کا تغیر وتبدل مراد ہے:

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کے بارہ میں بہت عرصہ تک تردّد رہا اور میں اس میں تیس سال سے زیادہ تک غور وفکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر اس کا ایک مطلب منکشف فرمایا، ممکن ہے کہ وہ درست ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے صحیح، شاذ، ضعیف، منکر تمام قراءتوں کو دیکھا تو ان کے اختلاف کی نوعیت کو ذیل کی سات قسموں سے باہر نہیں پایا۔ پس ''سبعہ احرف'' سے لفظی اختلاف اور ادائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تغیر و تبدل کی سات وجوہ و اقسام مراد ہیں۔

① حرکات میں تغیر ہو جائے لیکن لفظ کے معنیٰ اور صورتِ رسمی میں تبدیلی نہ ہو۔ جیسے قَرْحٌ۔ قُرْحٌ۔

② حرکات اور معنیٰ میں تغیر ہو جائے۔ صورت رسمی میں تبدیلی نہ ہو۔ جیسے اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ۔ اُخِذَ مِیْثَاقُکُمْ۔

③ حروف اور معنیٰ میں تغیر ہو جائے۔ صورت رسمی میں تبدیلی نہ ہو۔ جیسے تَبْلُوْا۔ تَتْلُوْا۔

④ حروف اور صورت میں تغیر ہو جائے لیکن معنیٰ میں تبدیلی نہ ہو۔ جیسے اَلصِّرَاطَ۔ السِّرَاطَ۔

⑤ حروف معنیٰ اور صورت تینوں ہی میں تبدیلی ہو جائے جیسے یَأْتَلِ۔ یَتَأَلَّ۔

⑥ تقدیم و تاخیر کا تغیر ہو۔ جیسے وَقَتَلُوْا وَقُتِلُوْا اور وَقُتِلُوْا وَقَتَلُوْا

⑦ حروف کی زیادتی اور کمی کا تغیر ہو۔ جیسے وَسَارِعُوْا اور سَارِعُوْا

رہے اصولی اختلافات مثلاً اظہار، ادغام، تفخیم، ترقیق، مد، قصر، امالہ فتح وغیرہ۔ سو ایسے تغیرات سے لفظ اور معنیٰ کی نوعیت نہیں بدلتی۔ بلکہ یہ انواع و اقسام کی کیفیات تو فقط کلمات کی ادا ہی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور یہ مان لیں کہ ان سے بھی لفظ واحد میں تغیر ہو جاتا ہے تو پھر یہ ان سات قسموں میں سے پہلی قسم میں داخل ہوں گے۔ اور ابوالفضل رازی رحمہ اللہ ابن طیب باقلانی رحمہ اللہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ ان حضرات نے بھی دوسرے عنوانات سے سبعہ احرف کی یہی توضیح کی ہے۔ [النشر فی القراءات العشر۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ تقریب النشر۔ منجد المقرئین]

امام رازی رحمہ اللہ بھی علامہ جزری رحمہ اللہ کی طرح اس سے سات ادائی طریقے مراد لیتے ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((الكلام لا يخرج عن سبعة أوجه فى الاختلاف، الأول: اختلاف الأسماء من إفراد وتثنية وجمع أو تذكير وتأنيث، الثانى: اختلاف تصريف الأفعال من ماضى ومضارع وأمر الثالث: وجوه الإعراب، الرابع: النقص والزيادة، الخامس: التقديم والتأخير، السادس: الإبدال، السابع: اختلاف اللغات كالفتح والإمالة والترقيق والتفخيم والإدغام والإظهار)) (فتح البارى:۲۹/۹)

یعنی قرآءات کا اختلاف ادا کے تغیر و تبدل کی سات وجوہ پر مشتمل ہے۔

(اول) اختلاف اسماء:

اس میں مفرد، تثنیہ اور جمع یا تذکیر و تانیث کا اختلاف ہے۔

جیسے تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ دوسری قرآءت میں تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ نیز وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ کو تَعْمَلُوْنَ کی قرآءت سے پڑھا گیا۔ اس طرح فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کو مَسَاكِيْنُ اور وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کو رِسَالَتِهٖ پڑھا گیا ہے۔ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ میں يُقْبَلُ مذکر کو مؤنث کے صیغہ تُقْبَلُ سے بھی پڑھا گیا ہے۔

(دوم) اختلاف افعال:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قرآءت میں ماضی کا صیغہ، کسی میں مضارع اور کسی میں امر کا صیغہ وغیرہ۔

جیسے: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کو وَمَنْ يَّطَّوَّعْ خَيْرًا اور قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ کو قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ، قَالَ اَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو قَالَ اعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(سوم) وجوہ اعراب کا اختلاف:

اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف قراءات میں اعراب اور حرکات مختلف ہوں۔ جیسے:

وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ کو وَلَا تَسْئَلْ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ، اسی طرح إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةٌ کو إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً اور اَللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کو اَللّٰهُ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اور فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ کو فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٌ پڑھا گیا ہے۔

(چہارم) الفاظ کی کمی یا زیادتی کا اختلاف:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قراءات میں کوئی لفظ یا کلمہ یا حرف کم ہو اور دوسری میں زیادہ ہو۔ جیسے:

وَسَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ کو سَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ اور وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيْهِمْ کو وَمَا عَمِلَتْ أَيْدِيْهِمْ اور فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ کو فَإِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ پڑھا گیا ہے۔

(پنجم) تقدیم وتاخیر کا اختلاف:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قراءات میں کوئی کلمہ مقدم ہو اور دوسری میں وہ کلمہ مؤخر ہو۔ جیسے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ کو وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ

(ششم) اختلاف ابدال:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کلمہ کو دوسری کلمہ کی جگہ تبدیل کر دیا گیا ہو۔ جیسے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَتَبَیَّنُوْا کو فَتَثَبَّتُوْا اور کَیْفَ نُنْشِزُھَا کو کَیْفَ نُنْشِرُھَا' اسی طرح ھُنَالِكَ تَبْلُوْا کُلُّ نَفْسٍ کو ھُنَالِكَ تَتْلُوْا کُلُّ نَفْسٍ

(ہفتم): اختلاف لہجات:

اس اختلاف سے مراد فتحہ۔ تفخیم۔ ترقیق۔ امالہ۔ قصر۔ مد اظہار اور ادغام وغیرہ ہے۔ جیسے:

مُوْسٰی کو مُوْسٰے (بالامالہ) خُطُوَاتِ کو خُطْوَاتِ' بُیُوْتِ کو بِیُوْتِ' خُفْیَۃً کو خِفْیَۃً' یَحْسِبُ کو یَحْسَبُ' یَعْزُبُ کو یَعْزِبُ

ان دونوں اقوال میں سے اصولی اختلافات میں پہلا اور فرش میں دوسرا قول زیادہ واضح اور مناسب ہے۔ پس سبعہ احرف، لغات اور لفظی اختلافات کی اقسام ان دونوں میں مشترک ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ اصولی اختلاف میں ہر قبیلہ والے کو اپنی لغت کے موافق تلاوت کی رخصت واجازت ہے۔ اسی طرح قرآنی الفاظ کی وہ متعدد وجوہ جو تنوع اور اعجاز کی غرض سے مستقلاً نازل کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق تلاوت کرنے کی بھی رخصت ہے۔ پھر عرضۂ اخیرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجماعی رسم سے غیر فصیح لغات منسوخ ہوگئیں۔ کیونکہ ان کی اجازت صرف آغاز اسلام میں مشقت اور دشواری کے رفع کرنے کے لیے ہوئی تھی۔ اور یہ اجازت ہمیشہ کے لیے نہ تھی۔ پس جب مشقت رفع ہوگئی تو رخصت بھی معدوم ہوگئی۔ رہیں وہ وجوہ جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔ اور اب معمول بہا نہیں۔ سو وہ ''قرآءاتِ مُدْرَجَۃ'' کے قبیل سے ہیں جو محض تفسیر کی وضاحت کے لیے تھیں۔ اس بنا پر اب ان کی تلاوت درست نہیں۔

سَبْعَۃَ اَحْرُفٍ کی نوعیت:

امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَبْعَةَ اَحْرُفٍ سے یہ مراد نہیں کہ قرآن کے ہر کلمہ کو سات لغات میں پڑھا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ سات لغات قراءات میں متفرق ہو کر آئی ہیں کہ کوئی کلمہ قریش کی لغت پر کوئی لغت ھذیل پر کچھ کلمات لغت ہوازن پر اور کچھ لغت یمن وغیرہ کے کلمات ہیں۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ قرآن میں بعض لغات دیگر لغات کی بہ نسبت زیادہ بڑے حصہ پر مشتمل ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۱۲۵)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''التمہید'' میں فرماتے ہیں ''جس شخص نے یہ کہا ہے کہ قرآن کا نزول قریش کی لغت اور بول چال میں ہوا ہے اس کے قول کے میرے نزدیک یہ معنی ہیں کہ قرآن زیادہ تر لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام قراءات میں لغت قریش کے علاوہ اور لغات کے کلمات بھی پائے جاتے ہیں مثلاً تحقیق ہمزہ وغیرہ اور یہ بات واضح ہے کہ قریش کے لوگ ہمزہ میں تحقیق کا تلفظ نہیں کرتے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۳۵۴)

سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر نزول کے فوائد اور حکمتیں

① امت کے لیے سہولت اور آسانی:

چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس اُمت کے ساتھ وسعت و رحمت کا معاملہ ہو اور ان کی شرافت و عزت ظاہر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد و دعا قبول ہو اس لیے قرآن کو سات حرفوں پر نازل فرمایا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام ایک ایک حرف کی رخصت کا حکم لاتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عافیت و مدد کی دعاء فرماتے رہے یہاں تک کہ شمار سات حروف تک پہنچ گیا اور صحیح روایت میں یہ بھی ہے کہ قرآن سات دروازوں سے سات حروف پر نازل ہوا اور پہلی کتابیں ایک ہی دروازہ سے ایک ہی حرف پر نازل ہوتی تھیں اور یہ فرق اس لیے تھا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام صرف ایک خاص قوم ہی کے لیے بھیجے جاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب و عجم سرخ و سیاہ تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور عرب کی لغات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدا جدا اور زبانیں متفرق تھیں اور ایک لغت والے کو دوسرے کی لغت میں پڑھنا دشوار تھا بلکہ بعض بالکل پڑھ ہی نہیں سکتے تھے پس اگر اس حالت میں ایک ہی حرف پر پڑھنے کا حکم ہوتا تو یہ طبیعت میں گرانی کا باعث ہوتا یا سخت مشقت پیش آتی۔ اور اسی لیے علماء کا اختلاف ہے کہ کیا غیر عربی میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ سو اس میں تین قول ہیں۔ [1] ہر حال میں جائز۔ [2] ہر حال میں ناجائز اور یہی جمہور علماء کا قول ہے۔ [3] عربی میں پڑھنے سے بالکل عاجز ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز لیکن اس کو ترجمہ ہی کہیں گے نہ کہ قرآن۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب المشکل'' میں کہتے ہیں: ''کہ حق تعالیٰ نے آسانی کے لیے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی اُمت کو ان کی زبان و لغت کے موافق پڑھائیں، چنانچہ ھذیل حَتّٰی کے بجائے عَتّٰی پڑھتے تھے۔ اور بنو اسد تِعْلَمُوْنَ۔ اِعْهَدْ وغیرہ میں مضارع کی علامت کو کسرہ سے ادا کرتے تھے اور بنو تمیم ہمزہ کی تحقیق اور قریش ابدال کرتے تھے اور بعض قِيْلَ وغیرہ میں کسرہ کا ضمہ سے اور رُدَّتْ میں را کے ضمہ کا کسرہ سے اشمام کرتے تھے۔ اسی طرح لَا تَاْمَنَّا میں ادغام و اشمام کرتے تھے۔''

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات عَلَيْهُمْ وغیرہ کو ھا کے ضمہ سے اور بعض میم جمع کو صلہ سے پڑھتے تھے اور بعض قَدَ اَفْلَحَ وغیرہ میں نقل کرتے تھے اور بعض مُوْسٰى وغیرہ کو امالہ سے اور بعض تقلیل سے اور بعض خَبِيْرًا کی را کو ترقیق سے اور بعض الصَّلٰوةَ وغیرہ کے لام کو تغلیظ سے پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر ان حضرات میں سے کوئی فریق یہ چاہتا کہ وہ اپنے لغت کو چھوڑ دے تو اس میں ان کو بڑی دشواری پیش آتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو جس طرح احکام میں آسانی دی تھی، اسی طرح قرآن کی لغات اور حرکات و سکنات میں بھی آسانی اور سہولت مرحمت فرما دی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۲) اعجاز قرآنی کے چیلنج میں توسیع

آسانی کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ الخ﴾ پیش کر کے تمام مخلوق کو چیلنج دیا تھا اور کہا گیا کہ تم جس قدر معاونین اور مددگار جمع کر سکتے ہو کرو مگر تم سب مل کر بھی قرآن جیسا کلام بنا کر نہیں لا سکتے۔ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر نزول سے قرآن کے طرز ادا میں بے انتہا وسعت ہو گئی اب اس چیلنج کے مخاطب صرف قریش ہی نہیں بلکہ ھذیل۔ کنانہ۔ تمیم۔ ھوازن۔ ثقیف۔ یمن وغیرہ۔ تمام قبائل عرب ہو گئے اب سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر نزول سے کسی قبیلہ کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ اگر قرآن ہماری لغت میں نازل ہوتا تو ہم اس کا مثل بنا لاتے پس سَبْعَةَ اَحْرُفٍ سے اعجاز قرآنی کے چیلنج میں وسعت ہوئی اور عربوں کی بلکہ تمام مخلوق کی عاجزی مزید دو چند ہو کر منظر عام پر آ گئی۔

(۳) زبان و بیان کا تنوع مگر مفہوم متحد:

ایک مقصد کو کئی عبارتوں سے بیان کرنا کلام کی خوبیوں میں سے ہے۔ اور قراءت و روایات کی شان بھی یہی ہے کہ باوجود اس کے کہ الفاظ کی شکلیں متعدد ہو جاتی ہیں لیکن مفہوم اس پر بھی متحد ہی رہتا ہے۔ بلکہ ہر ایک قراءت پر دوسری سے اعلیٰ ترین معنیٰ نکلتے ہیں۔ مثلاً یَكْذِبُوْنَ کے معنیٰ ہیں ''وہ جھوٹ بولتے ہیں'' اور یُكَذِّبُوْنَ کے معنیٰ ہیں ''وہ جھوٹا بتاتے ہیں'' اور منافقین میں یہ دونوں صفتیں پائی جاتی تھیں۔ کیونکہ وہ ایمان کے دعوے میں جھوٹے بھی تھے۔ اور (نعوذ باللہ) نبی ﷺ کو جھوٹا بھی بتاتے تھے۔

اور فَاَزَلَّهُمَا کے معنیٰ ہیں ''شیطان نے آدم و حوا علیہما السلام دونوں کو جنت سے پھسلا دیا۔'' اور فَاَزَالَهُمَا کے معنیٰ ہیں ''شیطان نے ان دونوں کو جنت سے ہٹا دیا۔ اور دور کر دیا۔ پس ان کو اُس عیش سے نکال دیا جس میں کہ وہ تھے۔'' اور حاصل دونوں قراءتوں کا ایک ہی ہے کہ ان دونوں کو جنت میں نہ رہنے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سورۂ نساء میں فَتَبَيَّنُوْا کے معنی ہیں: ''جو تمہیں سلام کرے اسے جلدی سے قتل نہ کردو، بلکہ تحقیق کرلو اور بیان طلب کرلو، کیونکہ جب یہ پتہ چلے گا کہ ہم نے اسے فریبی اور مکار سمجھ کر قتل کردیا۔ حالانکہ وہ مخلص مؤمن تھا تو سوائے پچھتانے کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔'' اور فَتَثَبَّتُوْا کے معنی ہیں: ''خوب غور وفکر کرو اور اطمینان وپختگی سے کام لو۔'' اور ظاہر ہے کہ جب کسی معاملہ میں اطمینان سے کام لیتے ہیں تو اس کی تحقیق بھی ہوجاتی ہے۔ پس غور وفکر اور تحقیق، اطمینان کا ہی نتیجہ ہے اور ان دونوں معنوں میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں۔

④ کلام کی بلاغت اور اختصار:

سبعہ احرف سے انتہائی درجہ کی بلاغت اور کامل درجہ کا اعجاز اور مکمل ترین اختصار ہے۔ اس لیے کہ جب ہر قراءت ایک آیت کے مرتبہ میں ہے تو ایک کلمہ کی متعدد قراءتیں کئی آیتوں کے قائم مقام ہوں گی۔ پس اگر ہر قراءت کے بجائے ایک مستقل آیت نازل ہوتی تو ظاہر ہے کہ عبارت بہت طویل ہوجاتی۔

⑤ آپ ﷺ کی نبوت اور قرآن کی حقانیت کی دلیل:

یہ اختلاف نبی ﷺ کی نبوت اور قرآن کی صداقت پر ایک عظیم الشان اور واضح ترین دلیل ہے۔ اس لیے کہ جدا جدا قراءتوں میں طرح طرح کا اختلاف ہوتے ہوئے بھی ضدیت اور مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ ہر قراءت سے دوسری قراءت کی تصدیق وتشریح اور تائید وتفسیر ہوتی ہے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے کلام میں ہوسکتی ہے۔ پس جب قرآن کلامِ الٰہی ہے تو جس نبی ﷺ پر یہ نازل ہوا ہے وہ بھی بغیر کسی شک وشبہ کے صادق ہیں۔

⑥ قراءات کو یاد کرنے میں آسانی:

اس انتہائی بلاغت واختصار کے سبب اُمت کو قرآن کا یاد کرنا اور اس کا نقل کرنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آسان ہوگیا۔ کیونکہ ہر قراءت کے لیے مستقل جملوں اور آیتوں کا یاد کرنا اور نقل کرنا دشوار ہے۔ اور ایک ہی کلمہ میں اس کی متعدد قراءتوں کا یاد کر لینا بالخصوص جب کہ اس کلمہ کا رسم الخط بھی ایک ہی ہو، آسان ہے۔

⑦ احکام شریعہ کے استنباط میں آسانی:

① کسی اتفاقی حکم کا ظاہر کرنا جیسے اَوْ اُخْتٌ کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قراءت پر مِنْ اُمٍّ ہے، پس معلوم ہوا کہ یہاں اخیافی (ماں شریک) بہن بھائی مراد ہیں۔ اور اگر کسی مرنے والے نے دو اخیافی بھائی اور ایک یا زائد عینی بھائی چھوڑے تو اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہم کے یہاں اخیافی اور عینی دونوں قسم کے بھائی ایک تہائی میں شریک ہوں گے کیونکہ سبھی ایک ماں سے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہم کی رائے پر تہائی صرف اخیافی بھائیوں کو ملے گا اور عینی بھائی محروم ہوں گے کیونکہ صحیح قراءت کا ظاہر یہی ہے۔

② اختلافی مسئلہ میں ایک حکم کو ترجیح دینا جیسے قسم کے کفارہ والے غلام کا امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں مؤمن ہونا شرط ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر شرط نہیں پس سورۂ مائدہ میں مُؤْمِنَةٍ کی شاذ قراءت سے امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کو ترجیح ہوجاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا جواب یہ ہے کہ مطلق کو مقید کرنا درست نہیں۔

③ دو مختلف حکموں کو جمع کر دینا، جیسے حَتّٰی یَطْهُرْنَ اور حَتّٰی یَطَّهَّرْنَ پس اوّل سے خون کا بند ہونا اور ثانی سے غسل کر لینا مراد ہے۔ یہ شافعیہ کا مذہب ہے اور احناف کے یہاں تخفیف والی قراءت اُن عورتوں کے بارہ میں ہے جن کا خون پورے دس دن پر بند ہو اور تشدید والی اُن عورتوں کے متعلق ہے جن کا خون دس دن سے کم پر بند ہوا ہو اور ترجیح کی وجہ حدیث ہے۔

④ دو جدا جدا شرعی حکموں کو ظاہر کر دینا جیسے وَاَرْجُلِكُمْ پس پاؤں کا مسح تو اُس پر فرض ہے جس نے موزے پہن رکھے ہوں اور یہی جر کی قراءت کا تقاضا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دھونے کی فرضیت اس کے لیے ہے جو موزے پہنے ہوئے نہ ہو اور نصب کی قراءت کا تقاضا یہی ہے۔

⑤ مراد کے خلاف والے وہم کا دور کر دینا، جیسے فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ نے یہ بتا دیا کہ فَاسْعَوْا سے صرف چلنا مراد ہے نہ کہ دوڑنا۔

⑥ کسی مشکل لفظ کی تفسیر کر دینا جیسے کَالصُّوْفِ نے کَالْعِھْنِ کی تفسیر کر دی۔

⑦ اہل حق کے لیے حجیت کا اور اہل باطل کی تردید کا سبب بن جانا، جیسے امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی شاذ قراءت پر وَمَلِكًا كَبِيْرًا ہے جو حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہونے کی اعلیٰ ترین دلیل ہے۔

⑧ بعض علماء کے قول کی ترجیح وتقویت کا باعث بن جانا جیسے اَوْ لَمَسْتُمْ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مذہب کی ترجیح ہوجاتی ہے کہ مرد وعورت کے بدن کی ظاہری کھال ایک دوسرے سے چھوجائے تو وضوٹوٹ جاتا ہے، اس لیے کہ لَمْسٌ صرف چھونے کے معنی میں آتا ہے۔ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ وغیرہ کی طرح پس معلوم ہوا کہ ملامسہ والی قراءت بھی لَمْسٌ ہی کے معنی میں ہے اور احناف کہتے ہیں کہ لمس اور ملامسہ دونوں کے معنی دو دو آتے ہیں۔ جماع کرنا اور چھونا اور یہاں پہلے معنی مراد ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ آیت سے جنبی کا حکم نہ نکلے حالانکہ واقع میں تیمم اس کے لیے بھی درست ہے۔

⑨ بعض نحات کی دلیل بنا جیسے بِهٖ وَالْاَرْحَامِ سے معلوم ہو گیا کہ کوفیین کا یہ قول صحیح ہے کہ ضمیر مجرور پر جار کے اعادہ کے بغیر عطف درست ہے۔

⑧ اجر وثواب میں زیادتی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قرآن کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ہیں پس اختلاف قراءات سے ان نیکیوں کے حصول میں اضافہ ہوتا ہے، جیسے مَلِكِ اور مَالِكِ کہ مَلِكِ میں تین حرف ہیں اور مَالِكِ میں چار حروف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منکرین قرآءات کے اعتراضات اور ان کے جوابات:

اعتراض نمبر 1:

بعض منکرین قرآءات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب تمام قرآءات آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں اور مُنزّل من اللہ ہیں تو پھر قرآءات کی نسبت ائمہ قرآءات کی طرف کیوں کی جاتی ہے یعنی قرآءت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ، قرآءت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کیوں کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کیوں نہیں کی جاتی ہے؟

جواب: قرآءت کی وجوہ، عربوں کے مختلف قبائل اور ان کی لغات کے موافق نازل ہوئی ہیں اس لیے ہر وجہ کی نسبت اُس کی طرف کی گئی ہے جس نے اس کو نبی ﷺ سے نقل کیا ہے تاکہ ان تمام وجوہ کو ناقلین سے معلوم کر کے پوری طرح یاد اور محفوظ کیا جاسکے پس ناقلین نے ہر وجہ کی نسبت اُس شخص کی طرف کی ہے جو اپنے زمانہ میں اس کو پڑھتا تھا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہم کی قرآءت کہلاتی تھی۔ پھر جب دس مشہور اماموں کا زمانہ آیا تو چونکہ ان پر عوام وخواص سب اعتماد کرتے تھے اس لیے اب قرآءت کی نسبت ان کی طرف ہونے لگی۔ اور اس وقت شدت کے ساتھ یہ احساس ہوا کہ ان حضرات کے بعد اتنے بڑے عالم پیدا نہ ہوسکیں گے، اس لیے اس وقت کے بڑے بڑے علما نے فن کی امامت کا عہدہ انہی حضرات کے سپرد کردیا اور ان کو امام مان کر خود ان کے مقلد بن گئے۔ اور قریب وبعید کے مقابلہ میں انہی کو پسند کیا۔ پھر ان کے شاگرد شاخ در شاخ ہو کر دنیا میں پھیل گئے۔ اور ان کے تمام علوم کو نقل کر کے ملکوں میں پھیلا دیا۔ پس ان حضرات کی طرف قرآءات وروایات کی نسبت۔ ترتیب واختیار۔ لزوم وشہرت اور محنت وخدمت کی بنا پر ہے اس وجہ سے نہیں ہے کہ خدانخواستہ ان ائمہ کرام نے انہیں اختراع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وایجاد کیا تھا۔ یعنی چونکہ ان حضرات کے ذریعہ علم قرآءت نے رواج اور شہرت پائی۔ اس لیے قرآءات وروایات انہی کی طرف منسوب ہوگئیں۔

چونکہ قرآءۃ کی وجوہ عربوں کے مختلف قبائل اور ان کی لغات کے موافق نازل ہوئی ہیں اس لیے ہر وجہ کی نسبت اس کی طرف کی گئی ہے جس نے اس کو نبی ﷺ سے نقل کیا ہے۔ تاکہ ان تمام وجوہ کو ناقلین سے معلوم کرکے پوری طرح یاد اور محفوظ کرسکیں۔ نیز ہم ایک متواتر طریق کے محتاج ہیں جس سے اُس وجہ کے قرآن ہونے کا یقین اور علم حاصل ہوجائے جو ہم تک پہنچی ہے۔ اس لیے ناقلین نے ہر وجہ کی نسبت اس شخص کی طرف کی ہے جو اپنے زمانہ میں اس کو پڑھتا تھا۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہم کی اور تابعین کے زمانہ میں امام ابوجعفر، امام شیبہ بن نصاح۔ امام ابوعبداللہ مسلم بن جندب ھذلی، امام ابوروح، یزید بن رومان، امام ابوعبدالرحمٰن سلمی، امام ابومریم زر بن حبیش وغیرہم رحمہم اللہ کی قرآءۃ کہلاتی تھی۔

پھر تابعین کے بعد علماء کئی حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ① جنھوں نے اپنے آپ کو قرآن پڑھانے اور اس کا طریقہ سکھانے کے لیے مخصوص اور فارغ کردیا۔ ② جو قرآن کے معانی اور مطالب حل کرنے اور قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ③ جو ان کے علاوہ دوسرے علوم میں مشغول ہوگئے۔ ④ جو مخلوق سے الگ تھلگ ہوکر خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگئے پس جس نے جس علم کے لیے اپنے آپ کو فارغ کیا وہ اسی میں مشہور ہوگیا اور اس علم کی نسبت اس کی طرف ہونے لگی۔ حالانکہ اسی زمانہ میں دوسرے حضرات بھی اس علم میں ماہر تھے۔ (جیسا کہ اجتہادی مسائل کی نسبت چاروں اماموں کی طرف اس لیے کی جاتی ہے کہ اس بارہ میں ان کا مرتبہ نہایت بلند تھا ورنہ قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط کرنے والے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات بھی بیشمار تھے) لیکن چونکہ اس قدر مشہور نہ تھے اور نہ خالص اسی کے لیے فارغ تھے اس لیے ان کی طرف نسبت نہیں کی گئی کیونکہ جو شخص کسی علم میں مشہور ہوتا ہے اور اس کے لیے اپنے آپ کو مخصوص کر دیتا ہے اس کی طرف لوگ زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ اور مقلدین اور شاگرد اس کی فرمانبرداری بھی بڑے شوق سے کرتے ہیں پس اس کی تحقیقات کو بھی قابل اعتماد سمجھتے ہیں اور مقصود یہی ہے کہ علمی مسائل کی تحقیق صحیح طریقہ سے کی جائے اس صورت میں یہ مقصود آسانی سے پورا ہو جاتا ہے اور غیر مشہور آدمی میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ اس کی تحقیقات پر اعتماد نہیں ہوتا۔ پھر جب ان دس مشہور اماموں کا دور آیا تو چونکہ ان پر عوام و خواص سب اعتماد کرتے تھے اس لیے اب قرآءت کی نسبت ان کی طرف ہونے لگی اور اس وقت یہ حالت تھی کہ صدر اوّل جو علم کے عروج کا زمانہ تھا وہ دُور ہو چکا تھا اور اس فن کے حاصل کرنے کی طرف توجہ کم ہو گئی تھی ہمتوں میں ضعف آ گیا تھا ترقی کی طرف قدم سست پڑ چکے تھے اور زمانہ میں شدت کے ساتھ یہ احساس ہو رہا تھا کہ ان حضرات کے بعد اتنے بڑے عالم پیدا نہ ہو سکیں گے اس لیے اس وقت کے نامور علماء کرام نے فن کی امامت کا عہدہ انہی حضرات کے سپرد کر دیا اور ان کو امام مان کر خود ان کے مقلد بن گئے۔ اور قریب و بعید کے مقابلہ میں انہی کو پسند کیا پھر ان کے شاگرد دنیا میں پھیل گئے اور ان کے تمام علوم کو نقل کر کے ملکوں میں پھیلا دیا۔ ان ائمہ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ امام ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ امام یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قرآءات کے منسوب ہونے کی وجہ یہی ہے کہ ان کے ذریعہ علم قرآءۃ نے رواج اور شہرت پائی۔

اعتراض نمبر ۲:

بعض مستشرقین حضرات اور دوسرے مغرب سے متاثرہ افراد یہ بات کہتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دراصل چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو مصاحف تیار ہوئے وہ اعراب اور نقاط سے خالی تھے، لہٰذا لوگوں نے مصاحف میں جس طرح دل چاہا پڑھ لیا اس میں تواتر وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

جواب: ان کا یہ قول صراحۃً ناواقفیت پر مبنی ہے اس لیے کہ فن کے بہت سے احکام مثلاً ادغام واظہار اور ہائے ضمیر کا صلہ اور عدمِ صلہ اور اس کا کسی جگہ کسرہ اور کسی جگہ ضمہ اور مدات کی مقداریں اور ہمزہ کی تحقیق وتخفیف اور فتح واِمالہ اور تائے مطولہ پر ھاء سے وقف اور یا آتِ اضافت کا کہیں فتحہ اور کہیں سکون اور یا آت زوائد کا کہیں اثبات اور کہیں حذف اور بعض کلمات میں غیبت وخطاب اور تکلم یا رفع، نصب جر اور جزم اور کسی کلمہ میں ایک جگہ اختلاف ہونا اور دوسری جگہ نہ ہونا ان سب باتوں کا نقل کے بغیر کس طرح پتہ لگا۔

نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بعض جگہ رسم میں کچھ حروف زائد لکھے ہوئے ہیں جو کسی قراءت میں بھی پڑھنے میں نہیں آتے۔ جیسے بِاَيّٖكُمُ الْمَفْتُوْنُ اور بَاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اور بِاَيّٰٓسْمِ اللّٰهِ میں دو یائیں لکھی ہوئی ہیں اور لَا اَذْبَحَنَّهٗ اور لَا اِلَى الْجَحِيْمِ وغیرہ اور جآئَ اور لِشَاْیْءٍ میں الف کی زیادتی ہے پس معلوم ہوا کہ نقل ہی سے یہ سب باتیں ثابت ہوئی ہیں محض رسم ان کے لیے کافی نہیں۔

اور اس سے بھی زیادہ واضح ثبوت یہ ہے کہ امام ابن عامر رحمہ اللہ لِاِيْلٰفِ میں تو یاء کو حذف کرتے ہیں اور اِلٰفِهِمْ میں نہیں کرتے حالانکہ رسم کا تقاضا تو یہ ہے کہ اوّل میں یاء پڑھی جائے اور ثانی میں حذف کی جائے۔

قرآنِ کریم کی مختلف قراءتوں کی حقیقت ہم پیچھے تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں، لیکن مستشرقین کی ایک بڑی جماعت نے اس معاملے میں ایک دوسرا گمراہ کن نظریہ پیش کیا ہے، نولدیکی، گولڈزیہر اور آرتھر جیفرے وغیرہ نے لکھا ہے کہ قراءتوں کا اختلاف درحقیقت سماعی نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخے تیار کرائے تھے ان پر نقطے اور حرکات نہیں تھے اس لیے اسے مختلف طریقوں سے پڑھا جا سکتا تھا، چنانچہ جس شخص نے جس طرح چاہا۔ اپنے اجتہاد سے پڑھ لیا ہے اور وہ اس کی قراءت بن گئی ہے۔ ① مستشرقین کے اس دعویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی جو مختلف قراءتیں معروف ہیں وہ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ مصاحف عثمانی کو پڑھنے میں لوگوں کا جو اختلاف ہوا اس کی بناء پر پیدا ہوئی ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد اور بالکل غلط ہے، واقعہ یہ ہے کہ مصاحف عثمانی کا نقطوں اور حرکات سے خالی ہونا قراءتوں کے وجود میں آنے کا سبب نہیں بنا، بلکہ ان مصاحف عثمانی کو نقطوں اور حرکات سے اسی لیے خالی رکھا گیا تھا کہ قرآنِ کریم کی جتنی قراءتیں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں وہ سب اس رسم الخط میں سما سکیں۔ ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ ہر دور میں قرآنِ کریم کی کسی قراءت کو قبول کرنے کے لیے تین شرائط کو لازمی سمجھا گیا ہے۔

(اول) یہ کہ مصاحف عثمانی رضی اللہ عنہ کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔

(دوم) وہ عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہو۔

(سوم) وہ آنحضرت ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، لہٰذا کوئی قراءات اُس وقت تک صحیح تسلیم نہیں کی گئی۔ جب تک صحیح سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں مل گیا۔

اگر قراءتوں کے وجود میں آنے کا سبب محض عثمانی رسم الخط ہوتا تو ہر اُس قراءت کو درست مان لیا جاتا۔ جو رسم الخط میں سما جاتی، اور اسے قبول کرنے کے لیے یہ تیسری شرط عائد نہ کی جاتی، چنانچہ جو شخص بھی قرآن کریم کی مختلف قراءتوں پر غور کرے گا اسے کھلی آنکھوں نظر آ جائے گا کہ عثمانی رسم الخط میں ایک لفظ کو مختلف طریقوں

① دیکھیے: مذاہب التفسیر الاسلامی'' گولڈ زیہر، ترجمہ عربی ڈاکٹر عبدالحلیم نجار، ص ۸ مکتبۃ الخانجی قاہرہ سنہ ۱۳۷۴ھ اور مقدمۂ کتاب المصاحف، آرتھر جیفرے، ص ۷ المطبعۃ الرحمانیہ، مصر سنہ ۱۳۵۵ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پڑھنے کی گنجائش موجود تھی۔ لیکن چونکہ وہ طریقے آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں تھے، اس لیے انہیں اختیار نہیں کیا گیا، یہ بات دو مثالوں سے واضح ہوگی۔

① سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۝﴾

یہاں ایک قراءت میں وَلَا يُقْبَلُ (یاء کے ساتھ) ہے اور ایک قراءت میں وَلَا تُقْبَلُ (تاء کے ساتھ) ہے لیکن اسی قسم کی ایک آیت سورۂ بقرہ میں ایک دوسری جگہ ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ یہاں وَلَا تَنْفَعُهَا صرف تاء کے ساتھ آیا ہے: وَلَا يَنْفَعُهَا (یاء کے ساتھ) کوئی قراءت نہیں ہے حالانکہ رسم عثمانی میں وَلَا يَنْفَعُهَا کی بھی گنجائش ہے کیونکہ عثمانی مصاحف میں یہ جملہ اس طرح لکھا ہوا تھا: ''ولا ينفعها'' اور عربی زبان کے قواعد میں بھی یاء اور تاء دونوں کی گنجائش موجود تھی۔ لیکن چونکہ یہ قراءت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں تھی، اس لیے اس کو کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

② اسی طرح سورۂ یٰسین میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝﴾

یہاں ایک قراءت فَيَكُوْنُ (نون پر پیش کے ساتھ) آئی ہے اور دوسری قراءت میں فَيَكُوْنَ (نون پر زبر کے ساتھ) ہے لیکن اسی طرح کی ایک آیت سورۂ آل عمران میں ہے: ﴿خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝﴾ یہاں صرف ایک ہی قراءت ہے (یعنی نون پر پیش) دوسری قراءت رسم الخط کی گنجائش کے باوجود کسی نے اختیار نہیں کی۔ [1]

اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں قراءات کی کتب میں موجود ہیں جن سے

---

[1] یہ دونوں مثالیں علامہ طاہر کردی رحمہ اللہ کی تاریخ القرآن ص ۱۲۸ و ۱۲۹ سے ماخوذ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاف ظاہر ہے کہ قراءتیں رسم الخط سے وجود میں نہیں آئیں بلکہ وہ آنحضرت ﷺ سے ثابت تھیں، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُن کو محفوظ رکھنے کے لیے مصاحف کو نقطوں اور حرکات سے خالی رکھا تھا، یہی وجہ ہے کہ پوری امت میں صرف ایک صاحب یعنی محمد بن الحسن بن یعقوب بن مقسم (۲۶۵ھ۔۳۵۴ھ) ایسے گزرے ہیں جنھوں نے یہ مسلک اختیار کیا تھا کہ عثمانی مصاحف سے اپنے اجتہاد کے مطابق قراءتیں ایجاد کی جاسکتی ہیں اور ان کا سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہونا ضروری نہیں لیکن جس وقت انہوں نے اپنا یہ گمراہ نظریہ پیش کیا تو پورے عالم اسلام نے ان پر شدید نکیر کی، خلیفہ وقت نے انہیں قراء اور فقہاء کی ایک مجلس میں طلب کر کے اُن سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا، چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور اپنے نظریے سے رجوع کا تحریری اعلان لکھ کر دیا۔

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی مصاحف سے اپنے اجتہاد کے مطابق قراءتیں مستنبط کرنے کو امت مسلمہ میں ہمیشہ ایک گمراہی سمجھا گیا ہے اور اس بات پر ہر دور میں مسلمانوں کا اجماع رہا ہے کہ قرآنِ کریم کی صرف وہی قراءت معتبر ہے جو آنحضرت ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، اگر قراءتوں کا وجود محض عثمانی رسم الخط کے پڑھنے میں اجتہادی اختلافات کی وجہ سے ہوا ہوتا تو ابن مقسم پر اتنی شدید نکیر کیوں کی جاتی؟ لہٰذا مستشرقین کا یہ دعویٰ بالکل بے اصل اور بے بنیاد ہے کہ قراءتیں عثمانی مصاحف میں نقطوں اور حرکات کی غیر موجودگی سے پیدا ہوئی ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قراءتیں آنحضرت ﷺ سے متواتر طریقے پر ثابت ہیں۔ اور اُن کو محفوظ کرنے کے لیے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ کو نقطوں اور حرکات سے خالی رکھا تھا، تاکہ یہ تمام قراءتیں اس رسم الخط میں سما سکیں۔

اعتراض نمبر ۳:

www.kitabosunnat.com

اگر یہ سب قراءات درست اور متواتر ہیں تو کتب احادیث میں ان اختلافات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ کیوں نہیں آتا؟

جواب: اجمالی طور پر تذکرہ تو ﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ﴾ والی میں آیا ہے اور تفصیل فن قرآءت کی کتابوں میں ہے۔ بخاری شریف وغیرہ کتب میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن کا تعلق احکام سے ہے اور اس فن کی کتب ''التیسیر فی القراءات السبع'' وغیرہ ہیں اور تیسیر کا اہل فن کے نزدیک وہی مرتبہ ہے جو فنِ حدیث میں بخاری شریف کا ہے اور ''حرز الامانی ووجہ التھانی المعروف الشاطبیہ'' مسلم شریف کے مرتبہ میں ہے، اسی طرح ''النشر فی القراء ات العشر'' کا درجہ ہے اور جس طرح کتب احادیث میں ہر روایت کی نبی ﷺ تک سند ذکر کی گئی ہے ٹھیک اسی طرح تیسیر ونشر میں بھی ہر روایت کی سند بتمامہ وکمالہ مذکور ہے۔ اور جس طرح رجالِ حدیث کی جرح وتعدیل کی گئی ہے اسی طرح ہر روایت بلکہ ہر اختلاف کے رجال کی بھی پوری پوری تنقیح کی گئی ہے اور جس اختلاف کی نقل میں تفرُّد یا اس کے راوی میں کسی قسم کی کمزوری پائی گئی ہے تو اس کو بھی بتایا گیا ہے حتی کہ جو اختلاف طریق کے خلاف ہے اس تک کو بھی جتادیا گیا ہے اور گو فی نفسہٖ اس کا پڑھنا صحیح بھی ہو اس بناء پر کہ وہ منزّل من اللہ ہے اور حضور ﷺ نے اس کی تعلیم فرمائی ہے اور صحیح طریق کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے لیکن جو شخص طرق وروایات میں ماہر اور قرآءات کے اختلافات کا جاننے والا ہو اس کے لیے اربابِ فن اُس کے طریق کے خلاف ہونے کے سبب اِس کو عیب جانتے ہیں۔ آپ نے دیکھا اہل فن نے اس کے متعلق کس قدر احتیاط برتی ہے اور یہی قرآن حکیم کی شان بھی ہے۔

اعتراض نمبر ۴:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تمام قرآءات کی حقیقت خبر واحد سے زیادہ نہیں کیونکہ ان کی اصل **التیسیر فی القراء ات السبع یا حرز الامانی ووجہ التھانی فی القراء ات السبع یا النشر فی القراء ات العشر** جیسی کتب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: پھر حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہی کا کیا اعتبار ہے اس کی اصل بھی یہی کتب ہیں اس کے سوا آپ کوئی سند نہیں بتا سکتے اور نہ حفص رحمۃ اللہ علیہ کے اختلافات کو کسی اور کتاب سے نکال سکتے ہیں، اس طرح تو قصہ ہی تمام ہوا اور سارے کا سارا کام ہی ختم ہوا اور اگر روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی بیان کی ہوئی ایک روایت تو قبول کی جائے اور باقی کو نظر انداز کر دیا جائے۔

جب ان کے بیان کردہ اختلافات کو ان کے زمانہ میں اور بعد کے تمام زمانوں میں امت نے قبول کیا ہے اور اسی طرح پڑھا اور پڑھایا ہے اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا تو خود بخود تواتر ثابت ہو گیا۔ نیز آج بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر امام کے جو اختلافات ہمارے ملک میں پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح دیگر ممالک میں بھی پڑھے پڑھائے جاتے ہیں ان میں کہیں بھی کوئی فرق نہیں ہے بلکہ معانی میں تو اتنی بات ہو بھی جاتی ہے کہ ایک مترجم اور مفسر ایک لفظ کے ایک معنیٰ کرتا ہے اور دوسرا مترجم دوسرے معنیٰ کرتا ہے اور گو وہ دونوں مقصد کے لحاظ سے متحد ہی ہوں لیکن اختلاف ضرور ہے اور قراءت کے اختلافات میں تو ذرّہ برابر بھی فرق نہیں ہے اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل اسی طرح ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا اور ادا کر کے بتایا ہے کیا اس کے بعد بھی کسی کے لیے یہ کہنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ قراءات حد تواتر تک نہیں پہنچی ہوئی ہیں۔

یاد رکھئے جو قراءت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہو جائے اس کا قبول کرنا واجب ہے اور امت میں سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ اس کو ردّ کر دے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر بھی کہ ہر قراءت اللہ جل شانہ کی جانب سے نازل ہوئی ہے کیونکہ ہر قراءت کا دوسری کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ہے پس ہر آیت کی طرح ہر قراءت پر بھی ایمان لانا واجب ہے۔ اور وہ آیت و قراءت جس معنیٰ پر مشتمل ہے اعتقاداً بھی اس کی پیروی کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے اور عملاً بھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان میں سے جو وجہ پڑھو وہی درست ہے مگر شک نہ کرو۔ کیونکہ ان میں شک کرنا کفر ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ امت کے پاس دس قراءتیں اور ان کی دو دو روایتیں یعنی امام نافع رحمۃ اللہ علیہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ امام ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ امام یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلف رحمۃ اللہ علیہ کی قراءتیں متواترہ ہیں اور ان دس قراءات کا قرآن ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے اور ان کا نماز وغیرہ میں پڑھنا بھی صحیح اور درست ہے اور ان کے کسی ایک حرف کا انکار کرنا کفر ہے ان کے ماسوا چار اور ہیں جو شاذ ہیں یہ صرف کتابوں میں درج ہیں۔ پڑھی پڑھائی نہیں جاتیں۔ ان کا نماز وغیرہ میں پڑھنا درست نہیں اور ان کی قرآنیت کا اعتقاد رکھنا بھی جائز نہیں۔

قاضی القضاۃ ابونصر عبدالوہاب بن امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کے استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں الحمدللہ قراءات سبعہ جو شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہیں اور ان کے بعد کی تین قراءتیں متواترہ ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور اسی طرح ہر وہ حرف جس کو عشرہ میں سے کوئی ایک امام روایت کرے۔ منزل من اللہ اور ضروریاتِ دین سے ہے اور اس میں جاہل ہی خواہ مخواہ کا بحث مباحثہ کر سکتا ہے اور یہ قراءات ان ہی کے لیے متواتر نہیں ہیں جنھوں نے ان کو روایۃً پڑھا ہو بلکہ کلمۂ شہادت پڑھنے والے ہر مسلمان کے لیے متواتر ہیں۔ خواہ وہ ایسا عامی ہو جس نے قرآنِ مجید کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو۔ ہذلی کہتے ہیں کہ کسی کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ اُن قراءتوں کو شاذ کہہ دے جو اسے نہ پہنچی ہوں کیونکہ جو قراءت پڑھی جائے اور روایت کی جائے اور رسم کے موافق ہو اور اجماع کے خلاف نہ ہو وہ صحیح ہے۔

اعتراض نمبر 5:

بعض مستشرقین نے ان قراءات کو بنیاد بنا کر غلط باتیں بیان کی ہیں اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءتوں سے اپنی مرضی کے من مانے نتائج اخذ کیے ہیں؟

جواب: یہ بات بالکل غلط ہے دراصل ان نام نہاد مستشرقین نے قرآنِ کریم کی شاذ قراءات کو بنیاد بنا کر غلط مفروضات کا ایک قلعہ تعمیر کرلیا ہے اور رائی کا پہاڑ بنانے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور سے گولڈزیہر اور آرتھر جیفرے نے ان شاذ قراءتوں کی بہت سی مثالیں پیش کرکے ان سے من مانے نتائج نکالے ہیں۔[1] یہاں اُن تمام مثالوں کو پیش کرکے اُن کی حقیقت واضح کرنا تو مشکل ہے۔ اس لیے کہ اس کام کے لیے ایک پوری کتاب درکار ہوگی۔[2]

اس کے علاوہ ہماری رائے میں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن ہم یہاں شاذ قراءتوں کے بارے میں چند اصولی باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں امید ہے کہ ان حقائق کو مدنظر رکھنے کے بعد مستشرقین کے اُن تمام باطل نظریات کی تردید اچھی طرح سمجھ میں آسکے گی جو انہوں نے شاذ قراءتوں کی بنیاد پر قائم کیے ہیں جیسا کہ ہم پیچھے عرض کرچکے ہیں پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآنِ کریم کی صرف وہ قراءات معتبر ہیں جن میں تین شرائط پائی جائیں۔

① وہ عثمانی مصاحف کے رسم الخط کے مطابق ہوں۔

② عربی قواعد کے مطابق ہوں۔

③ آنحضرت ﷺ سے اس کا پڑھنا متواتر طریقے سے ثابت ہو۔

جس قراءت میں ان تین شرائط میں سے کوئی ایک مفقود ہو وہ شاذ قراءت کہلاتی ہے اور پوری امت میں سے کسی نے اسے معتبر نہیں مانا۔ ان شاذ قراءتوں پر

---

[1] دیکھیے مذاہب التفسیر الاسلامی ''گولڈزیہر، ترجمہ عربی ڈاکٹر عبدالحلیم النجار، اور
Arthur jeffery: Materials for the History of the text of the Quran, Leiden 1937 P.6.

[2] گولڈزیہر کے نظریات پر ڈاکٹر عبدالحلیم النجار نے بھی مذاہب التفسیر الاسلامی کے حاشیہ پر مختصر مگر اچھا تبصرہ کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مندرجہ ذیل باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات وہ قراءت بالکل موضوع ہوتی ہے جیسے کہ ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی کی قراءتیں، جن کو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ یہ تمام قراءتیں موضوع ہیں۔ ①

بعض اوقات ان کی سند ضعیف ہوتی ہے جیسے ابن السّمیفع اور ابو السّمال کی قراءتیں ② یا بہت سی وہ قراءتیں جو ابن داود رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المصاحف میں مختلف صحابہ و تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے منسوب کی ہیں۔ بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے، لیکن درحقیقت وہ قرآنِ کریم کی قراءت نہیں ہوتی۔ بلکہ کوئی صحابی یا تابعی عام گفتگو میں قرآنِ کریم کے کسی لفظ کی تشریح کے لیے اس کے ساتھ دو ایک لفظ بڑھا دیتے تھے قرآنِ کریم چونکہ پورا کا پورا متواتر تھا۔ اور ہر دور میں اس کے ہزاروں حفاظ موجود تھے اس لیے ان الفاظ کے اضافہ سے قرآنِ کریم کے متن میں اضافے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا، لہٰذا اس قسم کی تشریحات میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا۔ ③ مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِّنْ أُمٍّ پڑھا اس میں مِنْ أُمٍّ کا لفظ تفسیری اضافہ تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آیت اس طرح پڑھی:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَسْتَعِيْنُوْنَ اللّٰهَ عَلٰى مَا

① النشر فی القراءات العشر لابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶، ج ۱، والاتقان فی علوم القرآن ص ۷۸۔۷۹، ج ۱۔
② النشر فی القراءات العشر ص ۱۶، ج ۱۔
③ النشر فی القراءات العشر ص ۳۱، ۳۲، ج ۱، والاتقان فی علوم القرآن ص ۷۹، ج ۱، نوع نمبر ۲۲ تا ۲۷ وشرح المؤطا للزرقانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۵۵، ج ۱۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَصَابَهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿

اس میں وَيَسْتَعِيْنُوْنَ اللّٰهَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ بلاشبہ تفسیری اضافہ ہے (1) کیونکہ اگر یہ جملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قراءت میں واقعتہً قرآن کا جزء ہوتا تو ان کے مرتب کردہ مصحف میں ضرور موجود ہوتا، حالانکہ ان کے مرتب فرمائے ہوئے آٹھ مصاحف میں سے کسی میں یہ جملہ منقول نہیں، شاذ قراءتوں میں اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآنِ کریم کی بعض قراءتیں آخر میں منسوخ ہوگئیں، لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہوسکا، اس لیے وہ قدیم قراءت کے مطابق پڑھتے رہے، (2) لیکن چونکہ دوسرے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ یہ قراءت منسوخ ہوچکی ہے اس لیے وہ نہ اُسے پڑھتے تھے، اور نہ قرآنِ کریم کی صحیح قراءتوں میں شمار کرتے تھے۔

بعض شاذ قراءتوں کو دیکھ کر ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی تابعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے قرآنِ کریم کی تلاوت میں کوئی بھول چوک ہوگئی۔ جیسا کہ اکثر بڑے بڑے حافظوں سے بھی ہوجاتی ہے، اُس وقت کسی سننے والے نے سن کر اسے روایت کردیا۔ (3)

قرآنِ کریم کی جتنی شاذ قراءتیں منقول ہیں وہ زیادہ تر انہی صورتوں میں دائر ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں ان قراءتوں کو معتبر قرار دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ امت نے کسی بھی دور میں انہیں قابل اعتبار نہیں سمجھا اور اسی لیے یہ قراءتیں متواتر تو کیا ہوتیں مشہور بھی نہ ہوسکیں۔ لہٰذا ان کو بنیاد بنا کر مستشرقین نے جو

---

(1) کنز العمال لعلی المتقی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۸۶، ج ۱، بحوالہ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ وابن جریر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

(2) مشکل الآثار للطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۹۶ تا ۲۰۲، ج ۴۔

(3) النشر لابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۶، ج ۱، والسبانی فی نظم المعانی۔ مقدمتان فی علوم القرآن ص ۱۷۰ مکتبۃ الخانجی، مصر ۱۹۵۴ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ (معاذ اللہ) قرآنِ کریم کے متن میں کچھ اختلافات پائے جاتے تھے یہ ایسا بے بنیاد اور لغو خیال ہے جو علم و تحقیق کے اعتبار سے قابل غور بھی نہیں ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (از علوم القرآن)

اعتراض نمبر ٦:

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام لغات اور حروف کو منسوخ کر دیا تھا اور صرف ایک حرف اور لغت کو باقی رکھا اور وہ لغت قریش تھی اس لیے بس یہی ایک قرآءت ہے جو اس وقت پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔

جواب: اوّل تو یہ تسلیم ہی نہیں کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے علاوہ باقی تمام لغات کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس لیے کہ روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لغت قریش کے سوا بعض اور لغات بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ان کے لیے مَجْرِيهَا (ھود) میں را اور اس کے بعد والے الف کا امالہ ہے۔ حالانکہ امالہ عام اہل نجد کا لغت ہے، اسی طرح فُعُلٌ کے وزن میں عین کا ضمہ حجازی اور سکون تمیمی لغت ہے اور روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ میں دونوں ہی لغت موجود ہیں۔

اسی طرح ہمزۂ ساکنہ کی تحقیق تمیمی لغت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس معلوم ہوا کہ قریش کے علاوہ باقی سب لغت ہی ختم نہیں کر دیئے گئے تھے۔ بلکہ اُن لغات کو منسوخ کیا گیا تھا جو غیر فصیح تھے۔ اور قریش کے یہاں معتبر نہیں تھے۔ مثلاً ہذیل کے یہاں حَتّٰی کے بجائے عَتّٰی۔ اور اسد کے یہاں تِعْلَمُوْنَ، اِعْهَدْ وغیرہ میں علامت مضارع کا کسرہ اور بنو تمیم کے یہاں رِدَّتْ، رِدُّوْا میں را کا کسرہ اور غَيْرِ اٰسِنٍ کے بجائے۔ غَيْرِ يَاسِنٍ پڑھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف میں رسم الخط قریشی ہی رکھا تھا۔ جس کی چند وجوہ ہیں۔

☒ پہلے زمانہ میں وسعت و رخصت اور سہولت و آسانی کے لیے قرآن کو سات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لغات میں پڑھنے کی اجازت تھی۔ اور ہر قبیلہ اپنے اپنے لغت میں تلاوت کرتا تھا۔ اس لیے مختلف قبائل کے عوام نے کم علمی کی وجہ سے ایک دوسرے کے لغت کی تردید و تنقیص شروع کردی۔

⌘ بعض حضرات نے تفسیری جملے والفاظ اپنی قراءت میں شامل کر لیے تھے۔

⌘ اسی طرح کچھ لوگوں نے ناواقفیت کی بنا پر منسوخ التلاوت آیات بھی اپنی قراءت میں داخل کرلیں۔

ان حالات کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا کہ قرآن کریم کے کئی نسخے صرف لغت قریش ہی کے موافق اعراب اور نقطوں کے بغیر لکھوا کر معلمین سمیت مختلف اطراف وممالک میں بھیجے جائیں تا کہ سب لوگ انہی کے موافق تلاوت کریں۔ اور نظم وضبط اور امن قائم ہوجائے۔

اور لغت قریش کا رسم الخط اس بنا پر اختیار کیا کہ قرآن کا اکثر و بیشتر حصہ اسی کے موافق اترا تھا۔ نیز قرآن سب سے پہلے اسی لغت کے موافق نازل ہوا تھا۔ پھر آسانی اور رخصت کی غرض سے اور لغات میں پڑھنے کی اجازت ہوگئی تھی۔

اور مصاحف کو نقطوں اور حرکتوں سے خالی اس لیے رکھا کہ ایک ہی قرآن سے مختلف لغات و حروف سبعہ اور منقول قراءات سب کی سب نکل سکیں پس آپ نے آٹھ مصاحف لکھوائے۔ اور ان میں بعض اختلافی الفاظ وکلمات کو متفرق طور پر لکھوایا۔ اور یہ مصاحف بارہ ہزار صحابہ کے اجماع سے لکھے گئے۔ پھر آپ نے ایک مصحف کو خاص اپنی تلاوت کے لیے رکھ لیا۔ جسے "مصحف امام" کہا جاتا ہے۔ اور ایک نسخہ اہل مدینہ کو عنایت کیا اور ایک ایک مصحف کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، بحرین، یمن کی طرف معلمین قراءات سمیت روانہ فرمایا۔ (مدنی مصحف کے معلم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور کوفی کے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ اور حضرت بصری کے حضرت عامر بن قیس رحمہ اللہ اور شامی کے حضرت مغیرہ بن ابی شہاب رحمہ اللہ اور مکی کے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ تھے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر لغات و قرآءات اور ''سبع احرف'' کے نسخ کو تسلیم کرلیں۔ تو لازم آئے گا کہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین، جملہ ائمہ و مشائخ اور بعد کے سب لوگ آج تک ایک منسوخ چیز کی خدمت و تبلیغ اور تعلیم و اشاعت میں لگے رہے۔ حالانکہ جو چیز قرآن میں نہ ہو۔ اس کے پڑھنے، سننے اور لکھنے پر تو ادنیٰ درجہ کا مومن بھی صبر نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ یہ ذمہ دار اکابر اور خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان حضرات سے تو یہ بات بالکل ناممکن ہے۔

اور ائمہ کے طبقات و حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ۷۵ سال سے لے کر ۹۹ سال تک عمر پائی۔ اور ہر ایک نے قرآنِ مجید اور اس کی قرآءات کی خدمت میں ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ صرف کیا۔ روزانہ بیشمار طلباء ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

چنانچہ امام نافع رحمۃ اللہ فجر سے پہلے تہجد کے وقت پڑھانا شروع کرتے اور عشاء تک برابر پڑھاتے رہتے تھے۔ امام ابوعمرو رحمۃ اللہ کے گرد مجمع دیکھ کر ان کے شیخ امام حسن بصری رحمۃ اللہ نے تعجب سے کہا تھا۔ کیا علماء ارباب بن گئے۔ امام عاصم رحمۃ اللہ سے پڑھنے کا موقع مشکل سے ملتا تھا۔

اسی طرح ائمہ قرآءات کے بعد ہر قرن و ہر زمانہ اور ہر زبان میں علماءِ قرآءات اور مشائخ اہل ادا نے اس اشرف ترین علم کی خدمت۔ اس کی تعلیم و تبلیغ اور تصنیف و تالیف اور اشاعت میں کوئی دقیقہ بھی فروگزاشت نہیں کیا۔ ان حضرات نے اس علم کی ترویج اور نشر و احیاء کے لیے اپنی ذات کو ہر لحاظ سے فارغ کرلیا تھا اور اس کی خاطر اپنی عزیز ترین عمریں اور پاکیزہ زندگیاں وقف کردی تھیں۔ اور تعلیم و تالیف دونوں ہی طریقوں سے ''اختلافی وجوہ'' اور ''اختلافِ قرآءات'' کی صیانت و حفاظت نشر و توضیح کا کام کیا۔ اور اس فن میں قابل فخر تصانیف یادگار چھوڑیں۔

''وجوہِ قرآءات'' کے متعلق تیسری صدی سے آج تک صدہا کتابیں تالیف کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گئی ہیں۔ اور وہ سب اس فن کی معتبر اور نہایت صحیح تصانیف شمار ہوتی ہیں۔

① سب سے پہلے ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ (المتوفی سنہ ۲۲۴ھ) نے "کتاب القرآءت" (۲۵ قرآءتوں میں) لکھی۔

② امام ابو حاتم سہل بن محمد بن عثمان بجستانی نحوی مقری بصری رحمۃ اللہ (م ۲۴۸ھ) شاگرد امام یعقوب رحمۃ اللہ نے "کتاب القرآءت" لکھی جس میں ۲۵ قرآءات شامل تھیں۔

③ قاضی اسمٰعیل رحمۃ اللہ (سنہ ۲۸۲ھ) شاگرد قالون رحمۃ اللہ نے "کتاب القرآءت" (۲۰ سے زیادہ قرآءتوں میں) لکھی۔

④ امام التاریخ طبری رحمۃ اللہ (۳۱۰ھ) نے "کتاب الجامع" (۲۰ سے کچھ زائد قرآءات میں) تصنیف کی۔

⑤ ابو بکر داجونی رحمۃ اللہ (۳۲۴ھ) نے بہت سی قرآءتوں کو ایک تالیف میں جمع کیا۔

⑥ ابن مجاہد رحمۃ اللہ (۳۲۴ھ) نے "کتاب السبعہ" تحریر کی۔

⑦ کتاب القرآءت تالیف احمد شذائی رحمۃ اللہ (۳۷۰ھ)۔

⑧ کتاب الشامل اور

⑨ کتاب الغایہ (دس قرآءتوں میں) یہ دونوں تالیف ابن مہران رحمۃ اللہ (۳۸۱ھ)

⑩ کتاب المنتہیٰ (بہت سی قرآءتوں میں) تالیف خزاعی رحمۃ اللہ (۴۰۸ھ)

نوٹ: اس موقع پر یہ بات یاد رکھیں کہ ہر مصنف نے اپنی تالیف میں وہی قرآءتیں بیان کی ہیں جو اس کو متصل اور صحیح سند سے پہنچی تھیں اور وہ سبھی "سبعہ احرف" کے مصداق میں شامل ہیں۔ لیکن اس وقت دس قرآءات متواترہ ہیں۔

⑪ تا ⑬ چوتھی صدی کے آخر تک اندلس اور مغربی شہروں میں کسی قرآءات کا رواج نہ تھا، پس ان شہروں سے سب سے پہلے ابو عمر طلمنکی رحمۃ اللہ (۴۲۹ھ) نے پھر ابو محمد مکی رحمۃ اللہ (۴۳۷ھ) اور امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ (۴۴۴ھ) نے قرآءات کی تحصیل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے سفر کیا۔ اور مصر وغیرہ سے پڑھ کر ان کو اندلس میں پہنچایا۔ اور بیش بہا کتب علم قرآءات میں تحریر کی۔

⑭ پانچویں صدی میں ابوعلی اہوازی رحمۃ اللہ (۴۴۶ھ) دمشق میں استاذ القراآت تھے۔ انہوں "الوجیز" (۸ قرآءتوں میں) اور "ایجاز" اور "الیضاح" وغیرہ کتب علم قرآءات میں لکھیں۔

⑮ اسی عرصہ میں ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ (سنہ ۴۶۵ھ) نے مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا۔ اور بہت سے ملکوں اور شہروں میں پھرتے اور ائمہ قرآءات سے روایت کرتے رہے، حتی کہ ماوراء النہر تک پہنچ گئے۔ نیز غزنی وغیرہ میں بھی قرآءات پڑھیں۔ پھر "کتاب الکامل" (۵۰ قرآءتوں اور ۱۴۵۹ روایات وطرق میں) تالیف کی۔ خود فرماتے ہیں کہ میں مغربی شہروں کے اخیر سے لے کر فرغانہ کے ابواب تک دائیں بائیں پہاڑ، ہموار زمین خشکی، تری غرض کہ ہر جگہ پھرا ہوں۔ اور میں نے ۳۶۵ شیوخ سے ملاقات کی۔

⑯ اسی زمانہ میں مکہ مکرمہ میں عبدالکریم طبری رحمۃ اللہ (۴۷۸ھ) استاذ القراآت تھے۔ انہوں نے "کتاب سوق العروس" (۱۵۵۰ روایات وطرق میں) لکھی۔

⑰ ابوالقاسم عیسیٰ اسکندری رحمۃ اللہ (۶۲۹ھ) نے "کتاب الجامع الاکبر والبحر الاذخر" (۷۰۰۰ روایات وطرق میں) تالیف کی (النشر فی القراءات العشر)

کیا کوئی عقل سلیم اس بات کو باور کرسکتی ہے کہ یہ مقدس جماعتیں جن پر دین کا مدار ہے قرآن میں کوئی ایسی چیز پڑھیں یا لکھیں جو قرآن میں نہ ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْعَقِیْدَۃِ الْبَاطِلَۃِ. غرض کہ اب امت کے پاس دس متواتر قرآءتیں اور ان کی دو دو روایتیں باقی ہیں۔ حق تعالیٰ منکرین قرآءات کو توبہ کی اور ہمیں حفاظت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمِیْنَ

قرآنِ کریم میں دو طرح کے الفاظ ہیں۔

① اتفاقی جن کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک ہی طرح روایت کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② اختلافی جن کو عرب کے لغات کے مختلف فیہ ہونے کی بنا پر حق تعالیٰ نے کئی کئی طرح نازل فرمایا ہے۔ اور پھر انہی الفاظ سے ائمہ قرآءات نے قواعد اور شروط کی پابندی کرتے ہوئے مختلف ترتیبیں اختیار کر لیں۔

جن کی بنا پر دورِ اوّل میں بیشمار قرآءتیں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں جن کی تعداد ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے پچیس لکھی ہیں۔ بعد میں جوں جوں لوگوں میں سستی پیدا ہوتی گئی۔ شوق اور ہمت بھی گھٹتی چلی گئی۔ اور قوت ضبط و حافظہ میں کمی ہوتی گئی۔ تو ان قرآءات کی تعداد بھی کم ہوتے ہوتے دس قرآءات اور بیس روایات تک رہ گئی۔ پھر اس علم کی نسبت ان قرآءات و روایات کے ائمہ ہی کی طرف ہونے لگی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس علم کی خدمت و اشاعت کے لیے فارغ و مخصوص کر لیا تھا۔ اسی لیے وہ اس میں مشہور ہو گئے۔ اور عوام و خواص سب نے ان پر اعتماد کر لیا۔ اس وقت قرآءت سے یہ دس قرآءات دس ائمہ رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے دو دو راوی ہیں۔ اور انہی کی دو دو روایتیں مل کر ایک قرآءت بنتی ہے۔

اعتراض نمبر 7:

بعض حضرات بڑے زور و شور سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن صرف یہی ہے جو ہمارے پاس طبع شدہ محفوظ ہے اس کے علاوہ اور کسی ''قرآءت'' والا قرآن دنیا میں پڑھا پڑھایا نہیں جاتا۔

جواب: یہ اعتراض آج کل کے پڑھے لکھے انگریزی داں طبقے میں بہت زیادہ مستعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری روایت حفص کے مطابق دنیا میں بہت بڑی تعداد میں قرآن طبع ہو رہا ہے مگر مشرق وسطی کے بعض ممالک اور افریقہ کے بعض ممالک خصوصاً بلاد مغرب کے ممالک جیسے سوڈان' مراکش' لیبیا' ماریطانیہ' نائیجیریا وغیرہ کے ممالک میں ہماری قرآءت'' یعنی روایت حفص کو کوئی جانتا بھی نہیں ہے اور وہاں قرآءات متواترہ میں سے بعض دیگر روایات و قرآءات پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور وہاں اسی کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن بھی طبع شدہ موجود ہیں۔

افریقہ اور اس سے ملحقہ علاقوں میں جو روایات قرآن مروج ہیں ان میں روایت ورش عن امام نافع رحمۃ اللہ علیہ۔ روایت قالون عن امام نافع رحمۃ اللہ علیہ۔ روایت دوری بصری عن امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ مستعمل ہیں۔

ان علاقوں میں انہی روایات کے مطابق قرآن خط مغربی میں تحریر شدہ موجود ہیں جن کی ہم مختلف ممالک کے چھاپوں کی فوٹو کاپی بھی اپنی اس کتاب میں لگا رہے ہیں۔ ان کو بغور ملاحظہ کریں اور پھر ہم اعتراض کرنے والے حضرات سے دریافت کریں گے کہ یہ ہمارے یہاں کے طبع شدہ قرآن کے نسخوں سے مختلف ہیں تو پھر ان علاقوں کے لوگ کیا پڑھ رہے ہیں لازمی امر ہے کہ یہ غیر قرآن نہیں بلکہ قرآن ہی ہیں۔ لہٰذا ان نام نہاد مفکرین کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ قرآن صرف وہی ہے جو برصغیر پاکستان و ہند وغیرہ میں طبع شدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت کے پاس دس ائمہ قرآءت کی بیس روایات متفق علیہ متواترہ موجود ہیں اور ان میں سے ایک ہمارے علاقے میں پڑھی پڑھائی جانے والی ''روایت حفص'' بھی شامل ہیں اور ان کے علاوہ باقی انیس روایات بھی بالکل اسی طرح پڑھنا پڑھانا درست ہیں جس طرح کہ ''روایت حفص'' پڑھنا درست ہے۔

اور ممالک اسلامیہ میں دیگر روایات اور قرآءات کے مطابق بھی قرآن چھپتے اور پڑھے پڑھائے جاتے ہیں جیسا کہ ثبوت کے طور پر ہم نے دیگر روایات والے مصاحف کی فوٹو کاپی یہاں لگائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن كريم

برواية قالون عن نافع

جميع حقوق الطبع محفوظة
للدار التونسية للنشر

جمادى الثانية 1401هـ : أفريل 1981م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصلحت ان لهم جنت تجري من تحتها الانهر كلما رزقوا منها
من ثمرة رزقا قالوا هذا الذي رزقنا من قبل واتوا به متشابها
ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خلدون (25) ان الله
لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها فاما الذين
امنوا فيعلمون انه الحق من ربهم واما الذين كفروا
فيقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا يضل به كثيرا ويهدي
به كثيرا وما يضل به الا الفسقين (26) الذين ينقضون
عهد الله من بعد ميثاقه ويقطعون ما امر الله به ان يوصل
ويفسدون في الارض اولئك هم الخسرون (27) كيف تكفرون
بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه
ترجعون (28) هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ثم
استوى الى السماء فسوىهن سبع سموت وهو بكل شيء عليم
(29) واذ قال ربك للملئكة اني جاعل في الارض خليفة قالوا
اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك
ونقدس لك قال اني اعلم ما لا تعلمون (30)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قُرْآنُ کَرِیْمُ

بروایۃ الامام ورش

مکتبۃ الرشاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورة البقرة 7

سبع سموت وهو بكل شيء عليم (29) وإذ قال ربك
للملئكة إني جاعل في الأرض خليفة قالوا أتجعل فيها
من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس
لك قال إني أعلم ما لا تعلمون (30) وعلم ءادم
الأسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة فقال
أنبئوني بأسماء هؤلاء إن كنتم صدقين (31) قالوا سبحنك
لا علم لنا إلا ما علمتنا إنك أنت العليم الحكيم
(32) قال يـادم أنبئهم بأسمائهم فلما أنبأهم
بأسمائهم قال ألم أقل لكم إني أعلم غيب السموت
والأرض وأعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون (33)
وإذ قلنا للملئكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس
أبى واستكبر وكان من الكفرين (34) وقلنا يـادم
اسكن أنت وزوجك الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما
ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين (35)
فأزلهما الشيطن عنها فأخرجهما مما كانا فيه
وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصحف إفريقيا

وقف لله تعالى

القرآن الكريم

برواية

الدوري عن أبي عمرو

دار مصحف إفريقيا

الخرطوم - السودان ص.ب ٢٤٦٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجزء الأول

قَالَ إِنِّيٓ أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ۝٣٠ وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا
ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسۡمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ
إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ۝٣١ قَالُواْ سُبۡحَٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ
إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٣٢ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ
أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ قَالَ أَلَمۡ أَقُل لَّكُمۡ
إِنِّيٓ أَعۡلَمُ غَيۡبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ
تَكۡتُمُونَ ۝٣٣ * وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِأٓدَمَ فَسَجَدُوٓاْ
إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰ وَٱسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ ۝٣٤
وَقُلۡنَا يَٰٓـَٔادَمُ ٱسۡكُنۡ أَنتَ وَزَوۡجُكَ ٱلۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا
رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ
ٱلظَّٰلِمِينَ ۝٣٥ فَأَزَلَّهُمَا ٱلشَّيۡطَٰنُ عَنۡهَا فَأَخۡرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا
فِيهِۖ وَقُلۡنَا ٱهۡبِطُواْ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوّٞۖ وَلَكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ

ثمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

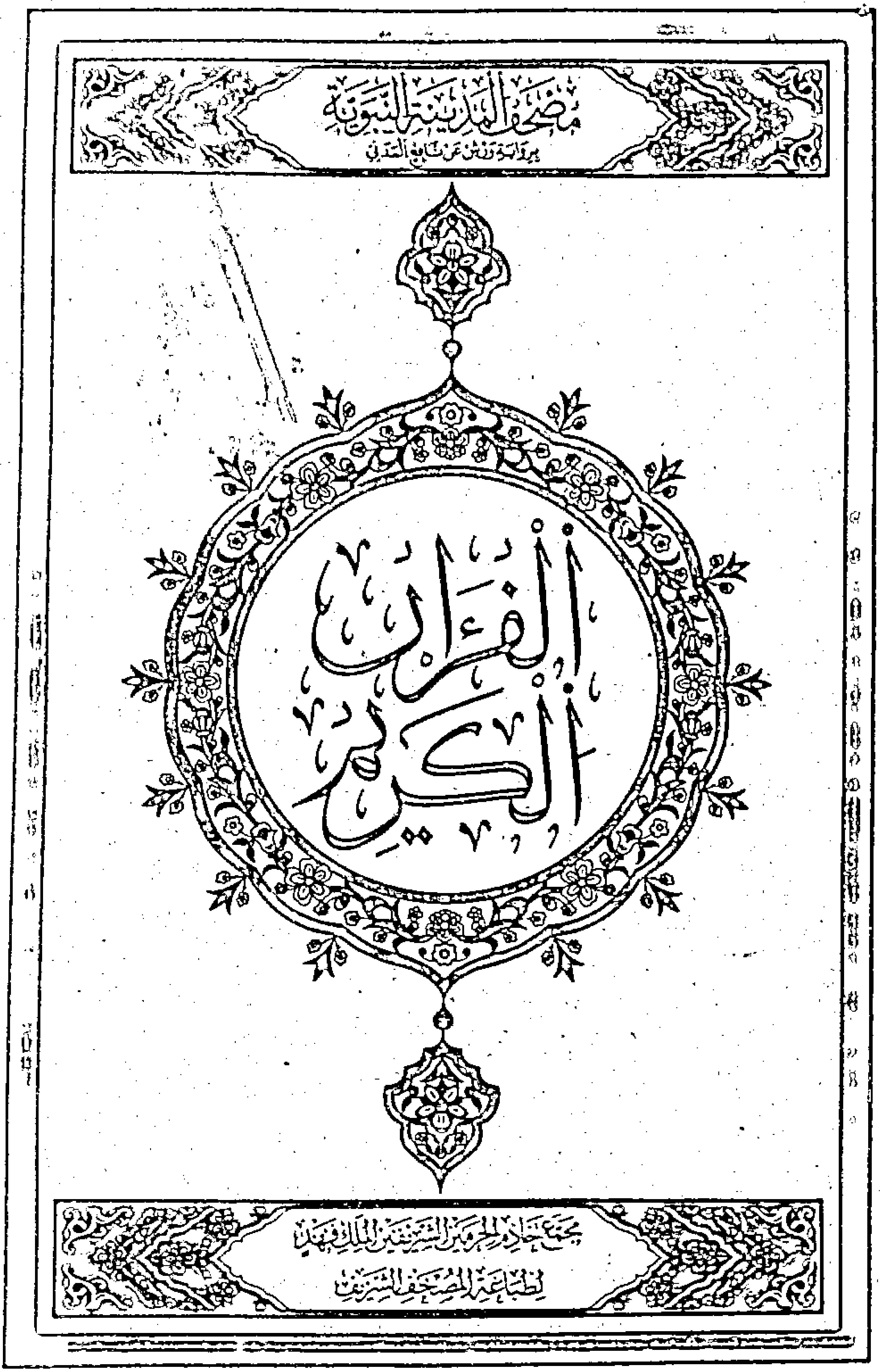

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِأَسْمَاءِ هَٰٓؤُلَآءِ اِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٣٠﴾ قَالُواْ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ
لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣١﴾ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم
بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمُۥٓ إِنِّيَ أَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ
﴿٣٢﴾ * وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اِسْجُدُواْ لِأدَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ﴿٣٣﴾ وَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ اسْكُنَ اَنتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّٰلِمِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا
مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُواْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي
الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَٰعٌ اِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٥﴾ فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ
فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُۥ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٦﴾ قُلْنَا اهْبِطُواْ مِنْهَا جَمِيعًا
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِأيَٰتِنَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ
النَّارِ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٣٨﴾ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ اَذْكُرُواْ نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ
أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُواْ بِعَهْدِيٓ أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّٰيَ فَارْهَبُونِ ﴿٣٩﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت کا دار و مدار نقل پر ہے:

1 حضرت عمر حضرت علی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے:

((اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَقْرَؤُا الْقُرْآنَ كَمَا عُلِّمْتُمْ.))

"تم کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ قرآن کو اُسی طرح پڑھو جس طرح تمھیں سکھایا گیا ہے۔"

2 ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ، عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قراءات سنت متبعہ ہے کہ پچھلا پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے، پس تم کو جس طرح پڑھائی جائے، اسی طرح پڑھو۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا "قراءت سُنَّتِ مُتَّبَعَهُ ہے"۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی تشریح میں فرماتے ہیں "اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے پہلے گزرے یعنی سلف صالحین، حروف قرآن کی ادائیگی میں ان کی اتباع کرنا ایک قابل عمل سنت ہے لہٰذا جو مصحف عثمانی ہے اور جو اس کے مطابق قراءات مشہور ہیں ان کی مخالفت ہرگز جائز نہیں اگرچہ لغت میں اس کے علاوہ کوئی اور تلفظ یا ترکیب درست اور واضح تر ہی کیوں نہ ہو۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۲۰۲)

علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فن قراءت کے امام قرآن کے کسی بھی حرف کو پڑھتے ہوئے لغت کے مشہور طریقہ اور عربیت کے قیاسی قاعدہ پر ہرگز عمل نہیں کرتے بلکہ وہ اثر کے ذریعے ثابت شدہ اور نقل کے واسطے سے صحیح مانی ہوئی بات کو تسلیم کرتے ہیں اور روایت کا ثبوت بہم پہنچنے کے بعد اسے لغت کے مشہور تلفظ اور عربیت کے قواعد کی بناء پر رد نہیں کر سکتے اس لیے کہ قراءت ایک ایسی سنت متبعہ ہے جس کا قبول کرنا لازم اور اس پر چلنا واجب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۲۰۲)

۳ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر یہ پابندی نہ ہوتی کہ جس طرح ہم نے پڑھا ہے، اسی طرح پڑھیں تو ہم فلاں فلاں حرف کو اس طرح اور فلاں فلاں کو اس طرح پڑھتے۔

۴ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شاطبیہ میں فرماتے ہیں:

وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَآءَةِ مَدْخَلٌ فَدُونَكَ مَا فِيهِ الرِّضَا مُتَكَفِّلَا

"قرآءات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں پس تو ان کی حفاظت کا ذمہ دار بن کر اُس کو مضبوط پکڑ لے جس میں ناقلین کی پسندیدگی ہے۔"

۵ اسی طرح کی بات علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ "طیبۃ النشر" میں فرمارہے ہیں:

فَكُنْ عَلَى نَهْجِ سَبِيلِ السَّلَفِ فِي مُجْمَعٍ عَلَيْهِ أَوْ مُخْتَلَفِ

یعنی قرآءت کے حصول میں تم اجماعی اور اختلافی وجوہ میں سلف صالحین کی راہ پر رہو اور قیاس ورائے کو اس میں دخل نہ دو۔

۶ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "النشر فی القراءات العشر" میں فرماتے ہیں کہ قرآءات کا فقہی قیاس اور اجتہادی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قرآءتیں قراء اور اماموں نے خود بنالی ہیں۔

کسی قرآءات کے متواتر یا شاذ معلوم کرنے کا طریقہ:

۱ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف "النشر فی القراءات العشر" میں فرماتے ہیں:

اماموں کے شاگرد پھر ان شاگردوں کے شاگرد بے شمار تھے، ان میں بعض تو وہ تھے جن کا حافظہ نہایت مضبوط اور عقل کامل تھی اور روایت میں بھی احتیاط سے کام لیتے تھے اور بعض میں ان میں سے کسی وصف کی کمی تھی اس لیے اختلاف ظہور میں آنے لگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور قریب تھا کہ حق و باطل میں کوئی تمیز نہ رہے اور غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے لگیں لیکن امت میں سے علماءِ محققین و ماہرین کتاب اللہ کی خدمت کے لیے کھڑے ہو گئے، انہوں نے طرق و روایات کو جانچا۔ حروف کی پڑتال کی، متواتر کو آحاد سے مشہور کو شاذ سے ممتاز کیا ان میں فرق کرنے کے لیے ارکان و اُصول مقرر کر دیے، چنانچہ ہم ان کی طرف اشارہ بھی کرتے ہیں اور جس طرح متقدمین نے ان اصول و ارکان پر اعتماد کیا ہے، ہم بھی انہیں پر اعتماد کرتے ہیں۔

پس جو قرآءات ① نحوی وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہے۔ ② مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کی رسم کے مطابق ہو عام ہے کہ یہ مطابقت ظاہراً ہو یا احتمالاً اور تقدیراً۔ ③ صحیح اور متصل سند سے ثابت ہو یعنی اس کی سند نبی ﷺ تک پہنچتی ہو۔

جس میں یہ تینوں رکن پائے جائیں وہ قرآءات صحیح ہے اور اُن سات حروف میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا ہے اور اس کا ردّ و انکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اس کا قبول کرنا واجب ہے خوہ وہ سبعہ میں سے ہو یا عشرہ میں سے یا عشرہ کے بھی بعد والی قرآءات میں سے ہو اور اگر ان تینوں رکنوں میں سے کوئی رکن خلل پذیر ہو جائے تو وہ ضعیف یا شاذ یا باطل ہے، عام ہے کہ قراءِ سبعہ سے ہو یا اُن اماموں سے ہو جو مرتبہ میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ سلف اور خلف میں سے تمام محققین اس تعریف کو صحیح کہتے ہیں۔

ابو محمد مکی رحمہ اللہ نے متعدد مقامات میں اور امام ابو عمرو عثمان بن سعید دانی رحمہ اللہ اور ابو العباس احمد ابن عمار مہدوی رحمہ اللہ نے بھی یہی بیان کیا ہے اور ابو شامہ رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے اور باقی تمام متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

ابو شامہ رحمہ اللہ المرشد الوجیز میں فرماتے ہیں کہ اس مغالطے اور دھوکے میں رہنا مناسب نہیں کہ وہ ہر ایک وجہ صحیح ہے جو قراء سبعہ میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح اور مُنَزَّل مِنَ اللہ کہلاتی ہو بلکہ صرف وہی وجہ صحیح ہے جو مذکورہ بالا ضابطہ میں آجائے اور اس میں تینوں رکن موجود ہوں، پس اس صورت میں کوئی مصنف اس کی نقل میں منفرد نہیں ہوسکتا اور نہ وہ اُن قراءِ سبعہ کے ساتھ مخصوص ہوسکتی ہے بلکہ جو قراءتیں ان کے سوا دیگر اماموں سے منقول ہیں اگر ان میں تینوں رکن موجود ہوں تو ان کو بھی صحیح ماننا پڑے گا کیونکہ اصل اعتماد ان تین ارکان پر ہے نہ کہ اُس امام پر جس کی طرف اس قراءت کی نسبت کی گئی ہو۔

ان تین ارکان کی مفصل تشریح وتوضیح

① رکن اوّل ...... نحوی وجہ سے موافقت:

محققین کے مختار مذہب پر نحوی وجہ کی موافقت کے رکن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی لفظ یا جملے میں نحوی قواعد کی رو سے کئی وجوہ ہوں تو قراءت ان میں سے کسی ایک وجہ کے موافق ہو عام ہے کہ وہ وجہ فصیح ہو یا فصیح تر نیز متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ کیونکہ جو قراءت مشہور اور شائع ہو اور صحیح سند سے ثابت ہونے کی بناء پر آئمہ نے اس کو قبول کیا ہو نحاۃ کے اختلاف سے اس کے معتبر ہونے میں ذرا بھی فرق نہیں آتا اس لیے کہ صحیح سند ہی سب سے بڑا مضبوط ترین رکن ہے۔

چنانچہ بہت سی قراءتوں کا بعض یا اکثر نحویوں نے انکار کیا ہے۔

مثلاً بَارِئْكُمْ يَأْمُرْكُمْ وغیرہ اور مِنْ سَبَأْ (نمل) لِسَبَأْ (سباء)۔ يٰبُنَيْ، وَمَكْرَ السَّيِّئْ (فاطر) نُجِّي الْمُؤْمِنِيْنَ (انبیاء) نِعْمَّا (بقرہ ونساء)۔ لَا يَهْدِّيْ (یونس) کے اسکان اور امام بزی رحمہ اللہ کی تا آت اور امام ابوعمرو رحمہ اللہ کے ادغامات اور امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت پر فَمَا اسْطَّاعُوْا میں اجتماع ساکنین اور نَرْتَعِيْ۔ يَتَّقِيْ اور اَفْئِيْدَةً میں صلہ کی یاء اور امام ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراءت پر لِلْمَلٰٓئِكَةُ اسْجُدُوْا میں تاء کا ضمہ اور لِيُجْزٰى قَوْمًا (جاثیہ) میں قَوْمًا کا نصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کُنْ فَیَکُوْنَ میں نون کا نصب اور قَتْلُ اَوْلَادَھُمْ شُرَکَآئِھِمْ (انعام) میں مضاف اور مضاف الیہ میں مفعول سے جدائی اور وَلَا تَتَّبِعٰنِ (یونس) میں نون کی تخفیف اور وَاِنَّ اِلْیَاسَ (صافات) میں ہمزہ وصلی اور وَالْاَرْحَامِ میں امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے میم کا جر اور امام نافع رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ کی قرآءات پر (شعراء) میں اَصْحٰبُ لَیْکَةَ اور قنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر سَاقَیْھَا (النمل) کا ہمزہ اور امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کی قرآءت پر اِنَّ ھٰذَیْنِ (طٰہٰ) کا الف وغیرہ۔

لیکن ان کا انکار درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیوں کہ جن ائمہ کے ارشادات پیروی کے لائق ہیں ان کا ان سب قرآءتوں کے قبول کرنے پر اجماع ہے۔ امام ابوعمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ جامع البیان میں بَارِئْکُمْ کے اسکان پر سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں اسکان نقلاً صحیح تر اور اداء اکثر کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے اور میں اسی کو لیتا ہوں پھر امام ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ کی تصریحات نقل کر کے کہتے ہیں کہ قرآءت کے امام قرآن کے کسی حرف میں اُس پر عمل نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور اور عربیت میں قیاس کے زیادہ موافق ہو بلکہ اس پر عمل کرتے ہیں جو اثر کے اعتبار سے ثابت تر اور نقل و روایت کے لحاظ سے صحیح تر ہو اور جب کوئی حرف اس طرح ثابت ہو جائے تو اس کو نہ عربیت کا قیاس رد کر سکتا ہے اور نہ لغت کی شہرت کیونکہ قرآءت سنت مُتَّبَعَہ ہے جس کا قبول کرنا واجب اور اس پر اعتماد لازم ہے۔

② رکن دوم ...... رسم عثمانی سے مطابقت:

کسی قرآءت کے رسم عثمانی کے مطابق ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو آٹھ مصاحف لکھوائے تھے وہ قرآءت ان میں سے کسی ایک مصحف میں لکھی ہوئی ہو گو سب میں نہ ہو اس طرح یہ تعریف اُن کلمات کو بھی شامل ہو جائے گی، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف بعض مصاحف عثمانیہ میں لکھے ہوئے ہیں سب میں نہیں۔

چنانچہ ① وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ (بقرہ) کو امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ

② وَسَارِعُوْا (آل عمران) کو امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوجعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہ واو عاطفہ کے بغیر۔ قَالُوا اتَّخَذَا اللّٰهُ اور سَارِعُوا پڑھتے ہیں۔

③ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ (آل عمران) میں ہشام رحمۃ اللہ علیہ دونوں اسموں میں باء زیادہ کر کے وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ پڑھتے ہیں۔

④ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ (براءۃ) میں امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ مِنْ زیادہ کر کے مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ پڑھتے ہیں۔

⑤ خَيْرًا مِّنْهَا (کہف) میں امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ مِنْهُمَا میم کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں۔

⑥ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ (حدید) کو امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ هُوَ کے بغیر فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ پڑھتے ہیں۔

اسی طرح اور بھی بہت سے کلمات ہیں جن کے بارے میں مصاحف مختلف ہیں کہ بعض میں تو مرسوم ہیں اور بعض میں نہیں اور تمام مقامات کے آئمہ کی قراءت بھی ان کلمات میں اپنے اپنے مصاحف کے مطابق وارد ہوئی ہے اور اگر یہ کلمات ان مصاحف میں اس طرح مرسوم نہ ہوتے تو یہ سب قراءتیں متفق علیہ رسم کے خلاف ہونے کی بنا پر شاذ ہو جاتیں۔

رسم کے بارے میں احتمالاً اور تقدیراً اس لیے کہا گیا کہ رسم کی موافقت دو طرح پر ہے۔

(اوّل) تحقیقی اور وہ یہ ہے کہ کلمہ کی رسم اور لکھائی صراحتاً اور ظاہراً اس کے تلفظ کے موافق ہو اور اکثر و بیشتر کلمات ایسے ہی ہیں جن کی کتابت ان کے تلفظ کے مطابق ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دوم) احتمالی اور تقدیری اور وہ یہ ہے کہ کسی معقول وجہ کی بناء پر کلمہ کی رسم اس کے تلفظ کے خلاف دوسری طرح ہو۔

پس اس حکمت کے سبب اس رسم کو حکماً موافق ہی سمجھا جاتا ہے اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ متعدد قراءتوں کے لحاظ سے رسم کی تین صورتیں ہیں۔

(اوّل) یہ کہ کلمہ ایک قرآءت پر ظاہراً اور دوسری پر احتمالاً و تقدیراً رسم کے موافق ہو چنانچہ سورۂ فاتحہ میں جو مٰلِكِ ہے وہ تمام مصاحف میں الف کے بغیر لکھا ہوا ہے، پس الف کے حذف والی قرآءت تو تحقیقاً اور ظاہراً رسم کے موافق ہے اور اس صورت میں مَلِكُ بادشاہ کے معنیٰ میں ہوگا، چنانچہ مَلِكِ النَّاسِ میں بھی بالاتفاق الف کے بغیر ہے اور اسی معنیٰ میں ہے اور الف والی قرآءت احتمالاً اور تقدیراً رسم کے موافق ہوگی اور اب یہ مالک کے معنیٰ میں ہوگا جیسا کہ مٰلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران) میں بالاجماع الف کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور رسم الف کے بغیر ہے، پس اس الف کا حذف اختصار کی بنا پر ہوگا جو فَاعِل کے وزن میں جبکہ وہ عَلَم ہو شائع اور مشہور ہے۔

اور النَّشْاَءَةَ (عنکبوت۔ نجم۔ واقعہ) تینوں جگہ تمام مصاحف میں شین کے بعد الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے پس الف مدہ والی قرآءات ظاہراً اور الف کے حذف والی تقدیراً اور احتمالاً رسم کے موافق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ہمزہ قیاس کے خلاف الف کی صورت میں لکھا گیا ہو جیسا کہ مَوْئِلًا میں قیاس کے خلاف ہمزہ یاء کی صورت میں مرسوم ہے۔

(دوم) یہ کہ تمام قرآءتیں احتمالاً رسم کے مطابق ہوں ظاہراً نہ ہوں چنانچہ تمام مصاحف میں السَّمٰوٰتِ۔ الصّٰلِحٰتِ دونوں کلمات میں الفات کے حذف سے اور الَّيْلِ ایک لام سے اور الصَّلٰوةِ۔ الزَّكٰوةِ۔ الرِّبٰوا وغیرہ واؤ کے ساتھ اور جاۤیءَ (زمر اور فجر دونوں جگہ) بعض مصاحف میں جیم کے بعد الف کے ساتھ اور لِنُنْظُرَ (یونس) ضعیف روایت کی بناء پر بعض مصاحف میں ایک نون سے لکھا ہوا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ قرآءت ان میں سے کسی ایک کلمے میں بھی ظاہر رسم کے مطابق نہیں ہے۔

(سوم) یہ کہ تمام قرآءتیں ظاہر رسم کے مطابق ہوں جیسے اَنْصَارَ اللّٰہِ (صف) اس میں دو قرآءتیں ہیں۔

(اوّل) تنوین اور لام جارہ دونوں کے بغیر۔

(دوم) راء پر تنوین اور لام جارہ دونوں کے اثبات کے ساتھ اَنْصَارًا لِلّٰہِ لیکن حروف کی شکلوں کے لحاظ سے دونوں قرآءتوں پر رسم ایک ہی طرح ہے۔

ایسے ہی فَنَادَتْہُ الْمَلٰٓئِکَةُ۔ تَعْلَمُوْنَ۔ هِیْتَ۔ یُغْفَرُ۔ اِنْ نَّعْفُ۔ نُعَذِّبْ، اور ان کے مانند دیگر کلمات کیونکہ مصاحف عثمانیہ میں نقطے اور حرکتیں نہیں تھیں، اس لیے اکثر کلمات میں ایک ہی رسم سے تمام قرآءتیں نکل آتی تھیں اور حذف و اثبات کے موقعوں میں بعض مصاحف میں ایک طرح اور بعض میں دوسری طرح لکھا تھا۔

اس رسم الخط سے بالخصوص علم ہجاء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور تمام علوم کی تحقیق میں ان کی سمجھ کی نورانیت کا پتہ چلتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ جب علم ہجاء میں ان کا یہ حال تھا تو معنیٰ کی تحقیق میں کیا شان ہوگی، پس اللہ تعالیٰ جس نے ان کو یہ کمالات عطا فرمائے اور امت کے باقی افراد پر فوقیت دی۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کے کمالات کا نہایت زبردست طریقہ سے اعتراف کیا ہے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن تورات اور انجیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان کو وہ سبقت اور فضیلت عطا کی ہے جو بعد کے لوگوں میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی پس اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرما کر ان کی کوششوں کا بدلہ عطاء فرمائے اور ان کو شہدا اور صدیقین اور صالحین کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز فرمائے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہم تک پہنچائیں اور اُس بابرکت زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی مراد کو خوب سمجھتے تھے کہ یہ حکم عام ہے اور یہ خاص ہے اور اسی طرح فرض، سنت، مستحب کو بھی جانتے تھے اور ان کو وہ احادیث بھی معلوم تھیں جنھیں ہم جانتے ہیں اور وہ بھی جن سے ہم واقف نہیں، اور وہ تمام علوم، اجتہاد، پرہیزگاری و عقل میں اور جن عبارتوں سے احکام نکلتے ہیں ان کے سمجھنے میں ہر لحاظ سے ہم پر فائق تھے اور ان کی رائے ہمارے لیے ہماری رائے سے بدرجہا محمود اور اولیٰ ہے۔

فائدہ

صحابہ کی تعریف ہی کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل غور اور نہایت عجیب ہے کہ صِرَاطَ اور اَلْمُصَیْطِرُوْنَ دونوں اصل لغت میں سین کے ساتھ ہیں، لیکن اس پر بھی ان دونوں کو اصل کے خلاف صاد سے لکھا ہے جو سین کے بدلہ میں آیا ہوا ہے تاکہ صاد والی قراءت تو رسم صریح سے نکل آئے اور سین والی مِنْ وَّجْهٍ رسم کے خلاف ہونے کے باوجود اصل سے سمجھ لی جائے اور دونوں قراءتیں اس بات میں معتدل اور برابر ہو جائیں کہ صاد تو رسم کے موافق اور اصل کے خلاف ہے اور سین اصل کے موافق اور رسم کے کسی قدر خلاف ہے اور اشمام والی قراءت کو رسم احتمالاً اور تقدیراً شامل ہو جائے اور اگر ان دونوں کلمات کو اصل کے موافق سین سے لکھتے تو نہ تو اعتدال ہی باقی رہتا اور نہ رسم، نہ اشمام والی قراءت تو احتمالاً شامل ہو سکتی بلکہ اس صورت میں خالص صاد والی اور اشمام والی دونوں قراءتیں رسم و اصل دونوں ہی کے خلاف ہو جاتیں۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور قراءت کی بناء پر فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً (اعراف) میں تو خُلف ہے کہ بعض اس کو صاد سے اور بعض سین سے پڑھتے ہیں لیکن بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ (بقرہ) میں خُلف نہیں بلکہ یہ مشہور قراءتوں میں سین ہی کے ساتھ ہے (اور گو ابن شنبوذ کے تمام طرق سے قنبل کے لیے اس میں صاد بھی ہے لیکن وہ سین کی طرح مشہور نہیں گو صحیح ہے) اور یہ فرق اسی لیے ہے کہ بَصْطَةً۔ اعراف میں تو صاد سے لکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے اور اس میں سین کی طرف اشارہ موجود ہے لیکن بقرہ میں سین سے لکھا ہوا ہے جس سے صاد کی طرف اشارہ نہیں نکلتا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بَسْطَۃً بقرہ میں صاد کی قرآءت رسم کے خلاف ہے، کیونکہ رسم صریح کی جو مخالفت ادغام، ابدال، اثبات، حذف، وصل، فصل کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اہل رسم اس کو مخالفت شمار نہیں کرتے۔ بشرطیکہ وہ قرآءت سنداً صحیح اور آئمہ کے نزدیک مشہور اور شائع ہو۔

ایسے ہی مثلاً اَتُمِدُّوْنَنِیْ (نمل) میں امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ادغام ہے اور وہ اس کو ایک نون سے پڑھتے ہیں حالانکہ رسم دونونوں کے ساتھ ہے۔

بِضَنِیْنٍ (تکویر) میں امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اور رویس رحمۃ اللہ علیہ ضاد کے بجائے ظاء پڑھتے ہیں حالانکہ رسم ضاد کے ساتھ ہے۔

وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (منافقون) میں امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ وَاَکُوْنَ میں واؤ کا اثبات اور نون کا نصب پڑھتے ہیں۔ حالانکہ رسم واؤ کے بغیر ہے۔

اسی طرح امام نافع رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ، امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ، امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ، امام یعقوب رحمۃ اللہ علیہ یا آتِ زوائد کا اثبات کرتے ہیں حالانکہ وہ یا آت لکھی ہوئی نہیں ہیں۔

کَاَیِّنْ میں امام ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ نون کو حذف کر کے یاء پر وقف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نون کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

اسی طرح فَلَا تَسْئَلْنِیْ (کہف) میں ابن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ یاء کو حذف کرتے ہیں۔ حالانکہ تمام مصاحف میں یاء کے ساتھ یہ کلمہ تحریر ہے۔

اَیًّامَّا میں امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابوجعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ روح رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہ صرف مَا پر وقف کرتے ہیں حالانکہ اَیًّا اور مَا دونوں جدا جدا ہیں۔

وَیْکَاَنَّہٗ (قصص) میں امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ یاء پر اور امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کاف پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقف کرتے ہیں حالانکہ رسما ھاء تک کا پورا کلمہ متصل ہے۔

پس اس قسم کی مخالفت کو قابل رد نہیں سمجھا گیا کیونکہ یہ خلاف معمولی اور درگزر کر دینے کے لائق ہے اس لیے کہ دونوں قراءتیں مآل کے اعتبار سے متحد ہیں نیز یہ قراءتیں صحیح بھی ہیں اور مشہور بھی اور آئمہ نے ان کو قبول بھی کیا ہے یہ تائیدات مزید برآں ہیں۔

البتہ اگر کوئی ایسا کلمہ زیادہ کر دیا جائے جو مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک میں بھی نہ ہو یا کم کر دیا جائے جو بعض یا تمام مصاحف میں موجود ہو یا مقدم یا مؤخر کر دیا جائے تو اس طرح کی مخالفت جائز نہیں گو وہ حروف معانی میں سے ہو اور ایک ہی حرف ہو وہ بھی اس بارے میں پورے کلمے کے حکم میں ہے کہ یہ زیادت اور نقصان اور تقدیم و تاخیر ایک حرف میں بھی جائز نہیں اور یہی وہ حد فاصل ہے جس سے رسم کی موافقت و مخالفت کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ معمولی سا خلاف ہو تو قابل قبول ہے اور بڑے درجہ کا ہو تو لائق رد ہے۔

③ رکن سوم...... قراءت کا صحیح اور متصل سند سے ہونا:

سند کے لحاظ سے صحیح ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس قراءت کو ایسا شخص روایت کرے جو خود بھی عادل۔ معتبر اور ضابط ہو اور جس سے روایت کرے وہ بھی ایسا ہی ہو اور سند کے آخر تک کے تمام راویوں کا یہی حال ہو نیز وہ قراءت اور فن کے آئمہ کے نزدیک مشہور ہو اور وہ اس کو غلط شمار نہ کرتے ہوں۔

اور بعض متاخرین نے اس رکن میں تواتر کثیر جماعت سے منقول ہونے کی شرط بھی لگائی ہے اور سند کی صحت کو کافی نہیں سمجھا اور ان کا خیال یہ ہے کہ قرآن تواتر ہی سے ثابت ہوتا ہے اور آحاد کی روایت سے قرآن ثابت نہیں ہوتا۔ یہ مصر کے بعض علماء کی رائے تھی جس پر وہ صدیوں تک قائم رہے اسی لیے سیّد علی النوری الصفاقسی رحمہ اللہ نے ''غیث النفع'' میں تواتر کی شرط نہ لگانے والوں کا بڑے شد و مد سے رد کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس میں جو خرابی ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ جب کوئی وجہ تواتر سے ثابت ہو جائے تو پھر باقی دو رکنوں (رسم ونحو کی موافقت) کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اس لیے کہ جو اختلافی وجوہ نبی ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں ان کا قبول کرنا واجب اور ان کے قرآن ہونے کا پختہ یقین کرنا ضروری ہے عام ہے کہ وہ رسم کے موافق ہوں یا خلاف ہوں اور جب ہم اختلافی وجوہ میں سے ہر ہر وجہ میں تواتر کی شرط لگا دیں گے تو بہت سی اختلافی وجوہ ختم ہو جائیں گی جو قراءِ سبعہ اور ان کے ماسوا سے ثابت ہیں۔

علامہ جزری رحمہ اللہ ''النشر فی القراءات العشر'' میں فرماتے ہیں کہ پہلے میری بھی یہی رائے تھی پھر جب اس کی خرابی ظاہر ہوئی تو میں نے آئمہ سلف اور خلف کی رائے کی طرف رجوع کر لیا۔

امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متاخرین میں سے جو حضرات قرآن کے معلم ہیں ان میں سے ایک جماعت میں اس بات کا بڑا چرچا ہے کہ قراءات سبعہ کی ہر ہر وجہ متواتر ہے اور اس کے منزل من اللہ ہونے کا قطعی یقین کرنا واجب ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن صرف اُن وجوہ میں جن کے اُن قراء سے نقل کرنے پر تمام طرق کا اجماع ہو اور ان پر تمام جماعتوں کا اتفاق ہو اور ان میں سے کسی نے بھی انکار نہ کیا ہو نیز مشہور و شائع ہو لیکن چونکہ ان ہی کی بعض وجوہ ایسی بھی ہیں جن میں تواتر نہیں پایا جاتا اس لیے ان میں شہرت و استفاضہ کی شرط ضرور لگانی پڑے گی۔

قصیدۂ شاطبیہ کے معتبر شارح ابومحمد ابراہیم ابن عمر جعبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس ضابطہ میں شرط تو ایک ہی ہے اور وہ نقل وسند کی صحت ہے جس قراءت میں یہ ہوگی اس میں باقی دو چیزیں (رسم ونحو کی موافقت) لازمی طور پر پائی جائیں گی۔ پس یہی ایک شرط ہے جو قراءات سبعہ اور ان کے سوا دوسری قراءتوں کی صحت معلوم کرنے کا ضابطہ ہے اور جو ناقلین کے حالات سے خوب واقف ہو اور عربیت میں گہری نظر رکھتا ہو اور رسم عثمانی کو پوری مضبوطی سے محفوظ رکھتا ہو اس کے لیے یہ شبہ خود بخود حل ہو جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ابومحمد مکی رحمہ اللہ کتاب الکشف کے تکملہ میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔

(اوّل) وہ جس میں تینوں رکن موجود ہوں اس کو یقینی طور پر صحیح اور برحق ماننا پڑے گا اور یہ مقبول بھی ہے اور اس کا پڑھنا بھی صحیح ہے کیونکہ یہ رسم کے بھی موافق ہے اور اجماع سے لیا گیا ہے اور اس کا منکر کافر ہے (جیسے: مٰلِكِ۔ مَلِكِ۔ وَمَا يُخٰدِعُوْنَ۔ وَمَا يَخْدَعُوْنَ۔ وَوَصّٰى۔ وَاَوْصٰى وغیرہ وہ تمام قراءتیں جو مشہور ہیں)۔

(دوم) وہ جو آحاد ثقہ (قلیل اور معتبر افراد) سے منقول ہوں اور نحو کی کسی وجہ کے بھی موافق ہو لیکن رسم کے خلاف ہو (جیسے سورۃ اللیل میں اِذَا تَجَلّٰى کے بعد وَالذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى یعنی مَا خَلَقَ کے بغیر یہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔

کہف میں وَكَانَ وَرَآءَهُمْ کے بجائے وَكَانَ اَمَامَهُمْ اور كُلَّ سَفِيْنَةٍ کے بعد صَالِحَةٍ اور وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ کے بعد كَافِرًا۔ یہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے اسی طرح اس قسم کی وہ تمام قراءتیں جو ثقات کی روایت سے ثابت ہوں۔

یہ مقبول تو ہیں مگر اس کا پڑھنا صحیح نہیں۔ اس کی درج ذیل وجہیں ہیں:

(اول) اس کو اجماع (یعنی کثیر جماعت) کے بجائے آحاد (یعنی قلیل افراد) سے لیا گیا ہے اور خبر واحد (یعنی قلیل جماعت کی نقل) سے قرآن ثابت نہیں ہوتا۔

(دوم) یہ اُس رسم کے بھی خلاف ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے اس لیے اس کو یقینی طور پر صحیح نہیں کہہ سکتے اور اسی لیے قرآن میں اس کا پڑھنا صحیح نہیں لیکن اس کا منکر کافر نہیں گو انکار بھی درست نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوم) وہ جو ہر وجہ سے اُس لغت و عربیت کے خلاف ہو جس پر قرآن نازل ہوا ہے عام ہے کہ اس کو غیر ثقہ نے نقل کیا ہو خواہ ثقہ نے انتہیٰ۔

اس قسم میں سے غیر ثقہ کی روایت کی مثالیں شاذ قراءت کی کتابوں میں بہت ہیں جن کی سند کا اکثر حصہ ضعیف ہے۔

① یونس کے نُنَجِّيْكَ میں جیم کے بجائے حاء مہملہ اور اس کے بعد خَلْفَكَ اٰيَةً میں لام کا فتحہ یہ ابن سَمیفع ابوالسمال وغیرہ کی قراءت ہے۔

② فاطر کے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا میں اَللّٰهُ کی ھاء کا رفع اور اَلْعُلَمٰٓؤُا کے ہمزہ کا نصب یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اس کو ابوالفضل محمد ابن جعفر خزاعی نے اپنی کتاب میں جمع کیا ہے اور ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان سے نقل کیا ہے لیکن یہ بالکل بے اصل ہے۔ ابوالعلاء واسطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خزاعی نے خود ایک کتاب قراءت میں لکھی اور اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردیا۔ نیز امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب محض من گھڑت اور بے اصل ہے اور اکثر مفسرین کو اس کی تفسیر میں دشواری پیش آئی ہے اور اس کی توجیہ میں تکلف اختیار کیا ہے اور حق یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے بالکل بری ہیں۔

اس تیسری قسم میں سے اُن قراءتوں کی مثالیں جن کو ثقہ نے نقل کیا ہو اور عربیت کے بالکل خلاف ہوں اور یہ صورت صرف سہواً اور غلطی ہی سے پائی جاسکتی ہے اور یہ بہت قلیل ہیں۔

① مَعَايِشَ میں یاء کے بجائے ہمزہ اس کو خارجہ رحمۃ اللہ علیہ نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

② وَاِنْ اَدْرِیْ اَقَرِيْبٌ انبیاء میں یاء کا فتحہ اور اَقَرِيْبٌ کے ہمزہ کا اثبات اس کو ابن بکار نے ایوب سے اور ایوب نے یحییٰ سے اور انہوں نے امام ابن عامر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے نیز زید اور ابو حاتم نے امام یعقوب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

⌘ سٰحِرٰنِ تَظّٰهَرَا قصص میں ظاء پر تشدید اس کو ابو علی عطار نے عباس سے اور انہوں نے امام ابو عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

اس تیسری قسم میں وہ وجوہ بھی داخل ہیں جن کو شاطبیہ کے شارحین میں سے بعض متاخرین نے امام حمزہ رحمہ اللہ کے لیے وقفاً عربیت کے خلاف بیان کردیا ہے جیسے بِاَسْمَآئِهِمْ اور اُولٰٓئِكَ میں دوسرے ہمزہ کا خالص یاء سے اور شُرَكَآؤُهُمْ، وَاَحِبَّآؤُهٗ میں خالص واؤ سے اور بَدَاَكُمْ اور وَاَخَاهُ میں خالص الف سے ابدال اور فَادّٰرَءْتُمْ میں ہمزہ کا حذف اور اس کو رسمی تخفیف کہتے ہیں۔

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کی خوب تحقیق کی ہے ان کو امام حمزہ رحمہ اللہ سے نہ ثقات کے طریق سے منقول پایا نہ غیر ثقات کے طریق سے پھر فرماتے ہیں کہ ایک چوتھی قسم اور ہے یعنی جو حرف رسم کے مطابق اور نحو کی کسی وجہ کے موافق ہو لیکن منقول نہ ہو اس کا رد واجب ہے اور انکار لازم ہے اور اس کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

www.kitabosunnat.com

کہتے ہیں کہ ابو بکر محمد بن حسن ابن مقسم جو اُشنانی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور چوتھی صدی میں گزرے ہیں ان کی رائے یہ تھی کہ ایسی وجوہ کا قبول کر لینا جائز ہے امام ابو طاہر ابن ابی ہاشم رحمہ اللہ اس رائے کی بابت اپنی کتاب البیان میں کہتے ہیں کہ یہ ایسی بدعت ہے جس نے ان لوگوں کو راہِ راست سے گمراہ کردیا۔ علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی رائے کی وجہ سے بغداد میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں فقہا اور قراء جمع ہوئے سب نے بالاجماع اس رائے کا انکار کیا اس پر قائل کو سزا کے لیے کھڑا کیا گیا پھر اس نے توبہ کی اور اس رائے سے رجوع کر لیا اور اس کے متعلق ایک محضر نامہ بھی لکھوا لیا گیا (ابو بکر خطیب فی تاریخ البغداد)

اسی لیے قرآءت میں قیاسِ مطلق پر عمل کرنا ناجائز ہے اور مطلق اس لیے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیاس کی دو قسمیں ہیں۔

① قیاس مطلق ② قیاس مقید

اوّل ناجائز اور مردود اور ثانی جائز و مقبول ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ قیاس مطلق وہ ہے جس کے لیے نہ تو کوئی اصل ہو جو اس کا مرجع بن سکے اور نہ کوئی مضبوط رکن ہو جو اس کا معتمد علیہ اور موید بن سکے بلکہ بلا سند ہی ایک مستقل اور منقول قاعدے پر قیاس کر کے دوسرا مستقل قاعدہ اپنی طرف سے بنالیا جائے۔

مثالیں ① نَرَى اللَّهَ اور وَسَيَرَى اللَّهُ میں سوسی رحمۃ اللہ کے لیے امالہ کی تقدیر پر اللہ کے لام میں تفخیم و ترقیق دونوں صحیح اور ثابت ہیں ان پر قیاس کر کے بعض حضرات اَغَيْرَ اللَّهِ۔ ذِكْرُ اللَّهِ جیسی مثالوں میں راء کی ترقیق کے بعد بھی جو ازرق رحمۃ اللہ کے لیے ہوا کرتی ہے اللہ کے لام میں دونوں وجوہ جائز بتاتے ہیں حالانکہ راء کی ترقیق کے بعد لام کی ترقیق نقل کے بھی خلاف ہے اور یہ قیاس بھی مع الفارق ہے کیونکہ امالہ کی صورت میں ترقیق کا سبب یہ ہے کہ کامل فتحہ باقی نہیں رہتا اور راء کی ترقیق پر اس کا فتحہ اور ضمہ پورا کا پورا باقی رہتا ہے پھر لام کی ترقیق کا سبب کیا ہے۔

② جس طرح فِرْعَوْنَ۔ اَلْفِرْدَوْسِ میں اور وقفاً خَيْرٌ اور اَلطَّيْرُ میں را کی ترقیق ہوتی ہے اسی طرح بعض حضرات مَرْيَمَ اور قَرْيَةٍ جیسی مثالوں میں اور بَيْنَ الْمَرْءِ میں بھی راء کی ترقیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب راء سے پہلے کسرہ اور یاء کا آنا ترقیق کا سبب ہے تو انہیں دونوں چیزوں کا راء کے بعد آنا بھی ترقیق کا باعث ہونا چاہیے یہ قیاس بھی نقل و عقل دونوں ہی کے خلاف ہے۔

③ میم ساکن اصلی کے بعد باء ہو جیسے هُمْ بِهٖ میں ہے تو اس میم میں اخفاء و اظہار دونوں صحیح ہیں اور اخفاء اولیٰ ہے اس پر قیاس کر کے بعض حضرات اَنْبِيَآءَ اور اَلِيْمٌ بِمَا جیسی مثالوں میں نون ساکن اور تنوین سے بدلے ہوئے میم میں بھی اظہار جائز رکھتے ہیں جو محض بے سند ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ اسی طرح غیر منقول کا منقول پر اور ضعیف وجہ کا قوی پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے۔

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے ان تمام اقسام میں سلف کا طریق اختیار کیا ہے اور متاخرین کی ملمع کاری کی طرف مائل نہیں ہوئے اور اسی لیے بعض آئمہ نے قرآءات میں ترکیب اور خلط کر دینے کو ناجائز رکھا ہے۔

قیاس مقید وہ ہے جو منعقد شدہ اجماع یا کسی قابل اعتماد قاعدے پر کیا گیا ہو پس جب کسی مقام میں نص نہ ملنے کی بنا پر یہ فیصلہ دشوار ہو جائے کہ یہاں اس قاری کے لیے کون سی وجہ پڑھی جائے تو وہاں ایسے قیاس کا قبول کر لینا جائز ہے اور اس کا ردّ کرنا مناسب نہیں بالخصوص جبکہ اس مقصد کے لیے اس کی ضرورت بھی پیش آ رہی ہو کہ یہ قیاس وجہ ترجیح کے لیے موید اور قرآءت کے صحیح ادا کرنے پر معین بن جائے اور حق یہ ہے کہ اس کو اصطلاحاً قیاس کہنا بھی نہ چاہیے کہ اس کی حقیقت تو صرف اس قدر ہے کہ ایک جزئی جس کا حکم معلوم نہیں تھا اُس کو اُس کلی میں داخل کر دیا جس کا حکم معلوم تھا۔

مثالیں: ① بعض ہمزوں کی وہ تخفیف جس کو اہل اداء نے پسند کیا ہے۔

② بعض قراء کے لیے بسم اللہ کا اثبات اور اس کا ترک۔

③ كِتَٰبِيَهْ إِنِّي (حاقہ) میں ورش رحمہ اللہ کے لیے نقل۔

④ اسی نقل پر قیاس کر کے مَالِيَهْ هَلَكَ میں ادغام کیونکہ جب كِتَٰبِيَهْ إِنِّي میں ھاء کی طرف ہمزہ کی حرکت نقل کر دی تو ہائے سکتہ زائدہ اصلی حرف کے قائم مقام بن گئی۔ اسی لیے مَالِيَهْ کی ھاء کو بھی اصلی حرف کا حکم دے کر بعد کی ھاء میں ادغام کر دیا۔

⑤ قَالَ رَبِّ۔ قَالَ رَبُّكُمْ۔ قَالَ رَبُّكَ۔ قَالَ رَبُّنَا اور قَالَ رَبِّي میں لام کا راء میں ادغام امام ابوعمرو رحمہ اللہ سے نصًا بھی ثابت ہے اور اداءً بھی۔ اس پر قیاس کر کے قَالَ رَجُلَانِ اور وَقَالَ رَجُلٌ میں بھی ادغام کر دیا کیونکہ یہ ہر اعتبار سے قَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبِّ اور قَالَ رَبُّكُمْ وغیرہا کی طرح ہیں اور نص وادا سے کوئی تائید مل نہیں سکی۔
اسی طرح وہ تمام قیاسات جو نہ تو کسی نص کے خلاف ہوں اور نہ کسی معتبر قاعدے اور اجماع کے منافی ہوں اور ایسے مواقع نہایت کم ہیں۔
تبصرہ کے آخر میں مکی ابن ابی طالب رحمۃ اللہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ اس کتاب میں بیان کیا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔

① وہ جس کو میں نے پڑھا بھی ہے اور نقل بھی کیا ہے اور فن کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

② وہ جس کو میں نے پڑھا ہے اور اساتذہ سے خود پڑھ کر یا ان سے سن کر حاصل کیا ہے لیکن فن کی کتابوں میں نہیں ہے۔

③ وہ جس کو نہ تو میں نے پڑھا ہے اور نہ کتابوں میں پایا ہے لیکن اس کو پڑھے ہوئے پر قیاس کیا ہے اس لیے کہ روایت نہ ہونے کے وقت اس کے سوا کوئی اور صورت ممکن ہی نہیں اور یہ قسم نہایت ہی قلیل ہے۔ (النشر فی القراءات العشر) قیاس کی ان دونوں قسموں کو ذہن نشین کر لینے سے بہت سے شبہات حل ہو جائیں گے۔

قراءات متواترہ اور شاذہ میں فرق اور امتیاز کے لیے کچھ اہم معلومات:

شاذ قراءتوں کی تلاوت نہ تو نماز میں درست ہے اور نہ نماز سے باہر اور جو ان قراءتوں کو پڑھے اس کی تادیب وتعزیر ضروری ہے اس بارہ میں ائمہ کرام کے چند اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

① امام ابو عمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ اپنی "کتاب التمہید" میں فرماتے ہیں:

((وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ اِنَّ مَنْ قَرَأَ فِي صَلَاتِهٖ بِقِرَاءَةِ ابْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَسْعُوْدٍ وَّغَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّا يُخَالِفُ الْمُصْحَفَ لَمْ يُصَلَّ وَرَاءَهٗ الخ))

’’یعنی امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو شخص نماز میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی وہ قراءتیں پڑھے جو عثمانی مصاحف کی رسم کے خلاف ہیں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ اس پر مسلمانوں کے جمہور علماء کا اتفاق ہے، البتہ ایک قلیل جماعت اس کے خلاف پر ہے لیکن ان کا یہ خلاف قابل اعتبار نہیں۔‘‘

② علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ہمارے اصحاب شافعیہ وغیرہم فرماتے ہیں:

((لَوْ قَرَأَ بِالشَّاذِّ فِي الصَّلَاةِ بَطَلَتْ صَلَاتُهٗ إِنْ كَانَ عَالِمًا وَإِنْ كَانَ جَاهِلًا لَمْ تَبْطُلْ صَلَاتُهٗ، وَلَمْ تُحْسَبْ لَهٗ تِلْكَ الْقِرَاءَةَ))

’’یعنی اگر کسی عالم نے نماز میں شاذ قراءت پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی جاہل نے ایسا کیا تو اس کی نماز باطل تو نہیں ہوگی لیکن اس کی یہ قراءت فرض قراءت میں شمار نہیں ہوگی۔‘‘

اور ابن شنبوذ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں شاذ قراءتیں پڑھتے پڑھاتے تھے، پس بغداد کے سب علماء نے باتفاقِ رائے ان کی تادیب اور توبہ کو ضروری قرار دیا۔

③ امام حافظ ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ اور امام ابوعمرو بن حاجب رحمہ اللہ ان دونوں حضرات سے دمشق میں یہ سوال پوچھا گیا۔

((هَلْ تَجُوْزُ الْقِرَاءَةُ بِالشَّاذِّ أَوْ يَجُوْزُ أَنْ يَّقْرَأَ الْقَارِئُ عَشْرًا كُلَّ اٰيَةٍ بِقِرَاءَةٍ وَّرِوَايَةٍ.))

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

’’کیا شاذ قراءتوں کی تلاوت درست ہے یا نہیں و نیز عشرہ کی تلاوت اس طرح جائز ہے یا نہیں کہ قاری ایک آیت ایک قراءت و روایت کے اور دوسری کسی دوسری کے مطابق پڑھے اسی طرح آخر تک۔‘‘

سو ان دونوں ہی حضرات نے سوالِ مذکور کا جواب مرحمت فرمایا چنانچہ شیخ ابوعمرو بن صلاح رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ میں مجتہد تھے ان کے جواب کی تفصیل یہ ہے:

’’جو چیز قرآنِ مجید میں پڑھی جاتی ہے، اس میں یہ شرط ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بحیثیت قرآن اس کی نقل متواتر اور مشہور و معروف ہو نیز اُمت نے اسے قبولیت کا شرف عطا کیا ہو مثلاً وہ قراءات سبعہ جو مشہور و متواتر ہیں اور وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں قطعیت کا اعتبار ہے، جیسا کہ اصول میں ثابت ہوا ہے پس جس قراءت میں یہ چیز نہ پائی جائے جیسا کہ سبعہ کے یا عشرہ کے علاوہ دوسری قراءتیں ہیں ان کی تلاوت نماز اور غیر نماز دونوں میں قطعاً حرام ہے اور اس بارہ میں عالم اور جاہل دونوں برابر ہیں البتہ جس شخص کو ایسی قراءت کی تلاوت کی حرمت کا علم نہ ہو اس کے متعلق ضروری ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قدرت رکھتا ہو وہ اپنے فرضِ منصبی کو بجالاتے ہوئے اس کو سمجھائے اور ایسی قراءتوں کی تلاوت سے اُسے منع کرے۔

اور یاد رکھو کہ علماء میں سے جن حضرات نے ایسی شاذ قراءتوں کو نقل کیا ہے وہ محض اُن فوائد کی بنا پر کیا ہے جو اُن قراءات میں عربیت کے علم سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ اس بنا پر کہ ان کی تلاوت کی جائے۔ راست باز علماء کا طریق یہی ہے۔ اور قراءت شاذہ وہ ہے جو قرآن ہونے کی حیثیت نہ رکھتی ہو اور امت کے قبول و اختیار کے بغیر محض آحاد کی خبر سے منقول ہو۔ مثلاً وہ قراءتیں جو ابن جنی کی محتسب وغیرہ میں درج ہیں رہی قراءت بالمعنی جو اُن الفاظ کے ساتھ ہو جو قرآن ہونے کی حیثیت سے مروی نہیں سو یہ قطعاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآءت شاذہ کے قبیل سے نہیں اور ایسا قاری ایک بہت غلط حرکت کرتا ہے اور بڑی سخت گمراہی میں مبتلا ہے۔ اور لازم ہے کہ اس کو سزا دی جائے اور قید و بند وغیرہ کے ذریعہ اس کو ایسی حرکت سے باز رکھا جائے اور ایسی گمراہی پر قائم رہنے کی حالت میں ہرگز اس کو آزاد نہ چھوڑا جائے۔ اور صاحب قدرت آدمی کے لیے ایسے شخص کا کھلا چھوڑ دینا کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ اس پر لازم ہے کہ اوّلاً ایسے شخص کو شاذ قرآءتوں کی تلاوت سے منع کرے اور باز نہ آنے پر اس کو گنہگار قرار دے اگر اس پر بھی منع نہ ہو تو قاعدہ کے موافق اس کو سزا دی جائے۔

اور جب قاری ایک قرآءت شروع کرے تو مناسب یہ ہے کہ جب تک کلام کا مابعد سے تعلق باقی رہے اس وقت تک اسی ایک قرآءت کے موافق تلاوت کرتا رہے اور اس کے خلاف عمل کرنے کی تقدیر پر بعض صورتوں میں جواز کا اور بعض میں امتناع کا حکم لگایا جائے گا، ہاں اگر کلام کا مابعد سے تعلق ختم ہو جائے تو دوسری قرآءت پڑھنے میں زیادہ مضائقہ نہیں اور اس مسئلہ کی پوری تفصیل بیان کرنے سے بیماری کا عذر مانع ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ۔''

اور شیخ امام ابوعمرو بن حاجب رحمہ اللہ جو مالکیہ کے شیخ ہیں اُن کے جواب کا متن یہ ہے:

''قاری کے لیے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں قرآءات شاذہ کا پڑھنا جائز نہیں عام ہے کہ وہ عربیت کا عالم ہو یا اس سے ناواقف ہو اور جب کوئی قاری قرآءت شاذہ پڑھے تو اگر وہ حرمت کے حکم سے ناآشنا ہے تب تو اُسے اس کی واقفیت کرائی جائے اور شاذ قرآءتوں کی تلاوت کے چھوڑنے کا حکم کیا جائے۔ اور اگر وہ قاری حرمت سے واقف ہے تو پھر قاعدہ کے موافق اس کی تادیب کی جائے۔ اور اگر اس کے بعد بھی اس پر اصرار کرے تو پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصرار کے بقدر اس کی تادیب کی جائے اور باز آنے تک اُسے قید میں رکھا جائے۔ رہا یہ کہ اٰتِنَا کی جگہ اَعْطِنَا یا سَوَّلَتْ کی جگہ زَیَّنَتْ یا اس قسم کا اور کوئی لفظ پڑھے سو یہ شاذ قراءتوں کے قبیل سے ہرگز نہیں بلکہ یہ سراسر تحریف وتبدیلی ہے جس کی تحریم شدید تر اور اس پر تادیب کرنا بلیغ تر اور اس سے منع کرنا واجب تر ہے۔''

سوال:...... یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ فلاں قراءت شاذ اور فلاں متواتر ہے، جب کہ کسی مصنف نے بھی شاذ یا متواتر قراءتوں کے جمع کرنے کا دعویٰ نہیں کیا؟

جواب:......اس فن کی وہ کتابیں جو عشرہ یا آٹھ قراءتوں وغیرہ میں تالیف کی گئی ہیں ان کے مؤلفین کی دو قسمیں ہیں۔

(اول) وہ جنھوں نے اپنی کتابوں میں شہرت کی قید لگائی ہے اور صرف وہی وجوہ اختیار کی ہیں جو ان کے یہاں صحیح سند سے منقول ہیں نیز لوگوں نے ان کی کتابوں کو قبولیت کے ساتھ اخذ کیا ہے اور بلانزاع ان کتابوں کی صحت پر اتفاق کرلیا ہے۔ مثلاً ① ابن مہران رحمہ اللہ کی ''کتاب الغایۃ'' اور ② ابوالعلاء ہمدانی رحمہ اللہ کی کتاب ''غایۃ الاختصار''۔ ③ ابن مجاہد رحمہ اللہ کی ''کتاب السبعہ فی القراءات''۔ ④ ابوالعز القلانسی رحمہ اللہ کی ''الارشاد''۔ ⑤ ابوعمرو دانی رحمہ اللہ کی ''التیسیر فی القراءات السبع''۔ ⑥ ابوعلی اہوازی رحمہ اللہ کی ''الموجز''۔ ⑦ ابن ابی طالب رحمہ اللہ کی ''التبصرۃ''۔ ⑧ ابن شریح رحمہ اللہ کی ''الکافی''۔ ⑨ ابومعشر طبری رحمہ اللہ کی ''التلخیص''۔ ⑩ صفراوی رحمہ اللہ ''کی الاعلان''۔ ⑪ ابن فحام رحمہ اللہ کی ''التجرید''۔ ⑫ ابوالقاسم شاطبی رحمہ اللہ کی ''حرز الامانی ووجہ التھانی المعروف الشاطبیہ'' ⑬ علامہ جزری رحمہ اللہ کی ''تقریب النشر فی القراءات العشر'' ⑭ ''النشر فی القراءات العشر'' ⑮ ''تحبیر التیسیر فی القراءات العشر'' ⑯ ''الدرۃ المضیۃ فی القراءات الثلاث'' اور ⑰ ''طیبۃ النشر فی القراءات العشر'' وغیرہ۔

پس اس میں ذرا بھی اشکال نہیں کہ سوائے چند اختلافات کے جنھیں ائمہ جانتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کتابوں میں بیان ہونے والی قرآءات اور وجوہ صحیح ہیں۔

(دوم) وہ مؤلفین جنھوں نے کسی تخصیص کے بغیر وہ سبھی قرآءات ووجوہ بیان کردی ہیں جو انہیں پہنچی ہیں اور شاذ و متواتر اور صحیح و غیر صحیح میں کوئی امتیاز نہیں کیا مثلاً ① سبط الخیاط رحمۃ اللہ علیہ ② ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع کی رو سے۔ ③ ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ۔ ④ ابوالکرم شہرزوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ⑤ ابوعلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ⑥ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ۔ ⑦ ابوعلی اہوازی رحمۃ اللہ علیہ۔ ⑧ ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ کی المحتسب ⑨ یا بعض مستشرقین کی مرتب کردہ شاذ قرآءتوں کے مجموعے۔

پس انہوں نے اور اسی طرح ان کے ہم مثل دوسرے مصنفین نے اپنی کتب میں کسی خاص اصطلاح کی پابندی نہیں کی بلکہ اُن سبھی وجوہ کو بیان کردیا جو انہیں پہنچی ہیں پس ان کی بیان کردہ وجوہ میں سے شاذ کو متواتر سے اور غیر صحیح کو صحیح سے ممتاز کرنے کے لیے کسی مخصوص و تحقیقی کتاب کی یا کسی محقق استاذِ قرآءات کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اسی طرح یقینی و قطعی وجوہ کو غیر یقینی و غیر قطعی وجوہ سے ممتاز و جدا کردیں گے۔

سوال :...... وہ مشہور کتابیں جو لوگوں کے یہاں مروّج ہیں ان میں بھی بعض اصولی و فرشی اختلافات کی رُو سے کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کہ کچھ وجوہ صرف بعض کتابوں میں ہیں اور اکثر میں نہیں مثلاً ابن ذکوان کی روایت پر وَلَا تَتَّبِعٰنِ (نون کی تخفیف سے) اور ہشام کی روایت پر اَفْئِيْدَةً (ہمزہ کے بعد یاء کی زیادتی سے) اور قنبل کی روایت پر عَلٰى سُؤْقِهٖ (ہمزہ اور اُس کے بعد واؤ کی زیادتی سے) یہ تینوں وجوہ شاطبیہ میں ہیں دوسری کتابوں میں نہیں ہیں اسی طرح وہ تسہیلات و امالات جو شاطبیہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں سے صرف ایک یا دو کتب میں موجود ہیں نہ کہ سب میں پس ظاہر ہے کہ ایک یا دو سے تواتر ثابت نہیں ہوتا حالانکہ آپ نے تحریر کیا ہے کہ اُن کتابوں کی وجوہ متواتر ہیں سو یہ بات کس حد تک صحیح ہے؟

جواب : یہ اور ان جیسی دوسری وجوہ گو تواتر کی حد تک نہیں پہنچتی ہیں مگر یہ بات یقینی

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایسی سب وجوہ صحیح و قطعی ہیں جن کے بارہ میں ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ منجملہ قرآن کے اور منجملہ اُن سبعہ احرف کے ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے اور عادل و ضابط آدمی جب کسی ایسی وجہ کے ساتھ منفرد ہو جو عربیت و رسم دونوں ہی کی رو سے صحیح ہو نیز مشہور و معروف ہو تو وہ بلاشبہ قطعی و یقینی ہوتی ہے اور اس قسم کی وجہ میں صرف ایک آدمی کی خبر سے بھی علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ وہ حدیث جو خبر واحد ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول و معمول بھی ہو اس کے بارہ میں بھی آئمہ حدیث کا یہی قول ہے کہ وہ قطعیت کا اور یقینی علم کا فائدہ دیتی ہے۔

امام ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''علوم الحدیث'' میں ایسی حدیث پر بحث کی ہے اور اُن کا خیال یہ ہے کہ ان سے پہلے کسی نے بھی یہ چیز بیان نہیں کی حالانکہ ان سے پہلے امام ابواسحٰق شیرازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اللمع فی اصول الفقہ'' میں یہی چیز بیان کی ہے اور امام ثقہ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ جو اپنے زمانہ کے مجتہد تھے انہوں نے یہ مضمون آئمہ کی ایک جماعت سے نقل کیا جن میں مالکیہ میں سے [1] قاضی عبدالوہاب رحمہ اللہ اور شافعیہ میں سے [2] شیخ ابوحامد سفرائنی رحمہ اللہ [3] قاضی ابوالطیب طبری رحمہ اللہ [4] شیخ ابواسحٰق شیرازی رحمہ اللہ اور حنابلہ میں سے [5] ابن حامد رحمہ اللہ [6] ابویعلی بن فراء رحمہ اللہ [7] ابوالخطاب رحمہ اللہ اور [8] ابن زاغونی رحمہ اللہ اور حنفیہ میں سے [9] شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ۔ یہ نو حضرات بھی شامل ہیں پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> ''اہل کلام میں سے اشعریہ کا اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات (ابو اسحاق اسفرائنی رحمہ اللہ و ابن فورک رحمہ اللہ وغیرہما) کا اور اسی طرح جملہ اصحابِ حدیث اور عام اسلاف متقدمین کا مذہب بھی یہی ہے۔''

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ جب ایک عادل و ضابط کی خبر کے ساتھ کچھ قرائن شامل ہو جائیں تو وہ علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور قراءات کی وہ وجوہ جو صرف بعض ناقلین سے انفراداً منقول یا صرف بعض طرق کے ساتھ مخصوص ہیں ہم ان میں سے ہر ہر وجہ میں تواتر کا دعویٰ نہیں کرتے یہ دعویٰ تو ایک ایسا جاہل آدمی ہی کرسکتا ہے جس کو تواتر کی تعریف ہی کا علم نہ ہو۔ ہمارا مدعا تو صرف یہ ہے کہ قراء عشرہ سے جو وجوہ مروی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ① متواتر، ② صحیح۔ اور ہمارے یہاں ان دونوں ہی قسموں سے قطعیت ویقین حاصل ہوجاتا ہے۔)

سوال: آپ نے تو قراءات شاذہ کی تلاوت کو ممنوع وحرام قرار دیا ہے، حالانکہ امام ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے برعکس شاذ قراءتوں کی تلاوت کو جائز سمجھا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ متاخرین علماء جو قراءات شاذہ کی تلاوت کو حرام بتاتے ہیں تو اُن کے قول کی رو سے لازم آئے گا کہ صحابہ اور تابعین کے بے شمار اور ان گنت افراد (جو اسلامی شریعت کے ناقلین ہیں) ان قراءتوں کی تلاوت کی بناء پر ساری عمر حرام چیز کا ارتکاب کرتے رہے ہوں گے حالانکہ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی خبر ہرگز قابل حجت نہیں ہوسکتی پس اس قول کی رو سے ان حضرات کی تمام روایتیں ساقط الاعتبار ہوجائیں گی اور اسلام کا سارے کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ نیز یہ لازم آئے گا کہ شاذ قراءتوں کی تلاوت کرنے والے حضرات کی تمام نمازیں ضائع اور اکارت ہوجائیں۔ کیونکہ اس قول پر قراءات شاذہ کی تلاوت حرام ہے اور فرض عبادت کا حرام کے ذریعہ ادا نہ ہونا بالکل واضح ہے۔''

اور قاضی القضاۃ ابوالفتح محمد بن علی یعنی ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر بحث کرنے کو نہایت دشوار اور پیچیدہ سمجھتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''اگرچہ شاذ قراءتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آحاد وقلیل افراد کی روایت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منقول ہیں مگر اجمالی طور پر اس سے یہ بات ضرور معلوم ہوجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے بھی ان میں سے کوئی نہ کوئی شاذ قراءت ضرور پڑھی ہے گو اس کی تعیین نہیں ہوسکتی۔ پس یہ قراءات کسی صحابی کی تعیین کے بغیر اجمالی اور معنوی طور پر متواتر ہیں جیسا کہ حاتم کی سخاوت وعطاء کے متعلق کئی کئی واقعات اور متعدد اخبار وارد ہیں جو آحاد ہیں مگر ان سب کا قدرِ مشترک (فیاضی وسخاوت) متواتر ہے گو ہم ان میں سے کسی واقعہ اور خبر کی تعیین نہیں کرسکتے کہ اس کے سبب یہ تواتر حاصل وثابت ہوا ہے پس اسی طرح شاذ قراءتوں کی الگ الگ خبریں گو آحاد ہیں مگر ان سب کا قدرِ مشترک متواتر وقطعی ضرور ہے پھر ان کو شاذ کس بناء پر کہا جاتا ہے؟ حالانکہ شاذ تو وہ ہے جو متواتر نہ ہو۔''

جواب: علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ یہ اور اسی طرح اس قسم کے دوسرے مباحث سراسر فضول ولغو اور بے فائدہ ہیں اس لیے کہ اگر محض تواتر معنوی ہی کی بناء پر شاذ قراءتوں کو متواتر قرار دے دیں تو لازم آئے گا کہ اُن ضعیف احادیث کو بھی متواتر وقطعی قرار دیا جائے جو آئمہ کی کتب میں مروی ہیں اس بناء پر کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کوئی نہ کوئی حدیث تو ضرور ارشاد فرمائی ہوگی گو ہم اس کی تعیین نہیں کرسکتے، پس ان کو ضعیف نہیں کہنا چاہیے حالانکہ کوئی بھی ان کو متواتر نہیں کہتا پس اسی طرح گو شاذ قراءات، اجمالی طور پر قطعی ہیں مگر انہیں حقیقتاً متواتر قرار نہیں دیں گے یہ تو الزامی جواب ہوا۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ تمام قراءتیں عرضۂ اخیرہ سے یا صحابہ کے اجماع سے منسوخ ہوچکی ہیں پس نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تو یہ قراءات صحیح ومشہور قراءات کے حکم میں تھیں اس بناء پر ان کے لیے تو ان کی تلاوت درست تھی لیکن ہمارے اعتبار سے وہ شاذ ہیں کیونکہ ہمیں بطریق آحاد پہنچی ہیں اس بناء پر ہمارے لیے

www.KitaboSunnat.com

ان کی تلاوت جائز نہیں نیز موضوع قرآءات وغیرہ کے ماسوا شاذ قرآءات فی نفسہ صحیح ہیں پھران پر قوت وضعف اور شاذ ہونے کا حکم بعد کے زمانہ میں ان قرآءات کو بیان کرنے والے رُوات اور رجال کے حالات کو دیکھ کر لگایا گیا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا پورا یقین حاصل ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن وجوہ کی تلاوت کرتے تھے جو عثمانی مصحف کی رسم کے خلاف ہیں، مثلاً ایک یا کئی کلموں کی زیادتی (جیسے تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّقَدْ تَبَّ۔ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیَسْتَغِیْثُوْنَ اللّٰهَ عَلٰی مَا اَصَابَهُمْ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔) یا ایک کلمہ کا دوسرے سے بدل دینا (جیسے كَالصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ) یا بعض کلمات کا کم کردینا۔ (جیسے وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى) جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں صحیح طور پر ثابت ہوا ہے۔

مگر یہ عثمانی مصحف کی رسم پر اجماع منعقد ہونے سے قبل کا واقعہ ہے اور اب جب کہ عثمانی مصاحف پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے جو شخص بھی نماز یا غیر نماز کسی حالت میں بھی ایسی شاذ قرآءتوں کی تلاوت کرے گا ہم اس کو بلاشبہ ممنوع و حرام قرار دیں گے جو شخص حضرات متقدمین کے اقوال میں غور وفکر کرے گا وہ اس معاملہ کی حقیقت کو جان لے گا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ عثمانی مصاحف کے بارہ میں علماء کے دو اقوال ہیں۔

① یہ کہ وہ اُن سبھی احرف سبعہ پر مشتمل وحاوی ہیں جن کے مطابق قرآنِ مجید کی تلاوت کی اجازت تھی یہ متکلمین وغیرہم کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور اس کی بنیاد انہوں نے اس پر رکھی ہے کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور اُمت کے لیے جائز نہیں کہ اُن میں سے کوئی چیز بھی ترک کردے پس ان حضرات کے مسلک پر سرے سے وہ اعتراض واشکال وارد ہی نہیں ہوگا جو ابن دقیق العید اور ابوحیان وغیرہما نے پیش کیا ہے کیونکہ جب ہم اس کے قائل ہوگئے کہ مصاحف عثمانیہ اُن تمام احرف سبعہ پر مشتمل ہیں جن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید نازل فرمایا ہے تو اب قطعی طور پر ماننا پڑے گا کہ اس رسم کے خلاف جو جو وجوہ تھیں وہ سب احرف سبعہ سے خارج تھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بناء پر ان کی تلاوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مگر یہ قول ناقابل قبول ہے، اس لیے کہ رسم عثمانی کے خلاف بہت سی وجوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی کریم ﷺ سے بطریق صحیح ثابت ہوئی ہیں اس بناء پر یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ وہ وجوہ سبعہ احرف سے خارج ہیں اور صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ سرے سے ان کی تلاوت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔

② حق مذہب وہ ہے جو امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ، ابوعمر بن عبدالبر رحمہ اللہ ابوالعباس مہدوی رحمہ اللہ، مکی ابن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ، ابوالقاسم شاطبی رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے کلام سے متحقق و ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ دورِ صدیقی کے مصاحف تو جملہ احرفِ سبعہ پر مشتمل تھے لیکن جب بعد میں اختلاف کثیر ہوگیا اور اس اختلاف کے سبب مسلمان باہم تکفیر کی حد تک پہنچ گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف مندرجۂ ذیل تین قسم کی وجوہ کے موافق قرآنِ عظیم کی کتابت و رسم پر اتفاق رائے کرلیا۔

1 جو وجوہ اُس آخری عرضہ اور دورِ قرآن کے مطابق ہوں جو آنحضرت ﷺ نے وفات کے سال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا تھا۔

2 جن وجوہ کے موافق حق تعالیٰ شانہٗ نے اولاً قرآنِ کریم کو نازل فرمایا جو اجازت و رخصت دی ہوئی وجوہ کے علاوہ تھیں۔

3 جو وجوہ آنحضرت ﷺ سے شہرت و استفاضہ کے طریق پر ثابت ہوں۔

اس قول کی بنیاد اس پر ہے کہ پورے سات حرفوں میں تلاوت کرنا اُمت پر واجب و فرض نہیں تھا بلکہ امت کی سہولت و آسانی کے لیے سات حرفوں میں تلاوت کرنے کی اجازت و رخصت دی گئی تھی اور لوگوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ان میں سے جس حرف میں چاہیں تلاوت کریں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ اگر اس وقت امت رسم الخط میں ایک ہی حرف پر مجتمع اور اکٹھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوئی تو ان میں تفرقہ و اختلاف اور خون ریزی اور لڑائی جھگڑا بھی واقع ہوگا۔ اور آئندہ سخت دقتیں بھی پیش آئیں گی اس بنا پر ان حضرات نے رسم الخط میں ایک ہی حرف پر اتفاق کرلیا اور ان کا یہ اتفاق نہایت صحیح اور شرعی قواعد کے عین موافق تھا، اس لیے کہ وہ حضرات گمراہی اور غلطی پر اجماع کرنے سے بالکل محفوظ و مامون تھے نیز اس میں کسی واجب چیز کا ترک اور کسی ممنوع چیز کا ارتکاب بھی لازم نہیں آتا تھا۔

اس لیے ان حضرات نے مصاحف کو ① لغت قریش کی رسم الخط اور ② عرضۂ اخیرہ ③ صحیح وجوہ صرف ان ہی تین چیزوں کے تلفظ کے مطابق لکھ دیا اور ان کے علاوہ اُن تمام وجوہ کو ترک کردیا جو عرضۂ اخیرہ سے پہلے شذوذ و آحاد کے طریق پر مروی تھیں۔

مثلاً مصاحف کو نقطوں اور حرکتوں سے خالی رکھا گیا تاکہ ان میں مندرجۂ ذیل دو قسم کے اختلافات کی گنجائش بھی باقی رہے۔

(اوّل) وہ جو لغت قریش کے سوا باقی سبعہ احرف میں مستعمل ہیں اور آخری عرضہ سے منسوخ نہیں ہوئے بلکہ بدستور محفوظ و باقی ہیں۔ مثلاً امالہ و فتح تفخیم و ترقیق ادغام اظہار تحقیق و تخفیف حرکت و سکون وغیرہ وغیرہ۔

(دوم) وہ وجوہ جن کی آخری عرضہ میں گنجائش ہے، مثلاً غیب و خطاب جمع و تثنیہ و توحید وغیرہ وغیرہ اس لیے کہ یہ وجوہ لغت قریش میں اور اسی طرح اس کے علاوہ دوسرے لغات و احرف میں بھی موجود و باقی ہیں اور منسوخ نہیں ہیں۔

پھر ان حضرات نے مصاحف مذکورہ کو مختلف شہروں کی طرف روانہ کردیا جن پر ہر شہر کے عوام نے اتفاق رائے کرلیا حروف سبعہ جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآنِ مجید ان کے موافق نازل ہوا ہے ان کی دو قسمیں

(اوّل) یہ کہ ان میں کسی کلمہ کی زیادتی یا کمی کا یا ابدال کا یا تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہو۔ مثلاً ① لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ. فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ ② حٰمٓ سٓقٓ ③ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ ④ اِذَا جَآءَ فَتْحُ اللّٰهِ وَالنَّصْرُ.)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس یہ اور اس کے مثل دیگر اختلافات و احرف قطعاً متروک ہیں جن کے موافق تلاوت کرنا بلاشبہ غیر جائز ہے اور جو شخص بغیر کسی ضد کے ان میں سے کسی اختلاف و وجہ کے مطابق تلاوت کرے امام پر لازم ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق زدوکوب کرکے یا قید و بند کے ذریعہ اس کی اصلاح کرے اور جو شخص ضد کے ساتھ اس کو پھیلانے کا بھی ارتکاب کرے اس کا قتل واجب ہے اور اس کی دو وجوہ ہیں۔

(الف) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ((اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ.)) یعنی ''قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

(ب) امت کا اس پر اتفاق ہے کہ عثمانی رسم کی اتباع لازم ہے۔

(دوم) یہ کہ ان حروف میں فقط اظہار و ادغام روم و اشمام مد و قصر اور تخفیف و تشدید اور ابدالِ حرکت یا ابدالِ حرف (مثلاً ابدال الیاء بالتاء۔ ابدال الواو بالفاء) کا یا اسی قسم کا اور کوئی اختلاف ہو جو معروف و مشہور ہوں پس یہ وہ قسم ہے جو ہمارے اس زمانہ میں مروج ہے اور مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط بھی اسی کے مطابق ہے، بجز اُن چند حروف و اختلافات کے جن میں مصاحف کا باہم تخالف ہے۔

محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی کتاب البیان میں فرماتے ہیں کہ قراءِ مشہورین کا اختلاف، لا اختلاف کے مانند ہے اور یہ کامل طور پر وہ اختلاف نہیں جو آنحضرت ﷺ کے قول: ((اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ.)) میں وارد ہے۔ اس لیے کہ یہ حضرات قراء اُس مصحف عثمانی کے رسم خط سے خارج نہیں ہوتے جو ایک ہی حرف کے مطابق لکھا گیا ہے۔

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گو عثمانی مصاحف ایک ہی حرف پر لکھے گئے ہیں لیکن چونکہ وہ نقطوں اور حرکتوں سے خالی تھے اس بناء پر ان میں ایک حرف سے زائد اختلافات و وجوہ کا احتمال باقی تھا اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان مصاحف میں ظاہری رسم کی رُو سے ادغام و اظہار و امالہ و فتح تسہیل و تحقیق اور نقل وغیرہ کے اُن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافات میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا جو باقی چھ حروف میں مستعمل تھے، بلکہ ان حضرات نے تو فقط اُن وجوہ کو ترک کیا تھا جو عرضۂ اخیرہ سے پہلے کسی کلمہ کی زیادتی و کمی وغیرہ کے طور پر جائز تھیں اور پھر آخری عرضہ سے منسوخ ہوگئی تھیں۔

علامہ مکی بن ابی طالب القیسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الابانہ میں جس کو انہوں نے کتاب الکشف کے ساتھ ملحق کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ تمام قراءات جن کے موافق آج کل سب لوگ تلاوت کرتے ہیں اور جن کی روایت ائمہ متقدمین سے صحیح طور پر ثابت ہوئی ہے یہ سب اُن سبعہ احرف کا ایک جزو ہیں جن کے مطابق قرآنِ مجید نازل ہوا ہے اور ان تمام قراءات میں تلفظ و اَدا حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے اُس مصحف کی رسم و کتابت کے عین موافق ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے سب لوگوں نے اتفاق کرلیا ہے اور ان کے علاوہ وہ سب وجوہ منسوخ ہیں جو مصحف عثمانی کے رسم خط کے مخالف ہیں۔

امام ابوعمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام قراءات جن پر آج کل تمام لوگوں کا رسم و تلفظ دونوں ہی کی رُو سے اجماع ہے اُن سَبْعَةَ اَحْرُفٍ میں سے فقط ایک حرف ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو اُسی ایک حرف کے مطابق جمع کیا تھا اور فقہاء کی جماعت کا اُن تمام قراءتوں کے بارے میں یہی مذہب ہے جو قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں نیز جن سے نماز درست ہوجاتی ہے۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں معتبر حضرات کے اقوال اِسی طرح ہیں کہ وہ قراءات جو آج کل پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور وہ مصاحف عثمانی کی رسم الخط کے موافق ہیں وہ یا تو بلاتعیین سبعہ احرف کا بعض حصہ ہیں یا اُن میں سے فقط ایک حرف ہیں یا ایک ہی حرف کا بعض حصہ ہیں۔

کواشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''ہر وہ قراءت جس کی سند صحیح ہو۔ عربیت کے لحاظ سے اس کی وجہ درست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور وہ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے رسم الخط کے مطابق ہو تو وہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ میں سے ہے اور اگر ان تین شرائط میں سے کوئی ایک بھی اس قرآءت میں کم ہو تو ایسی قرآءت شاذ متصور ہوگی۔"

(الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۲۱۷)

حاصل یہ کہ اس وقت جو قرآءات وروایات ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچی ہوئی ہیں وہ اُن ائمہ عشرہ اور بیس راویوں کی قرآءات وروایات ہیں جو مشہور ومعروف ہیں یہی وہ حق مذہب ہے جو علماء کے اقوال سے ثابت ہوا ہے اور آج عالم اسلام میں ان دس ائمہ کی قرآءات متواترہ پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اس بیان سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ قرآءت شاذہ گو فی نفسہٖ صحیح ہے مگر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے بنائے گئے قواعد کے مطابق صحیح نہیں اس لیے کہ وہ اُن وجوہ میں سے ہے جن کے مطابق تلاوت کرنے کی اوّلاً اجازت تھی پھر بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی اور یہ کہ اس قرآءت کے موافق نزولِ قرآن ثابت نہیں بلکہ فقط صدرِ اوّل میں لوگوں کو اس کے مطابق تلاوت کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ پھر اُمت نے مصلحت کی غرض سے اس کے ترک پر اتفاق کرلیا اور اس میں کوئی خرابی نہیں اس لیے کہ امت محمدیہ غلطی پر اجماع کرنے سے محفوظ ہے۔

(منجد المقرئین ومرشد الطالبین للعلامہ الجزری رحمۃ اللہ علیہ)

قرآءت کے تواتر وعدم تواتر پر مزید ابحاث:

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "منجد المقرئین ومرشد الطالبین" میں فرماتے ہیں؛ قرآءات عشرہ فروش واصول دونوں ہی کے لحاظ سے متواتر ہیں عام ہے کہ وہ اصول و فروش اتفاقی ہوں یا مختلف فیہ ہوں اور جان لو کہ اس بارہ میں علماء کا کافی اختلاف ہے۔ پس علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ صرف فروش کو اور ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ صرف اتفاقی وجوہ کو متواتر کہتے ہیں اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر فروش واصول دونوں ہی متواتر ہیں اتفاقی ہوں خواہ مختلف فیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں صرف فروش متواتر ہیں نہ کہ اصول بھی چنانچہ وہ اپنی مختصر الاصول میں کہتے ہیں: ''کہ قراءات سبعہ کے فقط وہی اختلافات متواتر ہیں جو اَدا کے قبیل سے نہیں، رہی ادائی وجوہ مثلاً مد و امالہ و تخفیف ہمزہ وغیرہ سو وہ متواتر نہیں۔'' پس علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں مد و امالہ اور ان کے ہم مثل دیگر اصولی اختلافات اِدغام ترقیق راءات: تفخیم لامات: نقل حرکت اور تسہیل ہمزہ یہ سب اَدا کے قبیل سے ہیں جو متواتر نہیں۔

علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

لیکن یہ قول غیر صحیح ہے کیونکہ علماء کے کلام میں ادائی وجوہ سے خلافِ جائز والی وجوہ مراد ہیں نہ کہ اصولی اختلافات پس خلاف جائز کی ادائی وجوہ تو بلاشبہ غیر متواتر ہیں مگر مطلقاً اصولی اختلافات قطعاً غیر متواتر نہیں اور تفصیل یہ ہے۔

⌘ مد اس کو ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا قید بیان کیا ہے حالانکہ اس کے ذیل میں کافی تفصیل ہے پس مد یا طبعی ہوتا ہے یا عارضی۔ مدِ طبیعی وہ ہے کہ حروف مدہ کی ذات اس کے بغیر قائم نہ رہ سکے۔ مثلاً قَالَ يَقُوْلُ قِيْلَ کے الف۔ واؤ اور یاء اس مد کو تو ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی غیر متواتر نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کے بغیر تو قراءت ہی ممکن نہیں۔

مد عارضی وہ زائد مقدارِ کشش ہے جو مدِ طبیعی کو کسی سبب کی بناء پر عارض ہو اور سبب دو چیزیں ہیں۔ سکون ہمزہ پھر سکون بسا اوقات لازمی ہوتا ہے عام ہے کہ خالص سکون ہو یا تشدید سمیت ہو مثلاً الٓمّ، قٓ، نٓ، وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہ قسم مدِ طبیعی ہی کے ساتھ ملحق ہے اور اس میں قصر جائز نہیں اس لیے کہ یہ مد اُس حرف کے قائم مقام ہے جس کے ذریعہ دو ساکنوں کے ادا کرنے پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور قراء میں سے محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس قسم میں تمام قراء کے لیے یکساں اور برابر مقدارِ کشش کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مد ہوتا ہے۔

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں:

(اول) یہ کہ حرف مد ایک کلمہ میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو اس مد کو قراء مد منفصل کہتے ہیں اور اس میں مد و قصر دونوں جائز ہیں اور اکثر قراء مد پر ہیں پس اس قسم میں مد کے غیر متواتر ہونے کا دعویٰ کرنا ترجیح بلا مرجح ہے البتہ اگر اس کے برعکس قصر کو غیر متواتر کہتے تو یہ بات ظاہر تر ہوتی کیونکہ اکثر قراء کے یہاں مد ہے اس بنا پر قصر کے ثبوت میں قدرے شبہ ہے۔

(ثانی) یہ کہ حرفِ مد اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں اور اس مد کو قراء مد متصل کہتے ہیں اور سلف و خلف تمام قراء کا اس کے مد کرنے پر اجماع ہے اور اس بارہ میں اُن کا ذرا بھی اختلاف نہیں۔

سوائے اُس کے جو بعض اُن حضرات سے بطریق شاذہ منقول ہے جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور اسی لیے اس کے موافق قراءت درست نہیں یہاں تک کہ امام ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے مشرق و مغرب دونوں اطراف کا سفر اختیار کیا اور تین سو پینسٹھ شیوخ سے قراءات حاصل کی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کے آخر سے فرغانہ تک غرضیکہ ہر جانب سفر کیا ہے پھر انہوں نے اپنی کتاب ''کامل'' تالیف کی جس میں صحیح و شاذ مشہور و منکر ہر قسم کی قراءتوں کو جمع کر دیا۔

امام ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الکامل کے باب المد کی فصل میں کہتے ہیں کہ'' بعض حضرات کی رائے پر اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ مد متصل میں تمام قراء کے لیے ایک ہی طرز و طریق پر تین الف کے برابر مد ہے۔'' پھر فرماتے ہیں: '' کہ عراقی نے یہ بیان کیا ہے کہ مد متصل میں مد کا اختلاف اُسی طرح ہے۔ جس طرح مد منفصل کے مد میں ہے اور میں نے ان کے علاوہ اور کسی سے یہ بات نہیں سنی اور میں نے کافی عرصہ تک کتابوں کی ورق گردانی اور علماء کی صحبت اختیار کی ہے سو میں نے عراقی کے سوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی عالم کو بھی ایسا نہیں پایا جو ایک کلمہ والے مد کو دو کلموں والے مد کی طرح قرار دیتا ہو بلکہ سب کے سب حضرات ان دونوں میں فرق کرتے ہیں کہ منفصل میں مد و قصر دونوں اور متصل میں صرف مد ہے۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ عراقی منصور بن احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو خراسان کے تھے اور اُنھوں نے اس میں غلطی کی ہے اور ان کے وہ اساتذہ جن سے اُنھوں نے پڑھا ہے اور جنھیں ہم پہچانتے ہیں یعنی امام ابوبکر بن مہران رحمۃ اللہ علیہ ابوالفرج شنبوذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ ان سے کسی طریق سے بھی اس کے موافق کوئی روایت نہیں آئی۔ پس جب صورتِ حال یہ ہے تو ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ یا ان سے بھی کوئی بڑا آدمی ایک اجماعی و اتفاقی چیز کے غیر متواتر ہونے کا دعویٰ کس بنا پر کرسکتا ہے؟

سو مد عارض کی یہ تمام قسمیں بھی متواتر ہیں جس میں کوئی جاہل ہی شک کرسکتا ہے۔ اور مد غیر متواتر کیسے ہوسکتا ہے جب کہ سلف و خلف سب نے اس پر اتفاق کیا ہے اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ بعض کتابوں مثلاً علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی تیسیر وغیرہ میں مصنفین نے ہمزہ والے مد میں اشباع و توسط اور فوق التوسط اور دون التوسط کے اعتبار سے قراء حضرات کے لیے مدوں کے مراتب مقرر کیے ہیں اور یہ مراتب منضبط و یقینی نہیں اس لیے کہ مد کی کوئی خاص حد اور معین مقدار نہیں اور جو چیز منضبط اور معین نہ ہو وہ متواتر کیسے ہوسکتی ہے؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ ہم مراتب و مقادیر مد کے متواتر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے گو قراء و اہل اصول کی ایک جماعت اس کی بھی قائل ہے بلکہ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ مد عارض متواتر و قطعی ہے جس کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ نے اسے نازل فرمایا ہے اور اس اعتبار سے مد اَدا کے قبیل سے قطعاً نہیں۔

پس کم از کم یہ بات تو ضرور ماننی پڑے گی کہ مد کی قدرِ مشترک متواتر ہے۔ البتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرِ مشترک سے زائد جیسے یہ کہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے چار الف اور امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ و ورش رحمۃ اللہ علیہ کے لیے پانچ الف مد ہے جو متواتر تو نہیں۔ لیکن صحیح و مشہور ضرور ہے اور جو قدرِ مشترک سے زائد کے متواتر ہونے کا مدعی ہے، اس پر لازم ہے کہ اس کو دلائل سے ثابت کرے۔

⌘ امالہ (کبریٰ و صغریٰ) یہ اور اس کی ضد فتح دو مشہور لغت ہیں جو اُن سبعہ احرف میں سے ہیں جن کے موافق قرآن اُترا ہے اور یہ دونوں مصاحف میں مرسوم ہیں اور متواتر ہیں اور کیا کوئی آدمی "اس لغت کے بارہ میں جس کے مصاحف میں لکھے جانے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہو۔ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اُدا کے قبیل سے ہے اور ابوعمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ جو فن کے امام ہیں انہوں نے اپنی کتاب "ایجاز البیان" میں اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ امالہ بھی عرب کے بہت سے قبائل کا لغت ہے جس سے مقصود آسانی اور رفع ثقالت ہے۔

اور امام ابوالقاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الکامل میں فرماتے ہیں: "کہ امالہ و فتح دو ایسے لغت ہیں کہ ان میں سے کسی کو بھی دوسرے پر تقدم و فوقیت حاصل نہیں۔ بلکہ دونوں ہی کے موافق قرآن نازل ہوا ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن کو امالہ پر نہیں اتارا وہ خطا وار ہے اور اس نے اللہ جل شانہٗ کی ذات پر بہت بڑا اتہام لگایا ہے اور اس نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسا گمان کیا ہے جو ان کی پرہیزگاری کے سراسر خلاف ہے۔"

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ہذلی رحمۃ اللہ علیہ اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصاحف میں بہت سی جگہ امالہ کے موافق لکھا ہے مثلاً یَحۡیٰ۔ مُوۡسٰی۔ هُدًی۔ یَسۡعٰی۔ الۡهُدٰی۔ یَغۡشٰهَا۔ سَوّٰهَا۔ جَلّٰهَا۔ اَسٰی۔ اٰتٰكُمۡ۔ اور انہی کی مانند دوسرے وہ تمام کلمات جنہیں اُن حضرات نے امالہ کے لغت کے مطابق یاء کے ساتھ لکھا ہے مثلاً وَمَنۡ عَصَانِیۡ (ابراہیم) کو یاء سے اور

www.KitaboSunnat.com

سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ (فتحا) کو الف سے لکھا ہے اور امالہ و فتح دونوں کے مرسوم ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

امام ہذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک سے ہمارے اس زمانہ تک امالہ و فتح وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے اور اخذ کرنے پر پوری اُمت کا اتفاق ہے اور (ہماری کتاب کے طرق سے) کوئی قاری بھی ایسا نہیں جس سے امالہ مروی نہ ہو بلکہ فتح کی طرح امالہ بھی سب سے منقول ہے کم ہو یا زیادہ۔ اور امالہ بنو ہوازن بنو بکر بن وائل اور بنو سعد بن بکر کا لغت ہے۔''

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''جمال القراء'' میں روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا یَحْیٰی کو بالامالہ پڑھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم امالہ فرماتے ہیں حالانکہ یہ قریش کی بول چال نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ''اخوال'' (یعنی ماموؤں) کی زبان ہے یعنی بنو سعد کی۔

علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتح اور امالہ ان فصیح اہل عرب کی زبان کی دو مشہور لغات ہیں جن کی بول چال کے مطابق قرآن کریم نازل ہوا۔ چنانچہ فتح اہل حجاز کی لغت ہے اور اہل نجد کے باشندے مثلاً بنو تمیم بنو اسد اور بنو قیس کی لغت امالہ ہے۔'' (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۲۴۴)

''تاریخ القراء'' میں ابو عاصم ضریر الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر محمد بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے بواسطہ امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے قراءت کرتے ہوئے طٰهٰ کو بالامالہ نہیں پڑھا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے طٰهٰ کو بالامالہ پڑھ کر بتلایا اس شخص نے دوبارہ طٰهٰ کو بالامالہ نہ پڑھا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے طٰهٰ کو بالامالہ پڑھنے کے بعد فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ قراءت اسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھائی ہے۔"

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو غریب بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اسے سوائے اس سند کے کسی اور طریق پر روایت ہوتے نہیں پایا اور اس کے تمام راوی سوائے محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر لوگ ہیں۔ جبکہ محمد بن عبد اللہ العرزمی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے علماء کے نزدیک ضعیف ہیں ویسے تو وہ ایک نیک سیرت اور پرہیزگار شخص تھے مگر ان کی لکھی ہوئی تمام کتب ضائع ہوگئی تھیں اور صرف اپنی یادداشت سے کام لے کر روایت حدیث کرتے تھے اسی سبب سے ان پر ضعف کا شبہ کیا گیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی حدیث کو ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا "اور اسی طرح اسے امالہ کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے تھے"۔

⌘ تخفیف ہمزہ اور اس کے مانند دوسرے اُصولی اختلافات مثلاً نقل ادغام ترقیقِ راءات وتفخیم لامات پس یہ سب یقیناً متواتر ہیں جو کہ "سبعہ احرف منزلہ" میں سے ہیں اور اُن کا اہل عرب کے لغات میں سے ہونا واضح و یقینی ہے جو ان کے علاوہ دوسرے لغات کا بخوبی تلفظ نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ وجوہ غیر متواتر کیسے ہوسکتی ہیں جب کہ بہت سے موقعوں میں ادغام وتخفیف ہمزہ ونقل وترقیق راءات وتفخیم لامات پر سب قراء کا اتفاق ہے۔

چنانچہ مُدَّكِرٍ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ اور مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا میں ادغام اور استفہام کی تقدیر پر آٰلْئٰنَ۔ آللّٰهُ اور آلذّٰكَرَيْنِ میں تخفیف ہمزہ اور لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ اور يَرٰى، نَرٰى میں نقل اور فِرْعَوْنَ اور مِرْيَةٍ وغیرہ میں ترقیق راء اور ضمہ وفتحہ کے بعد والے اسم جلالہ میں تفخیم لام اتفاقی و غیر مختلف فیہ ہے اور اَؤُنَبِّئُكُمْ (آل عمران) میں دوسرے ہمزہ کے بصورتِ واؤ مرسوم ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اس رسم سے مقصود ہمزہ کی تسہیل بین بین قریب پر دلالت کرتا ہے۔'' ذرا سوچیے تو سہی وہ چیز غیر متواتر کیسے ہوسکتی ہے جس پر جماعت در جماعت اور طبقہ در طبقہ تمام قراء کا اجماع چلا آرہا ہو اور اگر مد و تخفیف ہمزہ اور ادغام علی الاطلاق غیر متواتر ہیں تو پھر متواتر کیا چیز ہے؟ آیا الٓمٓ۔ دَآبَّةٍ اور اُولٰٓئِكَ کا قصر جسے قراء میں سے کسی نے بھی نہیں پڑھایا۔ آلذَّكَرَيْنِ اور آللّٰهُ کے ہمزہ کی تحقیق جس کے ناجائز و لحن ہونے پر تمام حضرات کا اتفاق ہے یا اُس مُدَّكِرٍ کا اظہار جس کے ادغام پر کتابت و تلاوت دونوں ہی کی رُو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام اہل اسلام کا اجماع ہے؟ کاش میں اُس شخص کو جان لیتا جس نے ابن حاجب رحمہ اللہ سے پہلے اور پھر ان کی پیروی میں بعد ازاں ابن حاجب رحمہ اللہ نے اس قول کو اختیار کرلیا (یعنی ان سے پہلے کوئی بھی اس کا قائل نہیں)۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ابن حاجب رحمہ اللہ نے علماء کا یہ قول سنا: ''کہ تواتر اُن وجوہ میں ہے جو اَدا کے قبیل سے نہیں۔'' تو انہوں نے غور و فکر کیے بغیر یہ خیال کرلیا کہ مد و امالہ اور تخفیف ہمزہ اور ان کی مانند دوسری وجوہ اَدا کے قبیل سے ہیں اور اگر وہ اس قول میں غور فرمالیتے یا قاضی ابوبکر بن طیب باقلانی رحمہ اللہ جو اہل اصول کے بلانزاع امام ہیں ان کے اُس کلام پر مطلع ہوجاتے جو ''کتاب الانتصار'' میں ہے تو ایک لمحہ کے لیے بھی ایسی بات کہنے کی جرأت نہ کرتے اور قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ کا وہ کلام یہ ہے فرماتے ہیں: ''کہ وہ تمام وجوہ جن کے موافق ائمہ قراءات نے تلاوت کی ہے اور جو ان سے مشہور و معروف ہیں اور شذوذ کے حکم میں داخل نہیں بلکہ علماء نے اُن وجوہ کو جائز و صحیح شمار کیا ہے مثلاً تحقیق، ادغام: مد: تشدید: حذف: امالہ: تخفیف: اظہار قصر: اثبات: فتح اور تقدیم و تاخیر وغیرہ یہ سب کی سب منزل من اللہ اور منجملہ اُن وجوہ کے ہیں جن کی صحت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور ان میں اور ان کے علاوہ دوسری وجوہ میں تخییر دی ہے اور ان کے موافق تلاوت کرنے والے سبھی قراء کو درستی پر بتایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔‘‘

اور پھر فرماتے ہیں: ’’کہ اگر ہم بعض قاریوں کے لیے اُن الفات کا امالہ جائز قرار دے دیں جن میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امالہ نہیں کیا یا اسی قسم کا اور کوئی اختلاف جائز بتادیں جو ثابت و منقول نہیں تو لازم آئے گا کہ ہم ان بعض قراء کے لیے آنحضرت ﷺ کی پوری کی پوری قراءت کی مخالفت کو جائز قرار دے دیں جو قطعاً غلط ہے۔‘‘ اس کے بعد انہوں نے اس مسئلہ پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے اور اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ: ’’یہ بات بلاشبہ جائز و صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو اس کی سہولت و آسانی کے مطابق قرآن کا ایک حرف میں اور دوسرا حصہ کسی دوسرے حرف میں پڑھایا ہو اس میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔‘‘

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہاں سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ بعض قراء کے نزدیک جو ایک ہی کلمہ میں کچھ موقعوں میں اختلاف ہوتا ہے اور اسی کلمہ میں بعض دوسرے موقعوں میں اختلاف نہیں ہوتا اس کا سبب بھی یہی ہے کہ اس کلمہ کو صحابی نے آنحضرت ﷺ سے اسی طرح حاصل کیا ہے اور پھر آگے بھی اسی طرح پڑھایا ہے، یہاں تک کہ وہ قراءت متصل سند کے ذریعے اس قاری تک بھی اسی طرح پہنچ گئی۔ جیسا کہ اس کی درج ذیل امثلہ ہیں:

① حفص رحمہ اللہ کے لیے صرف مَجْرٖىهَا میں امالہ ہے اور اس کے علاوہ پورے قرآن میں ان کے لیے کہیں بھی امالہ نہیں۔

② امام ابن عامر رحمہ اللہ کی قراءت میں ہشام رحمہ اللہ کی روایت میں صرف تینتیس مخصوص موقعوں میں اِبْرٰاهٖم ہے نہ کہ پورے قرآن میں ہر جگہ

③ امام ابوجعفر رحمہ اللہ کے لیے صرف سورۂ انبیاء میں يَحْزُنُ ہے یاء مفتوحہ اور زاء مضمومہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ امام نافع رحمہ اللہ کی قراءت میں اس کے برعکس ہے کہ ہر جگہ یُحْزِنُ ہے یاء کے ضمہ اور زاء کے کسرہ سے اور صرف انبیاء میں یَحْزُنُ ہے یاء کے فتحہ اور زاء کے ضمہ سے۔ اور ان کے علاوہ وہ تمام مقامات جن کے بارہ میں قراء یہ کہتے ہیں کہ یہ اختلاف دونوں لغتوں کے جمع کرنے کی بناء پر ہے۔

بہتر ہوتا کہ امام ابن حاجب رحمہ اللہ اپنی کتاب کو قراءات اور ان کے تواتر سے متعلق بحث سے خالی رکھتے جیسا کہ ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے اپنی کتابوں کو قراءات کے بیان سے خالی رکھا ہے اور جب ان کا بیان کر ہی دیا تھا تو بہتر ہوتا کہ اَدا کے قبیل والی وجوہ سے تعرض نہ کرتے اور جب ان وجوہ سے بھی تعرض کر ہی لیا تھا تو بہتر ہوتا کہ ان کی مثالوں سے خاموشی اختیار کر لیتے کیونکہ قراءات کا وہ بعض حصہ جو اَدا کے قبیل سے ہونے کے سبب غیر متواتر ہے اس کی مثال مد و امالہ وغیرہ کی طرح نہیں بلکہ امام حمزہ و ہشام رحمہ اللہ کی اُن وقفی وجوہ کی طرح ہے جو وقف والے ہمزہ میں طرح طرح کی تخفیف و تغیر کے جاری کرنے سے پیدا ہوتی ہیں اور وجہ یہ ہے کہ گو رسول اللہ ﷺ سے ہمزہ کی وقفی تخفیف تو ضرور متواتر ہے مگر یہ بات قطعاً متواتر نہیں کہ آپ نے فلاں کلمہ پر پچاس وجوہ سے اور فلاں پر بیس یا تیس وجوہ کے مطابق وقف کیا ہے بلکہ متواتر و صحیح تو صرف ایک ہی وجہ ہے اور باقی وجوہ اَدا اور خلاف جائز کے قبیل سے ہیں اور ہمارے اس بیان کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب ابن السبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''جمع الجوامع'' میں یہ بیان کیا:

((وَالسَّبْعُ مُتَوَاتِرَةٌ قِيْلَ فِيْمَا لَيْسَ مِنْ قَبِيْلِ الْأَدَاءِ كَالْمَدِّ وَالْإِمَالَةِ وَتَخْفِيْفِ الْهَمْزِ وَنَحْوِهٖ.))

''یعنی قراءات سبعہ پوری کی پوری متواتر ہیں لیکن بعض حضرات کے قول کی رُو سے مد و امالہ اور تخفیف ہمزہ اور ان کے مانند دیگر ادائی وجوہ متواتر نہیں۔''

''تو ان سے دریافت کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ نے ابن حاجب رحمہ اللہ کے قول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ''قِيْلَ'' سے ذکر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قول ضعیف ہے اور آپ کے یہاں قوی و صحیح اور مختار و پسندیدہ بات یہی ہے کہ قرآءات کی مندرجہ بالا اُدائی وجوہ بھی متواتر ہیں؟''

تو ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا جواب اپنی کتاب ''منع الموانع'' میں اس طرح دیا:

''کہ قرآءات سبعہ پوری کی پوری متواتر ہیں پس ان کا مد بھی متواتر ہے اور امالہ بھی اور یہ سب واضح ہے۔ جس میں ذرا بھی شک نہیں اور ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ''فِيْمَا لَيْسَ مِنْ قَبِيْلِ الْأَدَاءِ'' اُس صورت میں تو صحیح ہے جب کہ اس کو بعد والی مثالوں سے علیحدہ کرلیں لیکن اگر بعد والے کلام (كَالْمَدِّ وَالْإِمَالَةِ) کو بھی شامل کرلیں تو اس سے مذکورہ بالا قول میں یقیناً فساد و خلل پیدا ہوجائے گا۔ جیسا کہ ہم بعد میں عنقریب اس کی توضیح کریں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس قول کو قِيْلَ سے ذکر کیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہوجائے کہ مد و امالہ و تخفیف کو غیر متواتر کہنا ضعیف ہے اور ہمارے نزدیک قوی و مختار یہی ہے کہ یہ وجوہ بھی قطعاً متواتر ہیں۔''

پھر ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے مد و امالہ اور تخفیف میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل لکھی ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

''کہ جب تم نے یہ جان لیا تو معلوم ہوا کہ ہمارا کلام پوری کی پوری قرآءات سبعہ کے تواتر کے لیے مُثْبِتٌ مُؤَيِّد ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مطلق مد اور مطلق امالہ و تخفیف ہمزہ بھی سبعہ احرف میں سے ہیں۔''

علامہ ابوشامہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر صرف وہی وجوہ متواتر ہیں جن پر تمام قراء کا اتفاق ہے رہی مختلف فیہ وجوہ سو وہ غیر متواتر ہیں چنانچہ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ ''المرشد الوجیز'' کے پانچویں باب میں کہتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’کہ ہر قرآءت کی اختلافی وجوہ دو قسم پر ہیں عام ہے کہ وہ قراء سبعہ میں سے کسی کی طرف منسوب ہوں یا ان کے علاوہ کسی اور امام کی طرف

① اتفاقی وجوہ جن پر تمام قراء کا اتفاق ہے

② شاذ وجوہ یعنی آحاد و غیر صحیح۔

مگر چونکہ قراء سبعہ کو شہرتِ عام حاصل ہے اور ان کی قرآءتوں میں صحیح و اتفاقی وجوہ کثرت سے ہیں اس لیے ان سے جو وجہ منقول ہوتی ہے بنسبت دوسرے اماموں کی وجوہ کے اُس وجہ کے ماننے کی طرف دل زیادہ مائل ہوتا ہے۔ پس منجملہ اُن وجوہ کے جو ان قراء سبعہ و عشرہ کی طرف منسوب ہیں اور ان کا اہل لغت وغیرہم نے انکار کیا ہے یہ وجوہ بھی ہیں۔

① بزی کی تا آت۔ امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے ادغامات اور فَمَا اسْطَّاعُوْا (کہف) امام حمزہ رحمہ اللہ کی قرآءت پر ان میں اجتماع ساکنین

② بَارِئْكُمْ۔ يَاْمُرْكُمْ وغیرہ اور (سبا) يٰبُنَيْ: وَمَكْرَ السَّيِّئْ وَلَا ان سب میں سکون والی قرآءت

③ نَرْتَعِيْ، يَتَّقِيْ اور اَفْئِيْدَةً مِّنَ النَّاسِ ان میں صلہ والی یاء

④ مَلٰئِكَةً ہمزہ کے فتحہ والی قرآءت پر

⑤ سَاقَيْهَا میں ہمزہ

⑥ وَالْاَرْحَامِ نساء میں میم کا جر۔

⑦ كُنْ فَيَكُوْنَ میں نون کا نصب۔

⑧ قَتْلُ اَوْلَادَهُمْ شُرَكَآئِهِمْ انعام میں مضافین میں مفعول کا فاصلہ وغیرہ۔

پس یہ سب اختلافات ناقلین کے ضبط کی قلت پر محمول ہیں اور اگر یہ وجوہ صحیح نقل سے ثابت ہو جائیں تو یہ اُن ’’سبعہ احرف‘‘ کے باقی ماندہ حروف میں سے ہوں گی جن

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق تلاوت کرنا اس بنا پر جائز و مباح تھا کہ وہ عربیت ونحو کی کسی ایک وجہ کی رُو سے صحیح اور درست ہیں عام ہے کہ وہ وجہ فصیح ہو یا غیر فصیح لیکن جب مصاحف کو اس صحیح و فصیح تلفظ کے موافق لکھ دیا جو منزل ہے تو اس کے بعد ضروری ہوگیا ہے کہ ہر ہر لفظ کو اسی فصیح ترین لغت یعنی لغت قریش یا اس کے مناسب وقریب کسی اور لغت کے مطابق ادا کریں جس پر قرآنِ مجید اوّل بار نازل ہوا ہے کیونکہ اگر ہم تلاوت میں رسم کی پابندی کو ضروری قرار نہ دیں تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی تلاوت میں غیر فصیح لغات و وجوہ بھی پڑھا کرتے تھے حالانکہ یہ بات اُن کی شان کے سراسر خلاف ہے اس بناء پر ان حضرات کی تلاوت و قرآءت کو ان کے شایانِ شان بنانے کی غرض سے یہ کہنا ضروری ہے کہ جس طرح ان حضرات نے قرآنِ مجید کی رسم میں لغت قریش کا لحاظ رکھا ہے اسی طرح وہ اپنی تلاوت میں بھی اسی لغت کی رعایت رکھتے تھے۔

اسی لیے ہم پر بھی لازم ہے کہ تلاوت میں اجماعی رسم اور فصیح ترین لغت کی پابندی کریں اور متاخرین میں سے جو حضرات قرآءات کے عالم ہیں اُن میں سے ایک جماعت میں اور اسی طرح ان کے علاوہ بعض غیر محقق علماء میں اس بات کا بڑا چرچا ہے کہ قراء سبعہ کی ہر ہر وجہ متواتر ہے اور اس کے منزل من اللہ ہونے کا قطعی یقین کرنا واجب ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن صرف اُنہی وجوہ میں جن کا اُن قراء سے نقل کرنے پر تمام طرق کا اتفاق ہو اور ان پر سب جماعتوں کا اجماع ہو اور ان جماعتوں میں سے کسی نے بھی اُن کا انکار نہ کیا ہو نیز وہ مشہور اور شائع و ذائع ہوں مگر چونکہ انہی کی بعض وجوہ ایسی بھی ہیں جن میں تواتر نہیں پایا جاتا اس لیے ان میں شہرت و استفاضہ کی شرط ضرور لگانی پڑے گی۔

حاصل یہ کہ ہم جملہ اختلافی وجوہ میں تواتر کی شرط نہیں لگاتے ہیں۔ اور اختلافی وجوہ میں سے جو وجوہ مشہور ہیں مثلاً امام ابوعمرو رحمہ اللہ کا ادغام۔ ورش رحمہ اللہ کی نقل

www.KitaboSunnat.com

حرکت۔امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا میم جمع وھاءِ کنایہ میں صلہ ان میں تواتر کا مدعی زیادہ سے زیادہ یہ تو ثابت کرسکتا ہے کہ وہ خاص اُس امام سے بطریق تواتر ثابت ہیں جس کی طرف ان کی قرآءت منسوب ہیں بشرطیکہ وہ انتہائی کوشش کے ساتھ ان وجوہ میں سند کی دونوں جانبوں اور درمیانی واسطوں کا مساوی و برابر ہونا ثابت کردیں مگر یہ کہ یہ وجوہ اس امام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی ہر ہر ناقل و فرد کے اعتبار سے متواتر ہیں اس بات کو وہ بصد مشکل بھی ثابت نہیں کرسکتے اس لیے کہ اُن وجوہ کے ناقلین آحاد وقلیل ہیں نہ کہ لاتعداد و بیشمار البتہ بعض وجوہ ضرور ایسی ہیں جو بطریق تواتر ثابت ہیں۔"

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس ساقط الاعتبار کلام کو ذرا دیکھو تو سہی کہ وہ کس بے فکری ولاپرواہی سے صادر ہوا ہے اور اس میں باوجود قلیل ہونے کے کس قدر تناقض اور اختلاف ہے میں نے اپنے شیخ امام ولی اللہ ابو محمد بن محمد بن محمد الجمال رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس کلام کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:

"یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کا وجود ہی ختم کردیا جائے اور اسے بالکل ظاہر ہی نہ کریں اور بلاشبہ یہ دین میں طعن ہے۔"

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ گواہ ہے کہ اس سے ہمارا مقصود یہ ہرگز نہیں کہ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کریں اور ان کی قدرو منزلت کو جہالت کی طرف منسوب کریں اس لیے کہ بسااوقات اسپ تازی بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی شخصیت سے بھی غلطی ہوجاتی ہے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ اس لغزش وخطا پر تنبیہ کردیں تاکہ وہ حضرات جنھیں علماء کے اقوال کی معرفت اور حضراتِ آئمہ کے احوال کی اطلاع نہیں وہ اس غلطی سے بچ جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ شخصیت کی بجائے قولِ حق و مذہب صحیح ہی اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جائے۔اب ہم علامہ ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا کلام پر تفصیلی بحث کرتے ہیں۔

﴿قولہ﴾ ”منجملہ اُن وجوہ کے جو ان قراء سبعہ وعشرہ کی طرف منسوب ہیں اور اُن کا اھل لغت وغیرہم نے انکار کیا ہے۔“

یہ بات ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے علامۂ روزگار و فاضل کی شان کے سراسر خلاف ہے کہ وہ مندرجۂ بالا وجوہِ قرآءات کو اُن اھل لغت وعلماء لغت اور خالص عربوں کے یہاں منکر وضعیف بتارہے ہیں جن پر قدیم ومتاخر دونوں زمانوں میں اعتماد رہا ہے اور جو ان وجوہ کی توجیہ اور ان سے استدلال کرتے چلے آتے ہیں۔غور کرو کہ یہ حضرات کسی ایسی قرآءت کا انکار کیسے کرسکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ سے تواتر یا شہرت کے طور پر ثابت ہوئی ہو البتہ متاخرین نحات کی ایک جماعت ضرور ایسی ہے جو ان قرآءات کا انکار کرتی ہے مگر اُن کا یہ انکار ناقابل اعتبار ہے اس لیے کہ اُنھیں قرآءات کی ذرا بھی معرفت نہیں، نیز اُن پر جمود اور تنگ نظری کا ایسا غلبہ ہے کہ بس وہ اُنہی قیاسات و اُصول کو صحیح سمجھتے ہیں جو ان کے علم میں ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم عرب کے جملہ لغات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں عام ہے کہ وہ لغات فصیح تر ہوں یا صرف فصیح ہوں حتیٰ کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی کے سامنے قرآنِ مجید کی کوئی ایسی وجہ پیش کی جائے جو نازل شدہ طریق کے خلاف اور نحو کے ظاہری قیاس کے موافق ہو اور جس کے مطابق کسی قاری نے بھی قرآءت نہ کی ہو تو وہ فوراً اس وجہ کی صحت کا حکم لگادیں گے اور اگر اس کے برعکس اُن سے کسی ایسی متواتر قرآءت کے متعلق دریافت کریں جس کے لیے وہ کسی ظاہری قیاس کو نہیں جانتا تو فوراً اس کا انکار اور اس کے شذوذ کا قطعی فیصلہ کردے گا۔ یہاں تک کہ بعض نحوی حضرات لَا تَاْمَنَّا (یوسف) کے ادغام جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جملہ اہل اسلام کا اجماع ہے اس کے بارہ میں یہ قطعی فیصلہ صادر کردیتے ہیں کہ:

”یہ لحن ہے جو عرب کے یہاں جائز نہیں اس لیے کہ تَاْمَنُ فعل مرفوع ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جس کو بعد والے نون میں مدغم کرنے کی غرض سے ساکن کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔''

اندازہ کرو کہ یہ لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے ساتھ کس بے باکی و بے حیائی کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ اپنے ظاہری قیاس کو اصل اور قرآنِ عظیم کو اس کی فرع قرار دے رہے ہیں۔ حَاشَا وَكَلَّا اور لغت کے اماموں اور خالص عربوں میں سے وہ علماء جن کی اقتداء کی جاتی ہے ایسی بات سے بالکل بری اور پاک وصاف ہیں۔ اور اُن کا حال یہ ہے کہ وہ مندرجہ بالا وجوہ اور اسی طرح ان کے ہم مثل دوسرے حروف واختلافات میں سے ہر ہر وجہ واختلاف وحرف کی توجیہ میں پوری کوشش صرف کر ڈالتے ہیں اور ان کے انکار کرنے والوں کا بہت سختی سے محاسبہ کرتے ہیں حتی کہ لغت ونحو کے امام ابوعبداللہ محمد بن مالک رحمہ اللہ اپنے منظوم قصیدہ ''الکافیۃ الشافعیۃ'' میں ''فصل بین المتضائفین'' کے بیان میں فرماتے ہیں:

وَعُمْدَتِيْ قِرَاءَةُ ابْنِ عَامِرٍ
فَكَمْ لَهَا مِنْ عَاضِدٍ وَّنَاصِرٍ

''اور مضافین کے درمیان فاصلہ کے جائز ہونے کے متعلق میری دلیل امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت ہے جس کے لیے بہت سے شواہد موجود ہیں۔''

اور اگر طوالت کا اور کتاب کے اپنے اصلی مقصود سے ہٹ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موقعہ پر اُن تمام وجوہ کو درج کرتا جس کے بارہ میں ابو شامہ رحمہ اللہ کا یہ خیال ہے کہ اہل لغت نے اُن کا انکار کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اُن وجوہ کے متعلق اہل لغت کے تائیدی اقوال وکلمات بھی ضرور درج کرتا...... اور اگر زندگی نے وفا کی تو اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تالیف کروں گا جو دلوں کو شفا اور سینوں کو انشراح وجلاء بخشے گی اور اس میں ایسی تمام وجوہ و قراءات کی توجیہ بیان کروں گا جن کا بعض جاہل لوگوں نے انکار کیا ہے جنھیں قراءات سبعہ و قراءات عشرہ سے دُور کا بھی لگاؤ نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: اللہ کے فضل و کرم سے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اُمید بھی بخیر و خوبی پوری ہوئی اور آپ نے قراءات کی توجیہات کے بارہ میں بھی ایک کتاب جس کا نام ''التوجیہات فی اصول القراآت'' ہے۔ تالیف فرمائی فَلِلّٰہِ دَرُّہٗ۔

امام ابونصر شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن میں وَالْأَرْحَامِ (نساء) کے جر والی قرآءت کی تضعیف کے متعلق زجاجی کا کلام نقل کر کے فرماتے ہیں کہ:

''اس قسم کا کلام ائمہ دین کے یہاں مردود و باطل ہے کیوں کہ وہ قراءات جن کے موافق اُن آئمہ قراء نے پڑھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رَد کر رہا ہے اور گویا آپ ہی کی قرآءت کو قبیح و مذموم بتا رہا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور یہ ایسا نازک مرحلہ ہے جس میں لغت و نحو کے ائمہ کی تقلید نہیں کی جا سکتی اور شاید اُن حضرات کا مقصد یہ ہے کہ یہ وجوہ و قراءات صرف فصیح و صحیح ہیں نہ کہ افصح و اصح بھی۔ اور ہمارا بھی یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ قراءات کی تمام کی تمام وجوہ فصاحت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں بلکہ دعویٰ صرف یہ ہے کہ جملہ وجوہ صحیح و فصیح ہیں۔''

اور امام ابوعمر ودانی رحمۃ اللہ علیہ جامع البیان میں، بَارِئِكُمْ اور يَأْمُرُكُمْ میں امام ابو عمرو بن علاء رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہمزہ اور راء کا اسکان نقل کر کے لکھتے ہیں کہ:

قرآءت کے امام کسی حرف میں اُس پر عمل نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور اور عربیت میں قیاس کے زیادہ موافق ہو بلکہ اُس پر عمل کرتے ہیں جو اثر کے اعتبار سے ثابت تر اور نقل و روایت کے لحاظ سے صحیح تر ہو اور جب کوئی حرف اس طرح ثابت ہو جائے تو اس کو نہ عربیت کا قیاس رد کر سکتا ہے اور نہ لغت کی شہرت کیوں کہ قرآءت سُنَّتِ مُتَّبَعَةٌ ہے جس کا قبول کرنا واجب اور اس پر اعتماد لازم ہے۔''

﴿قولہ﴾ ''پس یہ سب اختلافات ناقلین کے ضبط کی قلت پر محمول ہیں۔ الخ۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ تمام وجوہ اُس شخص کی جہالت وکم علمی پر محمول ہیں جو اُن کے لیے ایسی توجیہات وتائیدات کو نہیں جانتا جو صحیح ہیں اور جن پر یہ وجوہ و قرآءات متفرع ہیں جیسا کہ ہم عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کتاب میں ان توجیہات کو بیان کریں گے جس کی تالیف کا ابھی ہم نے وعدہ کیا ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ یہ تمام اختلافات و وجوہ ثابت ومشہور اور شائع و ذائع ہیں اور ان کے ناقلین ایسے ائمہ ہیں جو ثقہ ومعتمد ہیں اور اگر یہ وجوہ اُن کے ناقلین کے ضبط کی قلت پر محمول ہیں تو صد افسوس! کیا ادوارِ سابقہ میں دیندار لوگوں پر دین اس قدر بے وقعت ہو گیا تھا کہ ان کے زمانہ میں ایک شخص اُٹھ کر محض اپنے ضبط کی قلت وخود رائی کی بناء پر قرآءت میں ایسی چیز داخل کر دیتا ہے جو اس میں سے نہیں اور پھر وہ چیز اس سے سنی اور اخذ بھی کی جاتی ہے اور اسے نمازوں وغیرہ میں پڑھا بھی جاتا ہے اور اسے حضراتِ ائمہ اپنی کتابوں میں درج بھی کرتے ہیں اور اس کے موافق پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں اور اسے شائع وذائع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ وجہ چلتے چلتے اسی طرح ہمارے زمانہ تک آ پہنچتی ہے اور دین کے اماموں میں سے کوئی بھی اس کی تلاوت کو منع نہیں کرتا باوجودیکہ اس پر اجماع منعقد ہے کہ جو اپنی رائے سے قرآن میں کوئی حرکت یا کوئی حرف زیادہ کر دے یا کم کر دے اور پھر اس پر اصرار وہٹ دھرمی بھی کرے اس کے کفر میں ذرا بھی شک نہیں و نیز باوجودیکہ قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لیا ہے اور اس میں کوئی غلط بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آ سکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔

﴿قولہ﴾ ''اور اگر یہ وجوہ صحیح نقل سے ثابت ہو جائیں۔ الخ۔''

اس کے جواب میں علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات پہلی بات سے بھی سخت ہے اس لیے کہ جب ہم نے یہ فرض کر لیا کہ:

''یہ وجوہ صحیح اور اُن سبعہ احرف میں سے ہیں جن کی قرآءت جائز نہیں تا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ و حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلاوت کا ان کے شایانِ شان ہونا ثابت ہوجائے۔''

تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب اُن وجوہ کے صحیح و سبعہ احرف میں سے ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو پڑھا ہی نہیں تو وہ کون ہے جس نے ان وجوہ کو اُن حضرات ائمہ تک پہنچایا جو ان کے موافق تلاوت کرتے ہیں۔

﴿قولہ﴾ ''مگر چونکہ انہی کی بعض وجوہ ایسی بھی ہیں جن میں تواتر نہیں پایا جاتا۔ الخ۔''

اس کے جواب میں علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جو امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ۔ امام حمزہ رحمہ اللہ۔ امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ۔ امام ابوجعفر مدنی رحمہ اللہ۔ امام نافع مدنی رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ اور اسی طرح بزی رحمہ اللہ و قنبل رحمہ اللہ و ہشام رحمہ اللہ کی قرآءات وروایات کے بارہ میں یہ کہے کہ وہ مشہور و شائع و ذائع نہیں۔

میرے خیال میں تو یہ ایک جاہل و ناواقف آدمی ہی کا کلام ہوسکتا ہے اور امام ابو شامہ رحمہ اللہ اس سے بالکل بری ہیں پس یا تو یہ کسی متعصب جاہل کا اضافہ ہے جسے اُس نے ابوشامہ رحمہ اللہ کی کتاب میں شامل کردیا ہے یا خود ابوشامہ رحمہ اللہ ہی کا قول ہے مگر چونکہ ''المرشد الوجیز'' ان کی ابتدائی تالیف ہے اس لیے اس میں ایسی ضعیف بات درج ہوگئی ہے جیسا کہ بہت سے مصنفین کو یہ صورت پیش آجاتی ہے ورنہ اگر ان کی دوسری تالیفات کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کس شد و مد سے ان وجوہ کی تائید کی ہے چنانچہ شرح شاطبیہ میں وَالْأَرْحَامِ میں امام حمزہ رحمہ اللہ کی جر والی قرآءت کی اور زُيِّنَ۔ قَتْلُ أَوْلَادُهُمْ شُرَكَآئِهِمْ میں فصل بین المضافین کی خوب زور وشور سے حمایت کی ہے پھر فصل بین المضافین کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''اُس شخص کے قول کی طرف ذرا بھی التفات نہ کرنا چاہیے جو یہ کہتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کا فصل عرب کے کلام میں نہیں آیا اس لیے کہ یہ نافی ہے اور اس قراءت کو صحیح سند سے نقل کرنے والا مثبت ہے اور ظاہر ہے کہ نفی و اثبات کے تعارض کے وقت بالاتفاق اثبات کو ترجیح ہوتی ہے اور اگر اس قائل کو یہ علم ہو جائے کہ یہ فصل بعض اہل عرب سے منقول ہے جسے انہوں نے نثر میں استعمال کیا ہے تو وہ فوراً اپنے قول سے رجوع کر لے گا سو افسوس ہے کہ اس کو قراءت کے ناقلین پر اتنا بھی اعتماد نہیں حالانکہ وہ قراءت کو تابعین سے اور وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔"

اس کے بعد ابو شامہ رحمہ اللہ نے اس کی اور بھی کافی تقریر کی ہے۔

﴿قولہ﴾ "حاصل یہ ہے کہ ہم جملہ اختلافی وجوہ میں تواتر کی شرط نہیں لگاتے ہیں۔"

اس کے جواب میں علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارا مذہب بھی یہی ہے لیکن صرف اُن چند اختلافات میں جن کا بیان گزر چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ قراءات کی تین قسمیں ہیں متواتر، صحیح، شاذ، پس متواتر وہ ہے جو عربیت و رسم دونوں کے موافق ہو نیز تواتر کے طریق پر منقول ہو۔ یہ یقینی و قطعی ہے اور اس زمانہ میں ایسی قراءات صرف قراءات عشرہ ہیں اور پہلے زمانہ میں اس قسم کی قراءتیں لا تعداد تھیں اور قراءت صحیحہ کی دو قسمیں ہیں۔

(اوّل) وہ جس کی سند آخر تک عادل و ضابط ناقلین کی نقل کے ذریعہ صحیح و متصل ہو نیز وہ عربیت و رسم کے موافق ہو اس کی پھر دو مزید اقسام ہیں۔

① وہ جس کی نقل شائع و ذائع ہو اور اُمت نے اُسے قبول کیا ہو۔ مثلاً وہ اختلافات جن کو بعض ناقلین یا بعض مصنفین نے انفراداً روایت کیا ہے اور مراتب مد بھی اسی قبیل سے ہیں یہ نوع بھی یقیناً صحیح اور منزل من اللہ اور منجملہ سبعہ احرف کے ہے۔ نیز یہ قراءت متواترہ ہی کے ساتھ ملحق ہے گو اس کے درجہ تک نہیں پہنچتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② جس کو اُمت نے قبولیت نہیں بخشی اور وہ شائع و ذائع نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جمہور علماء کی رائے پر اس کی تلاوت درست نہیں ہے اور اس کا نماز میں پڑھنا بھی جائز نہیں ہے، چنانچہ ابو عمرو بن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ مَا وَرَاءَ الْعَشَرَةِ مَمْنُوْعٌ مِّنَ الْقِرَاءَةِ بِهٖ۔ مَنْعَ تَحْرِيْمٍ لَا مَنْعَ كَرَاهِيَةٍ.))

”یعنی ائمہ عشرہ سے جو وجوہ وارد ہیں ان کی تلاوت تو درست ہے اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے جو اختلافات منقول ہیں ان کی قرآءت صرف مکروہ نہیں کہی جائے گی بلکہ ایسی قرآءت کا پڑھنا ممنوع و حرام ہے۔“

اور شیخ قاضی القضاۃ ابو نصر عبدالوہاب بن السبکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”جمع الجوامع“ باب الاصول میں فرماتے ہیں:

((وَلَا تَجُوْزُ الْقِرَاءَةُ بِالشَّاذِّ وَالصَّحِيْحُ اَنَّ مَا وَرَاءَ الْعَشَرَةِ فَهُوَ شَاذٌّ وِفَاقًا لِّلْبَغْوِيِّ وَالشَّيْخِ الْإِمَامِ.))

”یعنی شاذ قرآءتوں کی تلاوت درست نہیں اور حق یہ ہے کہ عشرہ کے علاوہ دوسری قرآءات شاذ ہیں نہ کہ عشرہ بھی چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اور ان کے والد ماجد شیخ امام ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے۔“

(دوم) وہ صحیح قرآءت جس میں عربیت و سند والے دو رکن تو موجود ہوں لیکن رسم کے خلاف ہو۔ مثلاً حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہم کی وہ قرآءات جو احادیث میں وارد ہیں۔ اس زمانہ میں ایسی قرآءتوں کو شاذ کہتے ہیں۔ کیوں کہ وہ مصاحف کی اجماعی رسم سے شاذ و منفرد ہیں۔ گو ان کی سند صحیح ہے۔ پس ایسی قرآءتوں کی تلاوت نہ تو نماز میں جائز ہے اور نہ نماز سے باہر، اور جو اُن قرآءتوں کو پڑھے اس کی تادیب ضروری ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جبکہ وہ قرآءت جو معنی اور رسم دونوں کے یا ان میں سے کسی ایک کے موافق اور نقل و روایت کے سراسر خلاف ہو سو وہ شاذ نہیں بلکہ وہ جھوٹی اور موضوع ہے جس کا جان بوجھ کر پڑھنے والا بلاشبہ کافر ہے۔

حاصل یہ کہ وہ وجوہ جو صرف بعض ناقلین سے انفراداً منقول یا صرف بعض طرق کے ساتھ مخصوص ہیں ہم ان میں سے ہر ہر وجہ میں تواتر کا دعویٰ نہیں کرتے یہ دعویٰ تو ایک ایسا جاہل آدمی ہی کرسکتا ہے جس کو تواتر کی تعریف ہی کا علم نہ ہو۔ ہمارا مدعا تو صرف یہ ہے کہ قراءِ عشرہ سے جو وجوہ منقول ومقروء ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) متواتر۔ (۲) صحیح ومقبول۔

اور ہمارے یہاں ان دونوں ہی قسموں سے قطعیت ویقین حاصل ہو جاتا ہے۔

کیا علم قرآءت خبر واحد کے قبیل سے ہے:

اعتراض: بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ علم قرآءت خبر واحد کے قبیل سے ہے لہٰذا اس میں تواتر نہیں ہے۔

جواب: علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس اعتراض کو میں نے اپنے شیخ شمس الدین محمد بن احمد خطیب یبرود شافعی رحمہ اللہ جو اپنے زمانہ کے یگانۂ روزگار امام تھے ان کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

> اعتراض کرنے والے حضرات نے قرآءات کی تخریج کو احادیث کی تخریج کی طرح سمجھ لیا اور یہ خیال کرلیا کہ جس طرح احادیث میں جب کسی حدیث کا مدار ایک ناقل پر ہو تو اس کو خبر واحد کہتے ہیں اور ان کے خیال کے مطابق اسی طرح قرآءات میں بھی جب کسی قرآءت و روایت کی نسبت ایک ہی امام کی طرف ہو تو اس کو بھی خبر واحد ہی کہیں گے نہ کہ متواتر۔ اور ان حضرات پر یہ بات مخفی رہی کہ خاص اُس ایک امام کی طرف قرآءت و روایت کی نسبت فقط اصطلاح وعرف کی بناء پر ہے۔ ورنہ ہر زمانہ میں پورے شہر والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قرآءت و روایت کو پڑھتے پڑھاتے تھے، جس کو انہوں نے جماعت در جماعت پہلے لوگوں سے حاصل کیا تھا اور اگر اس قرآءت و روایت کا ناقل ایک ہی ہوتا اور دوسرے اہل شہر میں اس کا چرچا و شہرہ اور رواج نہ ہوتا تو اس پر کوئی بھی اس ایک امام کی موافقت نہ کرتا سب کے سب اس قرآءت و روایت سے بچتے اور دوسرے کو بھی اس سے بچنے کا حکم کردیتے حالانکہ ایسا نہیں۔''

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں شیخ نے سچ فرمایا چنانچہ مندرجہ ذیل اقوال وارشادات اس کی صداقت کی واضح دلیل ہیں۔

① ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے قنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ سنہ ۲۳۷ھ میں مجھ سے قواس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس آدمی یعنی بزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملو اور ان سے کہو کہ یہ حرف یعنی وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (مخفف) ہماری قرآءت میں سے نہیں ہے اور روایت کی رو سے مَیِّت کا وہی لفظ تخفیف یاء سے پڑھا جاتا ہے جو مصداق کی رُو سے مرچکا ہو اور جو ابھی مرا نہ ہو وہ مشدد ہی ہے پس میں بزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور انہیں اس بات کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ یعنی بے شک میں نے اس سے رجوع کرلیا

② محمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان سے کہا:

آپ ((لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ)) کو کس طرح پڑھتے ہیں؟ امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ((لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوْثِقُ)) کسرہ سے۔ اس شخص نے کہا آنحضرت ﷺ تو لَا يُعَذَّبُ وَلَا يُوْثَقُ فتحہ سے پڑھتے تھے پھر آپ کسرہ کیوں پڑھتے ہیں؟ امام ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((لَوْ سَمِعْتُ الرَّجُلَ الَّذِيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخَذْتُهُ عَنْهُ وَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ لِاَنِّيْ اَتَّهِمُ الْوَاحِدَ الشَّاذَّ اِذَا كَانَ عَلٰى خِلَافِ مَا جَاءَتْ بِهِ الْعَامَّةُ.))

''یعنی میں اگر خود بھی کسی سے کوئی ایسی قرآءت سن لوں جس کو اُس نے آنحضرت ﷺ سے بلاواسطہ سنا ہو اور وہ قرآءت عام و متواتر قرآءت کے خلاف ہو۔ تب بھی اس شخص سے اس قرآءت کو اخذ نہیں کروں گا کیونکہ میں کسی واحد شاذ روایت کو متہم جانتا ہوں جب کہ وہ اکثر ناقلین کی روایت کے خلاف ہو۔''

شیخ ابوالحسن سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کہ فتحہ والی قرآءت بھی تواتر سے ثابت ہے۔''

علامہ جزری رحمہ اللہ نے فرمایا میں کہتا ہوں:

''سچ فرمایا کیونکہ یہ امام کسائی رحمہ اللہ اور امام یعقوب رحمہ اللہ کی بھی قرآءت ہے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ:

''کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک روایت ایک قوم کے یہاں تو متواتر ہوتی ہے اور دوسری جماعت کی رائے پر غیر متواتر۔ اور امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ نے فتحہ والی قرآءت کا انکار اسی بنا پر کیا ہے کہ وہ آپ کو تواتر کے طریق پر نہیں پہنچی تھی۔''

علامہ جزری رحمہ اللہ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ متقدمین حضرات کی یہی عادت تھی کہ جو قرآءت ان کے یہاں بطریق تواتر ثابت نہیں ہوتی تھی اس کا انکار فرمادیتے تھے، اور خاص خاص قراء و رواۃ کی طرف منسوب ہونے کے باوجود قرآءات و روایات متواتر اس بنا پر ہیں کہ ان قراء کی تعیین و تخصیص لازم نہیں بلکہ اگر ان کے بجائے دوسرے قراء معین و مخصوص کر لیے جائیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں اور خاص ان قراء کی تعیین کا سبب یہ ہے کہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے یہ حضرات قرآءات کے پڑھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھانے کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے یا یہ کہ یہ حضرات تعیین و انتخاب کا کام سرانجام دینے والے لوگوں کے مشائخ و اساتذہ ہیں اس بنا پر انہوں نے اپنے اساتذہ ہی کو خاص کرلیا یہی وجہ ہے کہ اسلاف و متقدمین میں سے کئی حضرات نے قراءت و روایت کے خاص ایک امام کی طرف منسوب کرنے کو مکروہ جانا ہے، چنانچہ ابن ابی داود رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ متقدمین حضرات فلاں کی سند۔'' فلاں کی قراءت '' کہنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔

علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ اسی بات سے اندیشہ کرنے کی بناء پر تھا کہ ابو شامہ رحمہ اللہ کی طرح کوئی شخص یہ وہم نہ کرلے کہ قراءت جب ایک خاص شخص کی طرف منسوب ہو تو ''آحاد'' کے قبیل سے ہوتی ہے اور یہ لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ ان قراء میں سے ہر ہر قاری کی طرف جو جو قراءت منسوب ہے'' اس کی تلاوت کرنے والے ہمارے اس زمانہ کی بہ نسبت خود اس قاری کے اور اسی طرح اس سے پہلے کے زمانہ میں کئی گنا زیادہ تھے۔

اگر ہر ہر قراءت متواتر نہ ہو تو لازم آئے گا کہ قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہو اس لیے کہ ہم قرآنِ مجید میں بہت سے حروف و کلمات ایسے پاتے ہیں کہ ان میں قراء کا اختلاف ہے اس طرح کہ ان قراء میں سے ہر ایک کی قراءت دوسرے قاری کی قراءت سے مختلف اور جدا ہے۔

مثلاً اَرْجِهْ (شعبہ بالخلف' حفص حمزہ) اَرْجِهِ (ورش کسائی۔ خلف۔ ابن جماز و ابن وردان بالخلف) اَرْجِهِ (قالون و ابن وردان وجہ ثانی) اَرْجِئْهُ (مکی و ھشام بالخلف) اَرْجِئْهُ (ابو عمرو۔ یعقوب و ھشام اور شعبہ ہر دو وجہ ثانی) اَرْجِئْهِ (ابن ذکوان)

اسی طرح مٰلِكِ (عاصم کسائی۔ خلف۔ یعقوب) مَلِكِ (نافع۔ ابو جعفر۔ مکی۔ ابو عمرو۔ شامی۔ حمزہ) وَمَا يُخٰدِعُوْنَ (نافع ابو عمرو۔ مکی) وَمَا يَخْدَعُوْنَ شامی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عاصم۔حمزہ۔کسائی۔خلف۔ابوجعفر۔یعقوب وغیرہ وغیرہ۔

پس مندرجۂ بالا قول کی رُو سے ان میں سے کوئی قرآءت بھی متواتر نہیں اور اس کی خرابی ظاہر ہے کیوں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ غیر متواتر ہو اس لیے کہ دو یا تین سے تواتر ثابت نہیں ہوتا۔اور یہ صحیح نہیں۔

چنانچہ امام جعبری رحمہ اللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ:''اس کلمہ کی اختلافی وجوہ میں سے ہر ہر وجہ اسی طرح متواتر ہے مگر یہ وجوہ اس کلمہ کے اجزاء میں سے بعض ہیں نہ کہ کل۔کیونکہ کل تو پورا کلمہ ہے نہ کہ محض یہ وجوہ۔'' پس اس سے اُس شخص کے قول کا فساد ظاہر ہوگیا جو یہ کہتا ہے کہ:''اختلافی کلمات تو متواتر ہیں لیکن ان کی اختلافی وجوہ متواتر نہیں۔'' اور فساد کی وجہ یہ ہے کہ اختلافی کلمہ انہی اختلافی وجوہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ان سے الگ اور مستقل کوئی چیز نہیں۔لہٰذا جب آپ الصِّرَاطَ پڑھتے ہیں تو اس کا تلفظ صاد یا سین یا اشمام بالزای یا ان تین میں سے کسی ایک وجہ کے مطابق کرتے ہیں ان سے الگ اور جدا اس کلمہ کا کوئی اور مزید تلفظ نہیں کرسکتے۔پس ان وجوہ کے عدم تواتر سے خود اس کلمہ کا عدم تواتر لازم آئے گا جو باطل ہے۔'' میں کہتا ہوں کہ جعبری رحمہ اللہ کا مقصود ابو شامہ رحمہ اللہ کے قول کا رد ہے۔واللہ اعلم۔

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ امام مالک رحمہ اللہ سے تو یہ روایت بیان کی ہے کہ بسم اللہ قرآن کا جزو نہیں لیکن ان کا مذہب اس کے برعکس یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن بلکہ ہر ہر سورت کا جزو ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ اہل مکہ میں سے ہیں جو دو سورتوں کے درمیان بسملہ کو ثابت رکھتے ہیں۔اور اسے فاتحہ کی اور اسی طرح ہر ہر سورت کی ایک مستقل آیت شمار کرتے ہیں۔نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے اسماعیل قسط رحمہ اللہ سے قرآءت ابن کثیر رحمہ اللہ پڑھی ہے پس شافعی رحمہ اللہ نے عدم بسملہ والی اُس روایت پر تو اعتماد نہیں کیا جو امام مالک رحمہ اللہ سے ہے اس لیے کہ وہ آحاد میں سے ہے اور ابن کثیر رحمہ اللہ کی قرآءت پر اعتماد کرلیا۔کیونکہ وہ متواتر ہے اور یہ ایک لطیف اور دقیق بات ہے جو قابل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور ہے اور میں اپنے اصحاب کی کتب میں یہ لکھا ہوا دیکھتا تھا کہ ”شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عدم بسملہ والی حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے لیکن اس پر اعتماد نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ اس بارہ میں امام شافعی کے لیے کوئی علت وسبب ظاہر ہوا ہوگا ورنہ بلا وجہ وہ اس حدیث کی اتباع کو ترک نہ کرتے۔“

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے اصحاب میں سے کسی نے بھی اس کی وجہ بیان نہیں کی اور میں ایک رات اس میں غور وفکر کر رہا تھا کہ اچانک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بات دل میں ڈالی کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت آحاد میں سے ہے۔ اور قراءت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متواتر ہے اس بنا پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آحاد کو چھوڑ کر متواتر پر عمل کرلیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ پھر فرماتے ہیں میں نے قراءت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بھی پڑھی ہے جو بعینہٖ بزی رحمۃ اللہ علیہ وقنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی طرح ہے اور جب شافعیہ کے اکابر ائمہ میں سے ہمارے بعض اصحاب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے مجھ سے قراءت ابن کثیر بروایت امام شافعی پڑھنے کے خیال کا اظہار فرمایا۔ پس اس تفصیل سے بھی اس بات کی تائید ہوگئی کہ ہر شہر والوں کی قراءت ان کے اعتبار سے متواتر ہے۔

④ امام ابو حاتم سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ”بصرہ میں سب سے پہلے جس نے قراءت کی وجوہ کو تلاش کیا اور انہیں ایک تالیف میں جمع کردیا اور شاذ ومشہور اور متواتر قراءتوں کی تحقیق کی وہ ہارون بن موسیٰ اعور رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو قراء میں سے تھے پس لوگوں نے ان کے اس عمل کو ناپسند کیا اور یہ کہا کہ انہوں نے قراءتوں کو ایک تالیف میں جمع کرکے نامناسب کام کیا ہے جس سے فن قراءت کی اہمیت وعظمت ختم ہوجاتی ہے اس لیے کہ قراءات کی شان تو یہ ہے کہ انہیں ہر قرن وزمانہ والے جماعت در جماعت بالمشافہہ ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس قول سے بھی قراءات کے متواتر ہونے کی مزید تائید ہو جاتی ہے۔

⑤ حافظ علامہ ابوسعید خلیل کیکلائی علائی رحمۃ اللہ اپنی کتاب ''المجموع المذہب'' میں فرماتے ہیں کہ ''شیخ شہاب الدین ابوشامہ رحمۃ اللہ نے کتاب 'المرشد الوجیز' وغیرہ میں ایسا کلام فرمایا ہے جس سے قراءات سبعہ اور ان کے علاوہ دوسری اختلافی قراءات میں فرق معلوم ہوتا ہے اور ابوشامہ رحمۃ اللہ کے سوا دوسرے قراء متقدمین کے کلام سے یہ وہم ہوتا ہے کہ قراءات سبعہ کی وجوہ متواتر نہیں بلکہ ان میں سے اکثر وجوہ صرف ایسی ہیں کہ ان میں صحت سند، اتباع رسم، موافقت عربیت ولغت فصیحہ یہ تینوں رکن موجود ہیں اور ان میں فقط استفاضہ وشہرت کافی ہے تواتر کی شرط کی ضرورت نہیں حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔ بلکہ قراءات عشرہ کی سبھی وجوہ متواتر ہیں اور ان لوگوں کو یہ شبہ اس سے ہو گیا کہ قراءات سبعہ کی سندیں صرف مشہور ومعروف قراء وروات ورجال میں منحصر ہیں جو متواتر کی حد تک نہیں پہنچتے اس بنا پر انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ قراءتیں اخبارِ آحاد کے قبیل سے ہیں۔''

⑥ علامہ جزری فرماتے ہیں میں نے اپنے شیخ امام الائمہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ سے اس بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ''ان سندوں کے خاص ایک جماعت میں منحصر ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ قراءتیں ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ثابت ومنقول ہی نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ یہ قراءتیں ہر زمانہ اور ہر شہر میں اور ہمیشہ سے جماعت در جماعت اور طبقہ در طبقہ متواتر طریق پر چلی آ رہی ہیں اور خاص ان حضرات کی طرف نسبت کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات اختلافی وجوہ کے ضبط ونشر کی اور اپنے شیوخِ سند کے حفظ وضبط کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے، دیکھو حجۃ الوداع وغیرہ کے بارہ میں جو اخبار واحادیث وارد ومنقول ہیں وہ نہایت واضح مگر آحاد کے قبیل سے ہیں اس کے باوجود حجۃ الوداع وغیرہ کا واقعہ متواترہ ہے کہ اسے ہر زمانہ اور ہر شہر میں ایک طبقہ اور ایک بہت بڑی جماعت دوسرے طبقہ اور جماعت سے نقل کرتی چلی آئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے پس قرآءات کا حال بھی یہی ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر تنبیہ کرنا نہایت ضروری ومناسب ہے۔'' (منجد المقرئین ومرشد الطالبین للامام المحقق محمد ابن الجزری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرات تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے شیوخ قرآءات:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت بڑی تعداد قرآءات کو جاننے والے تھے پھر ان میں سے بعض حضرات حفاظ کرام اور بعض خصوصیت کے ساتھ معلم قرآءات تھے۔ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ ان معلمین قرآءات کے متعلق کتاب القراء ات میں کہتے ہیں:

''مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ، اُمہات المؤمنین میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور انصار میں سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ، حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وجوہ قرآءات منقول ہیں۔''

اسی گروہ میں سے حضرت عیاش رضی اللہ عنہ اور آپ کے فرزند حضرت ابوالحارث عبداللہ بن عیاش قرشی رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ بن اسقع لیثی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

ان میں سے اکثر حضرات نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست اور بعض نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے قرآن پڑھا تھا اور تمام جماعت روزانہ حضور

www.kitabosunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی زبان مبارک سے سنتی رہتی تھی۔ اس برگزیدہ جماعت نے ہر حرکت و اسکان اور حذف و اثبات کو حضور ﷺ سے ضبط کیا تھا اور جس طرح پڑھا تھا اسی طرح تابعین کو پڑھا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد قرآن پڑھانے والے تابعین عظام ہیں جو اسلامی دنیا کے ہر گوشہ میں موجود تھے۔ ان میں سے پانچوں اسلامی مرکزوں میں حسب ذیل حضرات خصوصیت کے ساتھ قراءات کے معلم تھے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سیّد التابعین حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ وحضرت عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت معاذ بن الحارث معروف بمعاذ قاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسلم بن جندب ہذلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عکرمہ بربری رحمۃ اللہ علیہ مولی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

مکہ معظمہ میں حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عکرمہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت درباس رحمۃ اللہ علیہ، مولی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

کوفہ میں حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبیدہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حارث بن عبداللہ الاعور ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سعد بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزرعہ بن عمرو بن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید جبیر والبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم بن یزید بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حمران بن اعین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو اسحٰق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منصور بن معتمر بن مقسم ضی ضریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت منہال بن عمرو اسدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

بصرہ میں حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نصر ابن عاصم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالاسود دولی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطان بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

دمشق میں حضرت مغیرہ بن ابی شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

ان میں سے بعض نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہِ راست اور بعض نے تابعین کے واسطہ سے قرآن پڑھا تھا اور ہر حرف کو ضبط کیا تھا پھر بعض نے اپنا تمام وقت اور بعض نے اکثر اور بعض نے ایک حصہ خدمت قرآن کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

صاحب اختیار ائمہ قرآءات:

انہیں تابعین اور تبع تابعین میں سے وہ حضرات ہیں جنھوں نے سب کچھ چھوڑ کر اپنے آپ کو خدمت قرآن کے لیے وقف کر دیا۔ حصول قرآءات اور ان کے ضبط و حفظ میں انتہائی جدوجہد کی حتی کہ مقتدائے روزگار ائمہ بن گئے۔ ان میں سے بعض نے کئی کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمہم اللہ سے اور بعض نے صرف تابعین رحمہم اللہ سے اور بعض نے تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ سے قرآن پڑھا۔ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے اپنے اساتذہ کی تعلیم کردہ وجوہ قرآءات میں سے عربیت میں اقویٰ اور موافق رسم وجوہ سے اپنے لیے جدا جدا قرآءات اختیار کر لیں اور عمر بھر انہی کو پڑھتے پڑھاتے رہے۔ تمام مفسرین و محدثین اور جملہ فقہاء و مجتہدین ان کی اختیار کردہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءتوں کو بلاعذر قبول کرتے تھے اور مذکورہ بالا اسلامی مرکزوں میں سے کوئی شخص ان کے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا، بلکہ دوسری صدی سے دنیائے اسلام میں وہی پڑھی اور پڑھائی جانے لگیں۔ اسلامی ممالک کے بعید ترین علاقوں سے اور ہر شہر وقصبہ سے طلباء سفر کر کے ان سے پڑھنے آتے تھے اور ان قراءتوں کو ان کے نام سے منسوب کرتے تھے جو آج تک انہی کے نام سے معنون چلی آتی ہیں۔ ان صاحب اختیار حضرات میں سے......

مدینہ منورہ میں امام ابوجعفر یزید بن القعقاع قاری رحمہ اللہ، امام شیبہ بن النصاح قاضی رحمہ اللہ اور ان کے بعد امام نافع بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تھے۔

مکہ معظمہ میں امام عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ تھے۔ امام حمید بن قیس الاعرج رحمہ اللہ امام محمد بن عبدالرحمٰن بن محیصن سہمی رحمہ اللہ تھے۔

کوفہ میں امام یحییٰ بن وثاب اسدی رحمہ اللہ، امام عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ، امام سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ تھے۔ ان کے بعد امام حمزہ بن حبیب الزیات رحمہ اللہ، پھر امام ابوالحسن علی الکسائی رحمہ اللہ، پھر امام خلف بن ہشام البزار رحمہ اللہ تھے۔

بصرہ میں امام عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی رحمہ اللہ، امام عیسیٰ بن عمرو ہمدانی ضریر رحمہ اللہ، امام ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ ان کے بعد امام عاصم بن حجاج حجدری رحمہ اللہ تھے۔ پھر امام یعقوب بن اسحٰق حضرمی رحمہ اللہ تھے۔

اور دمشق میں امام عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ امام عطیہ بن قیس کلابی رحمہ اللہ امام اسمٰعیل بن عبداللہ بن مہاجر رحمہ اللہ تھے۔ ان کے بعد امام یحییٰ بن حارث ذماری رحمہ اللہ تھے۔ پھر امام شریح بن زید حضرمی رحمہ اللہ مشہور صاحب اختیار ائمہ تھے۔

اختیار قراءات کا یہ سلسلہ بے حد وسیع تھا جو صدیوں جاری رہا اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے صاحب اختیار ائمہ پیدا ہوئے۔ امام ابومحمد مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”کتابوں میں ان ستر صاحب اختیار ائمہ کی قراءات مذکور ہیں جو قراء سبعہ سے مقدم تھے۔“ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے قیاس کریں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم اور کمتر کتنے ائمہ ہوں گے۔

ائمہ کے تلامذہ اور رواۃ ان گنت تھے اور پھر ان میں سے ہر ایک کی جانشین ایک قوم بنی جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی مصنف کی یہ طاقت ہے کہ ان کا پورا شمار کر سکے۔

صاحب اختیار ائمہ قراءات عشرہ کے صرف دو دو شاگرد جو زیادہ معروف ہوئے ذکر کیے جاتے ہیں۔ یہ راوی کہلاتے ہیں اور پھر راویوں سے مثلاً علامہ جزری رحمہ اللہ صاحب طیبہ رحمہ اللہ تک جن واسطوں سے قراءات پہنچیں ان کو طرق کہتے ہیں۔

ائمہ عشرہ' ان کے راوی اور طرق:

نوٹ: طرق میں پہلے چوکور نمبر سے مراد استاذ اور گول نمبر سے مراد ان کے شاگرد ہیں۔

شمار	امام	راوی	طرق
①	امام نافع مدنی رحمہ اللہ (۷۰ھ-۱۶۹ھ)	① قالون رحمہ اللہ (۱۲۰ھ-۲۲۰ھ)	[۱] ابو نشیط رحمہ اللہ ① ابن بویان رحمہ اللہ ② قزاز رحمہ اللہ [۲] حلوانی رحمہ اللہ ① ابن ابی مہران رحمہ اللہ ② جعفر بن محمد رحمہ اللہ
		② ورش رحمہ اللہ (۱۱۰ھ-۱۹۷ھ)	[۱] ازرق رحمہ اللہ ① نحاس رحمہ اللہ ② ابن سیف رحمہ اللہ [۲] اصبہانی رحمہ اللہ ① ابن جعفر رحمہ اللہ ② مطوعی رحمہ اللہ
②	امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ (۴۵ھ-۱۲۰ھ)	① بزی رحمہ اللہ (۱۷۰ھ-۲۵۰ھ)	[۱] ابو ربیعہ رحمہ اللہ ① نقاش رحمہ اللہ ② ابن بنان رحمہ اللہ [۲] ابن حباب رحمہ اللہ ① ابن صالح رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		② قنبل رحمہ اللہ (۱۹۵ھ۔۲۹۱ھ)	② عبدالواحد بن عمر رحمہ اللہ [۱] ابن مجاہد رحمہ اللہ ① ابو احمد سامری رحمہ اللہ ② صالح رحمہ اللہ [۲] ابن شنبوذ رحمہ اللہ ① ابو الفرج رحمہ اللہ ② شطوی رحمہ اللہ
③	امام ابو عمرو بصری رحمہ اللہ (۷۰ھ۔۱۵۴ھ)	① دوری بصری رحمہ اللہ (۱۵۰ھ۔۲۴۶ھ) ② سوسی رحمہ اللہ (۱۷۳ھ۔۲۶۱ھ)	[۱] ابو الزعراء رحمہ اللہ ① ابن مجاہد رحمہ اللہ ② معدل رحمہ اللہ [۲] ابن فرح رحمہ اللہ ① ابن ابی بلال رحمہ اللہ ② مطوعی رحمہ اللہ [۱] ابن جریر رحمہ اللہ ① عبد اللہ بن حسین رحمہ اللہ ② ابن حبش رحمہ اللہ [۲] ابن جمہور رحمہ اللہ ① شذائی رحمہ اللہ ② شنبوذی رحمہ اللہ
④	امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ (۸ھ۔۱۱۸ھ)	① ہشام رحمہ اللہ (۱۵۳ھ۔۲۴۶ھ) ② ابن ذکوان رحمہ اللہ (۲۴۲ھ)	[۱] حلوانی رحمہ اللہ ① ابن عبدان رحمہ اللہ ② جمال رحمہ اللہ [۲] داجونی رحمہ اللہ ① زید بن علی رحمہ اللہ ② شذائی رحمہ اللہ [۱] اخفش رحمہ اللہ ① نقاش رحمہ اللہ ② ابن اخرم رحمہ اللہ [۲] صوری رحمہ اللہ ① رملی رحمہ اللہ ② مطوعی رحمہ اللہ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

⑤	امام عاصم کوفی رحمہ اللہ (۱۲۷ھ)	① شعبہ رحمہ اللہ (۹۵ھ-۱۹۳ھ)	① یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ ① شعیب رحمہ اللہ ② ابو حمدون رحمہ اللہ ② علیمی رحمہ اللہ ① ابن خلیع رحمہ اللہ ② رزاز رحمہ اللہ
		② حفص رحمہ اللہ (۹۰ھ-۱۸۰ھ)	① عبید رحمہ اللہ ① ہاشمی رحمہ اللہ ② ابو طاہر بن ابو ہاشم رحمہ اللہ ② عمرو بن صباح رحمہ اللہ ① فیل رحمہ اللہ ② زرعان رحمہ اللہ
⑥	امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ (۸۵ھ-۱۵۶ھ)	① خلف رحمہ اللہ (۲۲۹ھ)	① حداد رحمہ اللہ ① ابن عثمان رحمہ اللہ ② ابن مقسم رحمہ اللہ ① ابن صالح رحمہ اللہ ② مطوعی رحمہ اللہ
		② خلاد رحمہ اللہ (۲۲۰ھ)	① ابن شاذان رحمہ اللہ ② ابن الہیثم رحمہ اللہ ③ وزان رحمہ اللہ ④ طلحی رحمہ اللہ
⑦	امام کسائی کوفی رحمہ اللہ (۱۱۹ھ-۱۸۹ھ)	① ابو الحارث رحمہ اللہ (۲۴۰ھ)	① محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ ① بطی رحمہ اللہ ② قنطری رحمہ اللہ ② سلمہ بن عاصم رحمہ اللہ ① ثعلب رحمہ اللہ ② ابن فرج رحمہ اللہ
		② دوری کسائی رحمہ اللہ (۲۴۶ھ)	① نصیبنی رحمہ اللہ ① ابن جلندا رحمہ اللہ ② ابن دیزویہ رحمہ اللہ ② ابو عثمان رحمہ اللہ ① ابن ابی ہاشم رحمہ اللہ ② شنذائی

www.KitaboSunnat.com

۸	امام ابوجعفر مدنی رحمہ اللہ (۱۳۰ھ)	[۱] ابن وردان (۱۶۰ھ)	[۱] شاذان رحمہ اللہ (۱) ابن شبیب رحمہ اللہ (۲) ابن ہارون رحمہ اللہ [۲] ھبۃ اللہ رحمہ اللہ (۱) حنبلی رحمہ اللہ (۲) حمامی رحمہ اللہ
		[۲] ابن جماز رحمہ اللہ (۱۷۰ھ)	[۱] ابو ایوب ہاشمی رحمہ اللہ (۱) رزین رحمہ اللہ (۲) ازرق جمال رحمہ اللہ [۲] دوری رحمہ اللہ (۱) ابن نفاخ رحمہ اللہ (۲) ابن نہشل رحمہ اللہ
۹	امام یعقوب حضرمی رحمہ اللہ (۱۱۷ھ-۲۰۵ھ)	[۱] رویس رحمہ اللہ (۲۳۸ھ)	(۱) ابو الطیب رحمہ اللہ (۲) نخاس رحمہ اللہ (۳) ابن مقسم رحمہ اللہ (۴) جوہری رحمہ اللہ
		[۲] روح رحمہ اللہ (۲۳۴ھ)	[۱] ابن وہب رحمہ اللہ (۱) معدل رحمہ اللہ (۲) حمزہ بن علی رحمہ اللہ [۲] زبیری رحمہ اللہ (۱) غلام بن شنبوذ رحمہ اللہ (۲) ابن حبشان رحمہ اللہ
۱۰	امام خلف العاشر رحمہ اللہ (۱۵۰ھ-۲۲۹ھ)	[۱] اسحق رحمہ اللہ (۲۸۶ھ)	(۱) محمد بن اسحق رحمہ اللہ (۲) برصاطی رحمہ اللہ (۳) سوسنجردی رحمہ اللہ (۴) بکر بن شاذان رحمہ اللہ
		[۲] ادریس رحمہ اللہ (۱۸۹ھ-۲۹۲ھ)	(۱) شطی رحمہ اللہ (۲) مطوعی رحمہ اللہ (۳) ابن بویان رحمہ اللہ (۴) قطیعی رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت، روایت اور طریق:

اگر کسی قراءت کے تمام راوی اس پر متفق ہیں تو یہ قراءت کہلاتی ہے اور اگر کسی قراءت کے رواۃ میں اختلاف ہے مگر روایت کے طرق متحد ہیں تو یہ روایت کہلاتی ہے اور اگر راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہے خواہ کسی طبقہ میں ہو تو یہ طریق کہلاتا ہے۔

مثلاً امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے جب ان کے دونوں شاگرد حفص رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی کسی اختیار کردہ قراءت پر متفق ہوں تو وہ قراءت کہلاتی ہے۔ اور اگر ان کی کسی اور اختیار کردہ قراءت کو نقل کرنے میں ان کے شاگردوں کا اختلاف ہو مثلاً حفص رحمۃ اللہ علیہ اس کو روایت کرتے ہوں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نہ کرتے ہوں تو یہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی حفص سے روایت کہلائے گی۔ اسی طرح شعبہ رحمۃ اللہ علیہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی کسی اختیار کردہ قراءت کو نقل کرتے ہوں جس کو حفص رحمۃ اللہ علیہ نقل نہ کرتے ہوں تو وہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی شعبہ سے روایت کہلائے گی۔

پھر مثلاً حفص کی روایت بھی اس وقت کہلائے گی جب حفص کے تمام شاگرد اس کو نقل کرنے میں متفق ہوں۔ اگر ان کے شاگردان سے کوئی اور قراءت نقل کرنے میں مختلف ہوں جیسے عبید ایک طرح سے پڑھتے ہوں اور دیگر شاگرد دوسرے طریقے سے پڑھتے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کے نقل کردہ کو طریق کہتے ہیں۔

غرض یہ کہ قراءت ہو یا روایت یا طریق وہ سب درحقیقت امام عاصم سے ہی منقول ہوں گے لیکن جس قراءت میں نیچے تک اتفاق ہو اس کو تو امام عاصم کی قراءت کہتے ہیں اور جس میں حفص و شعبہ کا اختلاف ہو لیکن پھر ان کے شاگرد سب متفق ہوں تو اس کو حفص یا شعبہ کی روایت کہتے ہیں اور جس قراءت میں ان کے شاگردوں کا بھی باہم اختلاف ہو تو اس کو طریق کہتے ہیں جیسے طریق عبید۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلط روایات اور طرق:

یعنی ایک قرآءت پڑھتے ہوئے دوسری قرآءت پڑھنا:

اگر کوئی قرآءت یا روایت پڑھتے ہوئے دوسری بھی پڑھ دے تو اس بارہ میں چھ قول ہیں۔

1 ہر حال میں ناجائز ہے چنانچہ امام ابوالحسن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جمال القراء میں کہتے ہیں کہ ایک قرآءت کا دوسری کے ساتھ ملانا غلط ہے۔

2 امام ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ ''التبیان'' میں کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص قراء سبعہ میں سے کسی قاری کی قرآءت پڑھے تو اس کو لازم ہے کہ مضمون کے ختم تک وہی قرآءت پڑھتا رہے اس کے بعد دوسری پڑھ سکتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی قرآءت پڑھے۔

3 جعبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر ایک کلمہ دوسرے سے متعلق ہو تو دو قرآءتوں کو ملا کر پڑھنا منع ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

4 بہت سے آئمہ نے ہر حال میں جائز بتایا ہے اور ناجائز کہنے والوں کو غلطی پر کہتے ہیں۔

5 بعض اعتدال کی طرف گئے ہیں۔

6 علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں تفصیل ہے اگر ایک قرآءت دوسری پر مرتب ہو (مثلاً کوئی فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ بقرہ میں دو قرآءتوں کو مرکب کر کے اٰدَمُ اور كَلِمٰتٌ دونوں کا نصب پڑھے یا کوئی وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّآءُ آل عمران میں اسی طرح فاء کی تشدید اور ہمزہ کے رفع سے یا فاء کی تخفیف اور ہمزہ کے نصب سے پڑھے یا کوئی اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ حدید میں اَخَذَ کو معروف کے صیغہ سے اور مِيْثَاقُكُمْ کو قاف کے رفع سے اَخَذَ مِيْثَاقُكُمْ پڑھے یا اَخَذَ کو مجہول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مِیثَاقَکُمْ کو قاف کے نصب سے اُخِذَ مِیثَاقَکُمْ پڑھے) تو اس طرح ملا کر پڑھنا ہر حال میں حرام ہے۔ کیونکہ اس سے کلام اس لغت اور عربیت کے بالکل خلاف ہو جاتا ہے جس پر قرآن نازل ہوا ہے۔

اگر ایک قراءت دوسری پر مرتب نہ ہو تو دو قراءتوں کو ملا کر پڑھنا روایت کے موقع پر تو منع ہے کیونکہ اس سے روایت میں کذب اور ایک معتبر امام کی طرف اُس وجہ کی نسبت کرنا لازم آتا ہے جو اس نے نہیں پڑھی۔

اور اگر تلاوت میں ایک قراءت کے ساتھ دوسری پڑھ دی جائے تو بلاشبہ جائز ہے کوئی حرج نہیں کیونکہ ہر وجہ حق تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور نبی ﷺ نے اس کی تعلیم فرمائی ہے اور قرآن ہے۔ پس جو حرف بھی پڑھا جائے وہی کافی ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ غلط یہ ہے کہ قرآن میں وہ چیز پڑھی جائے جو قرآن نہ ہو باقی ایک وجہ کو دوسری وجہ سے ملا کر پڑھنا غلط نہیں۔

لیکن جو شخص طرق و روایات میں ماہر اور قراءت کے اختلاف کا جاننے والا ہو اس کے لیے ہم اس کو بھی عیب جانتے ہیں کیونکہ اس سے علماء اور عوام مساوی ہو جاتے ہیں اس لیے نہیں کہ وہ مکروہ یا حرام ہے اس بارہ میں علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہترین فیصلہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اور یہی وہ اصول ہے جس پر صاحب مذاہب آئمہ نے قراءتیں اختیار کی ہیں۔

(از شرح سبعہ بحوالہ مقدمہ عنایات رحمانی)

چند مفید معلومات اور اصطلاحات:

اختلاف قراءت کے چھ مراتب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① خلط فی الاختلاف المرتب:

یعنی ایک قراءت دوسری پر مرتب ومتفرع ہو جیسے ① اٰدَمُ كَلِمٰتٍ (غیر مکی) اور اٰدَمَ كَلِمٰتٌ (مکی) ② وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّآءَ (شعبہ) اور وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّآءُ (نافع۔ مکی۔ بصری اور شامی) ③ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ (غیر بصری) اور اُخِذَ مِيْثَاقُكُمْ (بصری) پس اس قسم کے اختلافات کو خلط کر کے پڑھنا ہر حال میں قطعاً حرام ہے۔

② خلط فی الروایۃ بالالتزام:

یعنی ایک روایت کی پابندی کر کے ایک ہی مجلس و تلاوت میں دوسری روایت کو اس سے ملا کر پڑھنا یہ ممنوع و ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے کذب فی الروایت (روایت میں غلط بیانی اور جھوٹ) لازم آتا ہے۔ سخاوی رحمہ اللہ و علامہ جزری رحمہ اللہ اور جعبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت مکروہ ہے نہ کہ ممنوع اور نووی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ مضمون کے ختم ہونے تک ایک ہی روایت کا پڑھنا ضروری ہے اور نئے مضمون کے شروع ہونے پر دوسری روایت پڑھ سکتے ہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی روایت پڑھیں۔

③ خلط فی الروایۃ بلا التزام علی حسب التلاوت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نقل کی پابندی کے بغیر محض تلاوت کی رو سے ایک روایت کو دوسری سے ملا دینا۔

④ خلط فی الطریق بالالتزام:

کسی خاص طریق کی پابندی کر کے دوسرے طریق کی وجہ کو اس سے ملا دینا، یہ دونوں صورتیں بلاشبہ جائز ہیں۔ لیکن جو شخص طرق و روایات میں ماہر اور قراءات کے اختلافات کا ماہر اور جاننے والا ہو۔ اس کے لیے یہ دونوں باتیں بھی غیر مستحسن اور ناپسندیدہ ہیں کیونکہ اس سے علماء اور عوام دونوں کا درجہ برابر ہو جاتا ہے نہ یہ کہ ایسا کرنا مکروہ یا حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ خلط فی الاقوال والاوجہ:

اس سے مراد یہ ہے کہ ان اقوال اور وجوہ میں خلط کرنا جو طرق کے بعد والے لوگوں سے مروی ہے یہ صرف خلاف اولیٰ ہے معیوب اور ناجائز نہیں ہے۔

⑥ خلط فی الطرق بلا التزام:

کسی خاص طریق کی پابندی لازم کیے بغیر کسی راوی کی روایت میں ایک طریق کو دوسرے سے خلط کر دینا یہ جائز ہے، بلکہ جب ایک طریق کی وجہ عوام و خواص دونوں میں مشہور ہو۔ اور دوسرے کی وجہ صرف قراء ہی کے یہاں معروف و ثابت ہو۔ اور عوام میں متروک ہوگئی ہو تو اس صورت میں اس ثابت و مشہور عند القراء و متروک عند العوام والی وجہ کی تشہیر نہایت ضروری و مستحسن ہے۔ تدوین و کتابت کے ذریعہ بھی اور پڑھنے پڑھانے کے ذریعے بھی، عام ہے کہ یہ غیر مشہور وجہ ایک ہی طریق سے منقول ہو۔ مثلاً حفص رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لفظی سکتہ جو صرف عبید بن صباح رحمۃ اللہ علیہ ہی کے طریقے سے ہے یا دونوں طرق سے ہو۔ جیسے حفص رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ضُعْفٍ کا فتحہ کہ یہ عبید رحمۃ اللہ علیہ و عمرو رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی کے طریق سے ثابت ہے۔

اختلاف کی نسبت:

اگر پورے امام کی طرف ہو تو قراءت ہے اور اگر راوی کی طرف ہو تو روایت ہے اور اگر راوی کے شاگرد کی طرف ہو تو طریق ہے پس راوی کے شاگرد کو طریق کہتے ہیں۔ برابر ہے کہ یہ خود راوی کا شاگرد ہو یا اس کے شاگرد کا شاگرد ہو۔ غرض اس کے سلسلے میں داخل ہو۔ جیسے دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مکی رحمۃ اللہ علیہ عاصم رحمۃ اللہ علیہ کسائی رحمۃ اللہ علیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ہے اور قالون رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اور اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہے ورش رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اسی طرح صاحب ھادی کا طریق ہے۔ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے اور صاحب عنوان کا طریق ہے ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے و نیز ابو عدی رحمۃ اللہ علیہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طریق ہے ابن سیف رحمۃ اللہ علیہ سے جس کو انہوں نے ازرق رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ورش سے نقل کیا ہے۔

اختلاف واجب و جائز:

جو اختلاف اماموں اور راویوں اور شاگردوں سے اس طرح منقول ہو کہ اس میں انہوں نے اختیار نہ دیا ہو کہ اس طرح بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس طرح بھی نیز قراءت یا روایت وطریق کی تکمیل کے لیے اس کا پڑھنا ضروری ہو اس کو ''اختلاف واجب و روایتی'' کہتے ہیں۔ جیسے قالون رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں میم جمع کا صلہ وعدم صلہ، اور ورش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں مد بدل کی تین وجوہ اور حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں اَلْمُصَیْطِرُوْنَ کا سین وصاد۔ اور جس اختلاف و وجہ میں ناقلین نے اختیار دیا ہو۔ نیز قراءت یا روایت کی تکمیل کے لیے اس کا پڑھنا ضروری نہ ہو، بلکہ معیوب ہو۔ وہ 'اختلاف جائز وتخیری'' کہلاتا ہے، جیسے وقف کی کیفیت کی وجوہ (اسکان اشمام ورَوم) اور مد عارض میں طول وتوسط وقصر۔ پس ان وجوہ کا ہر جگہ جمع کرنا نامناسب ومعیوب ہے البتہ افہام وتفہیم کی غرض سے کسی ایک جگہ جمع کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ اور گو امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی وقفی وجوہ بھی اسی قبیل سے ہیں مگر چونکہ ان کا سمجھنا دشوار ہے۔ اس بناء پر دستور یہ ہے کہ ان کو ہر جگہ جمع کر لیتے ہیں۔

قراءات میں کمی واقع ہونے کی وجہ:

قرون ثلاثہ میں بہت زیادہ ائمہ سے قراءات پڑھی پڑھائی جاتی تھیں اور تیسری صدی ہجری تک علماء وائمہ متعدد مختلف قراءات پڑھتے اور پڑھاتے اور روایت کرتے تھے۔ اور جب تیسری صدی میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر مصنف اپنی کتاب میں ان قراءات کو بیان کرتا جو اس کو صحیح ومتصل سند سے پہنچی ہوتی تھیں، چنانچہ امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے پچیس پچیس ائمہ سے قراءتیں بیان

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی ہیں لیکن خیر القرون کے بعد سند کی طوالت نے جب اکثر لوگوں میں سستی پیدا کردی علماء نے مروجہ تعداد میں کمی کردی۔

چنانچہ امام ابوبکر بن مجاہد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس وقت دنیائے اسلام میں امام الائمہ تھے مروجہ قرآءات میں سے ایک تو شہرت اور وجوہ صحیحہ کی کثرت کی وجہ سے اور دوسرے رسم کی موافقت اور عربیت میں اقویٰ ہونے کی بناء پر ائمہ سبعہ کو منتخب کر کے ان کی قرآءات میں کتاب السبعہ تصنیف کی اور اس کے مطابق روایات و قرآءات پڑھانے لگے۔ یہ پہلی کتاب ہے جس میں ائمہ سبعہ پر اقتصار کیا گیا ہے۔ یہ امر منجانب اللہ ہے کہ ان کو ان کے انتخاب کا دھیان آیا ورنہ بقول امام ابو محمد مکی ستر (۷۰) ائمہ کی قرآءات ان سے مقدم موجود تھیں اور باقی ائمہ ثلاثہ کی قرآءات تو ہر لحاظ سے ان کے برابر تھیں مگر امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعتقاد ہرگز نہ تھا کہ ان کے سوا دیگر قرآءات شاذ یا غیر صحیح ہیں۔

اکثر اولوالعزم معاصرین نے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کو ناپسند کیا اور سات کی تعداد پر تو ان کو خاص اعتراض تھا، مگر امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی فقید المثال شخصیت و شہرت ان کی کتاب ''سبعہ قرآءات'' کے رواج کا باعث بن گئی اور باقی قرآءات کی تعلیم میں کمی آنے لگی۔ پھر امام ابو عبداللہ قیروانی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالقاسم طرسوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوالعباس مہدوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشرق میں سبعہ کو اور مشہور کر دیا۔

چوتھی صدی کے آخر تک اندلس اور بلاد مغرب میں ان مشہور سبعہ قرآءات کا رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے امام ابوعمر طلمنکی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے بعد امام ابو محمد مکی قیروانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوعمر ودانی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر وغیرہ سے پڑھ کر قرآءات سبعہ اندلس میں پہنچائیں۔

پانچویں صدی کے اوائل تک قرآءات سبعہ اکثر روایات وطرق مشہورہ کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔ چنانچہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البیان میں پانچ سو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایات وطرق بیان کیے ہیں۔

روایات کے کم ہونے کی وجہ:

اس کے بعد ہمتیں اور گھٹ گئیں اور طلباء مزید اختصار کے خواستگار ہونے لگے۔ اس پر علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر لکھی۔ اس کے شروع میں خود کہتے ہیں:

”آپ صاحبان نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں آپ کے لیے قراء سبعہ کے مذاہب پر ایک ایسی مختصر کتاب لکھوں جس کا پڑھنا پڑھانا اور یاد کرنا آسان ہو اور اس میں وہ مشہور روایات وطرق بیان کروں جو تھوڑے زمانہ میں حفظ ہو سکیں۔“

پھر کہتے ہیں:

”لہٰذا میں نے آپ کی خواہش کے مطابق یہ کتاب لکھی اور اس میں ہر قاری سے دو دو روایات بیان کی ہیں۔“

تیسیر کے بعد ائمہ سبعہ کی دیگر روایات کا رواج بھی کم ہو گیا اور چھٹی صدی کے آخر میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر کو نظم کر کے اس کی روایات وطرق کو چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا۔

جن قراءات کا رواج کم ہوتا گیا وہ بالکل مٹ گئیں۔ قراءات ثلاثہ بھی غائب ہو جاتیں اگر ابن مہران رحمۃ اللہ علیہ ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ ابن شیطا رحمۃ اللہ علیہ اہوازی رحمۃ اللہ علیہ قلانسی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو العلا رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کو پڑھتے پڑھاتے اور تصنیف و تالیف سے ان کی حفاظت نہ کرتے اور اہل مصر وغیرہ ان کی خدمت نہ کرتے رہتے۔ ائمہ سبعہ کی باقی روایات کی بھی یہی کیفیت ہے کہ وہ بھی تیسیر کے بعد مٹ گئیں اور جس طرح ان روایات کے مٹ جانے کا باعث شذوذ نہیں اسی طرح سابقہ قراءات کے مٹنے کا سبب بھی شذوذ نہیں ہے بلکہ علماء فوت ہو گئے اور علم ان کے ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا۔ آئندہ کوئی جانشین نہ بنا۔ اب اُمت کے پاس عشرہ مشہور متواترہ کی دو دو روایات ہیں۔ ان کے علاوہ چار دیگر قرآءات شاذہ ہیں۔

یہ چار قرآءات شاذہ چار ائمہ سے منسوب ہیں۔

ائمہ اربعہ بعد العشرہ' ان کے راویین اور طرق:

شمار	امام	راوی	طریق
①	امام ابن محیصن المکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳ھ)	① بزی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۰ھ۔۲۵۰ھ) ② ابن شنبوذ (۳۲۹ھ)	① اھوازی رحمۃ اللہ علیہ ② سبط الخیاط رحمۃ اللہ علیہ
②	امام یحییٰ الیزیدی البصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)	① سلیمان بن حکم رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۵ھ) ② احمد بن فرح رحمۃ اللہ علیہ (۳۰۳ھ)	① سبط الخیاط رحمۃ اللہ علیہ ② ابن سوار رحمۃ اللہ علیہ
③	امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۲۱ھ۔۱۱۰ھ)	① شجاع بلخی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰ھ۔۱۹۰ھ) ② دوری (۲۴۶ھ)	① اھوازی رحمۃ اللہ علیہ
④	امام اعمش کوفی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰ھ۔۱۴۸ھ)	① مطوعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۷۰ھ۔۳۷۱ھ) ② شنبوذی رحمۃ اللہ علیہ (۳۰۰ھ۔۳۸۸ھ)	① سبط الخیاط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

ان چار ائمہ کرام سے شاذ قراءات کی وجوہ کے آنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ حضرات ان وجوہ کو بطور قرآن یا قراءت کے پڑھاتے تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ائمہ حضرات بھی ان وجوہ کو شاذ مانتے تھے مگر بطور علم اور قواعد عربیہ کے لحاظ سے ان کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ قرآن یا قراءت کے اعتقاد سے انہوں نے اس کی تعلیم نہیں دی ہے۔

موجودہ دور میں قراءات کی مشہور کتب:

موجودہ دور میں قراءات کی مشہور کتب درج ذیل ہیں:

(1) التیسیر فی القراءات السبع:

یہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ قراءات سبع میں اساسی حیثیت کی حامل ہے۔ اس وقت دنیائے قراءت میں قراءات سبع کی اسناد علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ پر ہی مجتمع ہوتی ہیں۔

(2) حرز الامانی ووجہ التہانی المعروف الشاطبیہ فی القراءات السبع:

یہ دراصل منظوم قصیدہ ہے جس میں (۱۱۷۳) اشعار میں علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''التیسیر فی القراءات السبع'' کو منظوم کیا گیا ہے۔ ناظم امام ابو القاسم الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۰ھ) ہیں۔ اس قصیدہ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا۔ اس کی بے شمار شروح عربی۔ فارسی اور اردو میں کی گئی ہیں۔

(3) تحبیر التیسیر فی القراءات العشر المتواترہ:

یہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ (۸۳۳ھ) کی قراءات عشرہ میں تالیف ہے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سات قراءتوں میں علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''التیسیر'' کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکملہ کیا ہے اور بعد کی تین قرآءات کو بیان فرمایا ہے۔

(۴) الدرۃ المضیئۃ فی القراءات الثلاث المتممۃ للقراءات العشر:

یہ منظوم قصیدہ بھی علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا تالیف کردہ ہے جس میں انہوں نے اپنی کتاب "تحبیر التیسیر" کو نظم کیا ہے۔ اس کے (۲۴۸) اشعار ہیں۔ یہ کتاب بھی مقبولیت کے بڑے اونچے درجہ پر ہے۔ اس میں علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے شاطبیہ کے انداز میں سات قرآءات کے بعد والی تین قرآءات متواترہ کو نظم کیا ہے جو علامہ موصوف کا زبردست کارنامہ ہے۔ اس نظم کی بھی بہت سی شروح عربی۔ فارسی اور اردو میں کی گئی ہیں۔ جو اس قصیدے کی مقبولیت پر دال ہیں۔

(۵) النشر فی القراءات العشر:

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ وہ عظیم الشان تالیف ہے جس میں آپ نے دس قرآءات متواترہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور قرآءات کی حقانیت کو بڑے مدلل اور واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی اس شاندار اور لازوال تالیف سے منکرین قرآءات کے منہ بند ہو گئے ہیں۔

(۶) طیبۃ النشر فی القراءات العشر المتواترہ:

یہ بھی علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا تالیف کردہ منظوم قصیدہ ہے اس میں علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "النشر فی القراءات العشر" کو منظوم کیا ہے یہ قصیدہ (۱۰۱۵) اشعار پر مشتمل ہے اور مقبولیت تامہ رکھتا ہے اس قصیدے کی بہت سی شروح عربی۔ فارسی اور اردو میں تحریر کی گئی ہیں۔

(۷) اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع العشر:

یہ کتاب علامہ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ہے جس میں چودہ قرآءات (دس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآءات متواترہ اور چار قرآءات شاذہ) کی وجوہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب کے علاوہ چودہ قرآءات کی وجوہ اکٹھی اس وقت موجود نہیں ہے۔

الفوائد المعتبرہ فی القراءات الاربعہ بعد العشرہ:

یہ قرآءات عشرہ کے بعد کی چار شاذ قرآءات سے متعلق منظوم قصیدہ ہے جو (۵۷۲) اشعار پر مشتمل ہے یہ قصیدہ خاتمۃ القراء والمحققین علامہ محمد بن احمد المتولی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۳ھ) کا تالیف کردہ ہے۔

شاذ قرآءات کا برصغیر پاک و ہند میں پڑھنا پڑھانا تو عرصہ سے مفقود ہے البتہ مصر۔شام یا سعودیہ میں خال خال بطور افادہ و علمی اضافہ کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ وگرنہ قرآن کی نیت سے ان چار مذکورہ قرآءات کا پڑھنا پڑھانا درست نہیں ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ لغات تو سات ہیں جیسا کہ حدیث سَبْعَةَ اَحْرُفٍ سے واضح بھی ہو رہا ہے لیکن مروجہ قرآءات دس ہیں تو اس امر میں بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے۔ان دونوں میں باہم کس طرح تطبیق دی جائے گی۔

جواب: دراصل یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔سَبْعَةَ اَحْرُفٍ کی حدیث کی جمہور علماء نے جو تشریح کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اداء کے لحاظ سے سات مختلف طریقے یا لغت ہیں۔

اور ہر قرآءت چاہے وہ شاذ ہو ضعیف ہو یا قرآءات متواترہ ہو وہ ان سات ادائی طریقوں سے باہر نہیں ہے۔

یہ مغالطہ دراصل اس وقت شروع ہوا جب امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اپنے دور میں پڑھی پڑھائی جانے والی قرآءات متواترہ میں سے سات نہایت اہم اور فن کے لحاظ سے مضبوط ائمہ کی قرآءات کو اپنی ''کتاب السبعہ فی القراءات'' میں مجتمع کر دیا اور پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی ائمہ کی قرآءات کو علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''التیسیر فی القراءات السبعہ'' میں بیان کیا۔ ان سات قراءات نے مقبولیت میں شہرت کے بام عروج کو اس وقت چھولیا جب علامہ ابو القاسم شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''التیسیر فی القراءات السبع'' کو منظوم کرتے ہوئے ''حرز الامانی و وجہ التھانی فی القراءات السبع المعروف الشاطبیہ'' تالیف کی۔

شاطبیہ فنی لحاظ سے بہت مقبول ہوئی اور بعض غیر محقق لوگوں میں (مگر یہ خیال محقق اور نامور علماء کا مذہب کبھی نہیں رہا) یہ خیال جاگزیں ہوگیا کہ شاطبیہ میں جو کچھ ہے بس وہی درست اور صحیح قرآءات ہیں اور اس کے علاوہ بقایا سب غلط ہے۔ یہ خیال کسی نہ کسی طور پر تو امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے ہی تقویت حاصل کرنے لگا تھا جب انہوں نے ''کتاب القراءات فی السبعہ'' تحریر کی تھی۔ مگر شاطبیہ کی تالیف کے بعد یہ غلط خیال لوگوں کے اذہان میں بہت زیادہ راسخ ہوا کہ سبعۃ احرف میں بیان ہونے والی لغات سے مراد ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب القراءات'' علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''التیسیر'' اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''حرز الامانی'' میں بیان ہونے والی قرآءات ہی ہیں اور اس کے علاوہ باقی سب قرآءات غلط ہیں۔

محقق علماء نے اس غلط نظریے کی تردید میں ہمیشہ کام کیا اور اس سلسلے میں ہر دور میں کام کرتے رہے ان میں ابن مہران رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن شیطا رحمۃ اللہ علیہ۔ اھوازی رحمۃ اللہ علیہ۔ قلانسی رحمۃ اللہ علیہ۔ ابو العلا ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے قابل ذکر حضرات ہیں۔ ان حضرات نے اپنے اپنے دور میں سات قرآءات سے زیادہ پر کتب تالیف کیں اور اس میں ہمیشہ یہ بتایا کہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ سے مراد سات ائمہ کی قرآءات نہیں ہیں بلکہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ سے مراد اداء کے ساتھ مشہور طریقے ہیں جو کہ ہر صحیح قرآءات میں موجود ہیں۔

پھر اس موضوع پر علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ (۸۳۳ھ) نے بہت محققانہ انداز میں کام کیا اور اپنی کتب ''منجد المقرئین'' اور ''النشر فی القراءات العشر'' میں بڑے واضح طور پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بتایا کہ یہ دو الگ الگ امور ہیں جن کو غلط فہمی کی بناء پر باہم خلط ملط کر دیا گیا ہے۔

حاصل یہ کہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ قرآن کے پڑھنے کے وہ سات معروف طریقے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی درخواست پر امت محمدیہ علیہ السلام کو پڑھنے کی سہولت عطا فرمائی۔

اور قراءات عشرہ وہ متواتر قراءات ہیں جنہیں آنحضرت ﷺ نے امت کی تعلیم کے واسطے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھایا تاکہ آگے چل کر وہ تابعین وغیرہم کو اس کی تعلیم دے سکیں اور یہ قراءات عشرہ متواترہ تمام کی تمام سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر مشتمل تھیں اس سے باہر یا الگ چیز نہ تھیں۔

پس قراءات سے مراد قرآن پڑھنے کا وہ انداز ہے جو ہر امام نے اپنے استاذ صحابی رضی اللہ عنہ سے یا تابعی سے سیکھا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ائمہ عشرہ میں سے اکثر امام تابعین ہیں یا تبع تابعین ہیں۔ شروع دور میں صحابہ کرام کے بے شمار شاگرد تھے اور ہر شاگرد امام وقت تھا جو اپنی متصل اور متواتر سند کے ساتھ اپنے شاگردوں کو سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر مشتمل قراءت کی تعلیم دیتا تھا۔

پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان دس ائمہ کو جو اپنے ہم عصر ائمہ سے نہایت ممتاز اعلیٰ درجے کے ضابط۔ ناقل اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انتہائی درجہ کے متقی، پرہیز گار اور علم میں راسخ تھے ان کی قراءات کو اختیار کر لیا۔

بہر حال امت کے پاس موجود دس قراءات سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر مشتمل ہیں اور کوئی قراءت بھی اس سے باہر نہیں ہے۔

انکار قراءت متواترہ کا حکم:

① علامہ جزری رحمہ اللہ ''النشر فی القراءات العشر جلد اول'' میں فرماتے ہیں:

امام ابو محمد مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الکشف'' کے تکملہ میں فرماتے ہیں۔

''وہ قراءات جس میں تینوں شرائط موجود ہوں یعنی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① وہ ثقہ راویوں سے آنحضرت ﷺ سے منقول ہو
② عربیت کی کسی وجہ کے موافق ہو
③ کسی مصحف کی رسم کے مطابق ہو

پس جب کسی قراءت میں یہ تینوں رکن جمع ہو جائیں تو اس قراءت کو بطور قرآن پڑھنا درست ہے اور اس کو یقینی طور پر منزل من اللہ اور صحیح و برحق ماننا ضروری ہے اور دانستہ طور پر اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

② علامہ عبدالوہاب بن سبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

ہر مسلمان کا دینی حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور دل کی گہرائی سے یہ اعتقاد رکھے کہ قراءات عشرہ متواتر ہیں اور ان میں سے کسی حرف کے متعلق بھی شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔

③ شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ کا فتوی:

نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں ان قراءات کی تلاوت درست ہے جو صحیح سند سے ثابت ہوں اور مصاحف عثمانی کی رسم کے موافق ہوں۔

④ شیخ الاسلام مفتی علامہ ابوعمرو عثمان بن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

جس قراءت کی تلاوت کی جائے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کا قرآن ہونا آنحضرت ﷺ سے متواتر طریق پر منقول ہو اور اسی طرح ہر زمانہ میں وہ مشہور رہی ہو اس کو تمام امت نے قبول کیا ہو پس قراءات سبعہ یا قراءات عشرہ کے علاوہ دیگر قراءات کا پڑھنا پڑھانا ممنوع اور حرام ہوگا۔

⑤ امام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

جس طرح لوگوں کے لیے قرآن کے احکام پر عمل کرنا اور اس کے قطعی فیصلوں کی حفاظت ایک عبادت ہے اسی طرح ان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت اس کے حروف و اختلاف کی حفاظت عثمانی مصاحف کے مطابق کریں جس پر تمام صحابہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو اختلافی وجوہ رسم الخط کے موافق ہیں ان میں ان مشہور ائمہ قرآءت کی قرآءات سے تجاوز نہ کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے جانشین تھے اور جن کی اختیار کردہ قرآءات کی قبولیت پر پوری امت کا اجماع ہے (یعنی ائمہ عشرہ کی قرآءات متواترہ)

(النشر فی القراءات العشر)

⑥ ان درج بالا فتاویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاتمہ القراء فی الھند القاری المقری عبدالرحمٰن المکی الالہ بادی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ''فوائد مکیہ'' میں فرماتے ہیں ''قرآءت دو قسم کی ہے ایک تو وہ قرآءت ہے جس کا پڑھنا صحیح ہے اور اس کی قرآنیت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انکار اور استہزا گناہ اور کفر ہے اور یہ وہ قرآءت ہے جو قراء عشرہ سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت ہوتی ہے۔

اور جو قرآءت ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہیں ہوئیں یا ان کے ماسوا سے مروی ہیں وہ سب شاذہ ہیں اور شاذہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا قرآنیت کے اعتقاد سے یا اس طرح کہ سامع کو قرآن شریف پڑھے جانے کا وہم ہو حرام اور ناجائز ہے۔'' (فوائد مکیہ ص ۵۲ مطبوعہ قرآءت اکیڈمی لاہور)

⑦ والد گرامی قدر فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ قرآءات متواترہ ہیں تو ان کا قبول کرنا واجب اور ان کا انکار کرنا حرام ہے۔ کسی شخص کے لیے جو صدق دل سے مسلمان ہے اس کی گنجائش نہیں کہ قرآءات کا رد کرے کیونکہ ہر قرآءت متواترہ قرآن ہے۔''

اس سے یہ بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ اختلاف قراء، اختلاف فقہاء سے جداگانہ چیز ہے۔ اختلاف قراء تمام حق و صواب اور منزل من اللہ ہے جس میں شک کی قطعاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش نہیں۔ اور اختلاف فقہا اختلاف اجتہادی ہے کہ نفس الامر میں حق ایک ہوتا ہے اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہوتا ہے۔ مگر ظنی طور پر اس میں خطاء کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ لیکن ہر قراءت متواترہ دوسری قراءت متواترہ کی نسبت حق و صواب اور فی نفس الامر قطعی اور یقینی ہوتی ہے جس پر ایمان و اعتقاد ضروری ہوتا ہے۔

[امانیه شرح شاطبیه، جلد دوم، صفحه ۱۷۱]

نوٹ:...... اسناد قراءات عشرہ متواترہ کے مطالعہ کے لیے والد گرامی قدر کی کتاب ''شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراءات العشر التواترہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔ نیز ائمہ قراءات عشرہ اور ان کے رواۃ کے سوانحی تذکرہ کے لیے ہماری مطبوعہ کتاب ''تذکرۃ القرا'' کا مطالعہ فرمائیں۔

کچھ ضروری مباحث:

مصاحف عثمانیہ ''سبعہ احرف'' پر مشتمل ہونے کے ثبوت میں:

[1] جمہور علماء و آئمہ متقدمین و متاخرین کہتے ہیں کہ عثمانی مصاحف میں وہ سات حروف ہیں جو نبی کریم ﷺ کے اُس عرضہ اخیرہ میں موجود تھے جو آپ ہر سال حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک حرف بھی ترک نہیں ہوا، پس ان کے یہاں عثمانی مصاحف سات حروف میں سے صرف اُنہی وجوہ پر مشتمل ہیں جن کی رسم میں گنجائش ہے اور جو عرضہ اخیرہ کے موافق ہیں علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی حق ہے جیسا کہ صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

[2] اسی طرح علامہ شاطبی رحمہ اللہ اپنے معروف قصیدہ '' عقيلة اتراب القصائد المعروف قصيده رائيه '' میں فرماتے ہیں:

مِنْ كُلِّ اَوْجُهِهٖ حَتّٰى اسْتَتَمَّ لَهٗ
بِالْاَحْرُفِ السَّبْعَةِ الْعُلْيَا كَمَا اشْتَهَرَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا یہ جمع کرنا قرآن کی تمام وجوہ قراءات کے ساتھ تھا، حتی کہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور ساتوں معروف ادائی طریقوں کے ساتھ (یعنی سَبْعَةَ اَحْرُفٍ) تکمیل پذیر ہوا۔ چنانچہ تاریخی لحاظ سے یہ بات نہایت مشہور ہے۔

③ علامہ بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کا قول ''البرہان فی علوم القرآن'' میں نقل کرتے ہیں:

((والسابع اختاره القاضى ابوبكر، وقال الصحيح انّ هذه الاحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ وضبطها عنه الائمه واثبتها عثمان رضی اللہ عنہ والصحابة رضی اللہ عنہم فى المصحف.)) (البرہان فی علوم القرآن ج ۱۔ص ۲۲۳)

''ساتواں قول قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ ساتوں حروف رسول اللہ ﷺ سے شہرت کے ساتھ منقول ہیں، ائمہ نے انہیں محفوظ رکھا ہے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں مصاحف میں باقی رکھا ہے۔''

④ علامہ ابن حزم رحمتہ اللہ علیہ نے حافظ ابن جریر رحمہ اللہ کے قول کی بڑے سخت الفاظ میں تردید کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ چھ حروف کے ختم کرنے کا قول بالکل غلط ہے اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسا کرنا بھی چاہتے تو نہ کر سکتے کیونکہ عالم اسلام کا چپہ چپہ ان حروف سبعہ کے حافظوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

((واما قول من قال ابطل الاحرف الستة فقد كذب من قال ذلك ولو فعل عثمان رضی اللہ عنہ ذلك او اراده لخرج عن الاسلام ولما مطل ساعة بل الاحرف السبعة كلها موجودة عندنا قائمة كما كانت مثبوتة فى القراءٰت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المشهورة الماثورة.))

(الفصل فی الملل والاهواء والنحل۔ جلد ۲ ص ۷۷۔۷۸)

''یہ قول کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف کو منسوخ کر دیا تو جس نے یہ بات کہی ہے اس نے بالکل غلط کہا ہے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسا کرتے یا اس کا ارادہ کرتے تو ایک ساعت کے توقف کے بغیر اسلام سے خارج ہو جاتے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ساتوں کے ساتوں حروف ہمارے پاس بعینہٖ موجود اور مشہور اور قراءتوں میں محفوظ ہیں۔''

۵ مشہور شارحِ موطا علامہ ابوالولید باجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سنہ ۴۹۴ھ) ''سبعہ احرف'' کی تشریح سات وجوہِ قراءت سے کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((فان قیل هل تقولون ان جمیع هذه السبعة الا حرف ثابتة فی المصحف فان القراء ة بجمیعها جائزة قیل لهم كذلك نقول، والدلیل علی صحّة ذلك قوله عزوجل اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ، وَلا یصح انفصال الذكر المنزل من قراء ته فیمكن حفظه دونها ومما یدل علیٰ صحة ما ذهبنا الیه انّ ظاهر قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یدل علیٰ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ تیسیراً علی من اراد قراء ته لیقرأ كلّ رجل منهم بما تیسر علیه وبما هو اخف علیٰ طبعه واقرب الیٰ لغته لما یلحق من المشقة بترك المالوف من العادة فی النطق ونحن الیوم مع عجمة السنتنا وبعدنا عن فصاحة العرب احوج.)) (المنتقٰی شرح المؤطا جلد ا ص ۳۴۷)

www.KitaboSunnat.com

”اگر یہ پوچھا جائے کہ کیا آپ کا قول یہ ہے کہ یہ ساتوں حروف مصحف میں آج بھی موجود ہیں اس لیے کہ ان سب کی قراءات آپ کے نزدیک جائز ہے؟ تو ہم یہ کہیں گے کہ جی ہاں، ہمارا قول یہی ہے، اور اس کی صحت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ...... ”ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ اور قرآنِ کریم کو اس کی قراءات سے الگ نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن تو محفوظ رہے اور اس کی قراءات ختم ہو جائیں اور ہمارے قول کی صحت پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد کھلے طور پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کو سات حروف پر اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ اس کی قراءت کرنے والے کو آسانی ہو، تاکہ ہر شخص اُس طریقہ سے تلاوت کر سکے جو اس کے لیے آسان ہو اس کی طبیعت کے لحاظ سے زیادہ سہل اور اس کی لغت سے زیادہ قریب ہو کیونکہ گفتگو میں جو عادت پڑ جاتی ہے، اُسے ترک کرنے میں مشقت ہوتی ہے اور آج ہم لوگ اپنی زبان کی عجمیت اور عربی فصاحت سے دور ہونے کی بناء پر اس سہولت کے زیادہ محتاج ہیں۔“

٦ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اصولِ فقہ پر اپنی مشہور کتاب ”المستصفیٰ“ میں قرآن کریم کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں:

((ما نقل الينا بين دفتي المصحف على الاحرف السبعة المشهورة نقلًا متواترا)) (المستصفى جلد ا ص ٦٥)

”وہ کلام جو مصحف کی دفتین میں مشہور سات حروف کے مطابق متواتر طریقہ پر ہم تک پہنچا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ بھی ''سَبْعَةَ اَحْرُفٍ'' کے آج تک باقی رہنے کے قائل ہیں۔

7 اگر حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف کو ختم کر کے صرف ایک حرف پر مصحف تیار کیا ہوتا تو اس کی کہیں کوئی صراحت تو ملنی چاہیے تھی، حالانکہ نہ صرف اس کی کوئی صراحت نہیں ہے، بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحف عثمانی میں ساتوں حروف موجود تھے، مثلاً روایات میں یہ تصریح ہے کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جمع فرمودہ صحیفوں کے مطابق لکھوایا تھا اور لکھنے کے بعد دونوں کا مقابلہ بھی کیا گیا۔ جس کے بارے میں خود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فعرضت المصحف عليها فلم يختلفا في شيء.))

(مشکل الآثار جلد ۴ ص ۱۹۳)

''میں نے مصحف کا مقابلہ ان صحیفوں سے کیا تو دونوں میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔''

اور ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صحیفوں میں قرآنِ کریم کو یقیناً ان ساتوں حروف پر لکھا گیا ہوگا لہٰذا اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف کو ختم کر دیا ہوتا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کیسے درست ہو سکتا ہے کہ:

''دونوں میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔''

8 علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے کہ کیا مصاحف عثمانیہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر مشتمل تھے یا نہیں؟

فقہاء۔ قراء اور متکلمین میں سے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مصاحف عثمانیہ حروف سبعہ پر مشتمل نہیں ہیں۔

جبکہ سلف سے خلف تک جمہور علماء اور مسلمانوں کے ائمہ کا یہ قول ہے کہ مصاحف عثمانیہ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ میں سے صرف ان حروف پر مشتمل ہیں جن کا احتمال ان مصاحف کے رسم الخط سے ہو سکتا ہے اور یہ مصحف اس ''عرضہ اخیرہ'' کے جامع ہیں جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تھا اور یہ مصاحف اس ''عرضہ اخیرہ'' کے مکمل طور پر موافق ہیں حتیٰ کہ اس ''عرضہ اخیرہ'' کا ایک حرف بھی اس میں کم نہیں کیا گیا ہے۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور یہی وہ قول ہے جس کا درست ہونا واضح طور پر عیاں ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۱۳۱)

⁹ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند کے ساتھ حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ میں سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہ کہو کیونکہ اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف کی ترتیب میں جو کچھ بھی کیا وہ ہماری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت کے مشورے سے کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم سے کہا آپ لوگ قرآن کی قراءات کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ مجھے خبر ملی ہے کہ بعض اشخاص ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے اور یہ بات کہنا تقریباً کفر ہے۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے عرض کیا پھر امیر المومنین آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے تو یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیا جائے (اور اس کی نقول کروا کر تمام مملکت میں بھیج دی جائیں) تاکہ پھر کسی قسم کا افتراق اور اختلاف پیدا نہ ہو سکے تو ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کی رائے بہت مناسب ہے۔

١٠ قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الانتصار'' میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح صرف قرآن کو ''مابین اللوحین'' ہی جمع کر دینے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو ان معروف اور ثابت شدہ قراءات پر جمع کرنے کا ارادہ کیا جو آنحضرت ﷺ سے منقول چلی آ رہی تھیں اور اس کے ماسواء شاذ قراءات کو ختم کر دینے کا ارادہ کیا نیز انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو ایک ایسا مصحف دیا جس میں کوئی تقدیم۔ تاخیر اور تاویل نہیں وہ تنزیل کے ساتھ ثبت کیا گیا اس میں منسوخ (عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہونے والی آیات اور قراءات) درج نہیں کی گئی وہ مصحف رسم کے زبردست اور شاندار اصولوں پر لکھا گیا اور اس کی قراءات اور حفظ کا اہتمام کیا گیا تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں کسی فساد اور شبہ میں نہ پڑسکیں اور یہ خدشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

11 ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حاتم سجستانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کل سات مصاحف لکھے گئے جن میں سے ایک ایک مصحف۔ مکہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ روانہ کیے گئے اور ایک مصحف مدینہ میں محفوظ رکھا گیا۔ میرے خیال سے یہ مصحف امام کے علاوہ کا شمار ہے اسے ملا کر کل آٹھ مصاحف بنتے ہیں۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق جس وقت حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مصحف قرآنی مرتب کرنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بنائی، تو ان سے فرمایا تھا:

((اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت رضی اللہ عنہ فی شئی من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانهم))

(صحیح بخاری/ باب جمع القرآن مع فتح الباری۔ جلد ۹۔ ص ۱۲)

”جب تمہارے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان قرآن کے کسی حصہ میں اختلاف ہو تو قریش کی زبان پر لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان پر نازل ہوا ہے۔“

اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتوں حروف باقی رکھے تھے تو اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی وہ جملہ ہے جس سے حافظ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے علماء نے یہ سمجھا ہے کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حروف ختم کر کے صرف ایک حرف قریش کو مصحف میں باقی رکھا تھا، لیکن درحقیقت اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اچھی طرح غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ مطلب سمجھنا درست نہیں ہے کہ انہوں نے حرف قریش کے علاوہ باقی چھ حروف کو ختم فرما دیا تھا۔ بلکہ مجموعی روایات دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ارشاد سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب تھا کہ اگر قرآنِ کریم کی کتابت کے دوران رسم الخط کے طریقے میں کوئی اختلاف ہو تو قریش کے رسم الخط کو اختیار کیا جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس ہدایت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے جب کتابت قرآن کا کام شروع کیا تو پورے قرآنِ کریم میں ان کے درمیان صرف ایک اختلاف پیش آیا، جس کا ذکر امام زہری نے اس طرح فرمایا ہے:

((فاختلفوا يومئذ فی التابوت والتابوة فقال النفر القرشيّون التابوت وقال زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ التابوة فرفع اختلافهم الى عثمان فقال اكتبوه التابوت فانه بلسان قريش نزل.))

(کنز العمال۔ جلد۱۔ ص۲۸۲/ ابن سعد/ فتح الباری جلد۹۔ ص ۱۶/ ترمذی)

"چنانچہ اس موقعہ پر ان کے درمیان "تابوت" اور "تابوۃ" میں اختلاف ہوا، قریشی صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ تابوت (بڑی تاء سے لکھا جائے) اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تابوۃ (گول تاء سے لکھا جائے) پس اس اختلاف کا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا جس پر انہوں نے فرمایا کہ اسے التابوت لکھو کیونکہ قرآن قریش کی زبان پر نازل ہوا ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور قریشی صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جس اختلاف کا ذکر فرمایا اس سے مراد رسم الخط کا اختلاف تھا نہ کہ لغات کا (علوم القرآن مؤلف مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو تلف کیا' وہ کیا تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ختم کیا' وہ کیا تھا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اکٹھے کیے ہوئے صحائف جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے' کو لے کر انہیں مصاحف میں نقل کیا کیونکہ یہ عرضہ اخیرہ' یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آخری دور ہوا تھا' اس کے مطابق تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال قرآن کا دور کرواتے' جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كان يعرض على النبى صلی اللہ علیہ وسلم القرآن كل عام مرة فعرض عليه مرتين فى العام الذى قبض فيه))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن ہر سال پیش کیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات والے سال دو دفعہ آپ پر قرآن پیش کیا گیا۔'' (صحیح بخاری:۸/۴۹۹)

ابن سعد رحمہ اللہ نے مشہور تابعی علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

((فانا أرجوا أن تكون قراء تنا العرضة الآخيرة))

''پس مجھے امید ہے کہ ہماری موجودہ قراءت اسی عرضہ اخیرہ کے مطابق ہے۔'' (الطبقات الکبریٰ:۲/۱۹۵)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرضہ اخیرہ والے قرآن کو ہی نقل کیا تھا جبکہ عرضہ اخیرہ والا قرآن وہ قرآن تھا جس میں آخری احکام اور جو تبدیلی مقصود تھی' کردی گئی۔ اب یہ قرآن جو تبدیلیوں سے مبرا تھا' اسی کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف نقل کیے اور تبدیل شدہ چیزیں جن میں منسوخ آیات' شاذ قراءات اور سبعہ احرف میں سے جزوی چیزیں بدلی جاچکی تھیں اور لوگوں میں شائع ہو چکی تھیں اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع شدہ قرآن کی اطلاع نہ پاسکے' نتیجتاً جس کسی کے پاس

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ تھا وہ تلاوت کرتا رہا' جس سے اختلافات کا ہونا لازمی امر تھا۔ اب جو مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تلف کیے تھے' ان میں یہ چیزیں شامل تھیں مثلاً ایسی منسوخ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی مگر لوگ پڑھ رہے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فانزلت هذه الآية ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ فقر أناها ماشاء الله ثم نزلت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾))

''پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' ہم اسے پڑھتے رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾''

(فتح الباری: ۱۹۸/۸)

اور یہ منسوخ شدہ آیت عرضہ اخیرہ میں موجود نہیں تھی۔ اسی طرح کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن لکھتے ہوئے تفسیری کلمات بھی ساتھ لکھ دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وكان لا يعتقد تحريم ذلك وكان يراه كصحيفة يثبت فيها ما يشاء وكان رأى عثمان والجماعة منع ذلك لئلا يتطاول الزمان ويظن ذلك قرآنا)) (شرح النووی: ۳۴۹/۶)

''وہ قرآن کے متن کے ساتھ اس کی تفسیر کو لکھنا حرام نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے مصحف کی بجائے ایک صحیفہ سمجھتے تھے اور اس میں جو چاہتے لکھ لیتے' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو ممنوع سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک مدت گزرنے کے بعد لوگ اسے بھی قرآن سمجھ لیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع صدیقی اور جمع عثمانی میں یہ تمام چیزیں نکالی گئی تھیں اور انہوں نے سات حروف میں سے چھ کو قطعاً ختم نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے وہی کچھ نکالا تھا جو عرضہ اخیرہ کے وقت اللہ کی طرف سے نکال دیا گیا تھا۔

قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الانتصار'' میں فرماتے ہیں:

''ہم اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ قرآن جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس کے لکھنے کا حکم فرمایا۔ اس کو منسوخ نہیں کیا اور نہ اس کے نزول کے بعد اس کی تلاوت کو منسوخ کیا یہ وہی قرآن ہے جو ''مابین الدفتین'' پایا جاتا ہے اور جس کو مصاحف عثمانیہ میں ثبت کر دیا گیا ہے۔ اس قرآن میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ ہی کوئی زیادتی۔ اس کی ترتیب اور ضبط ٹھیک اسی انداز پر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے لوح محفوظ میں ضبط فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی سورتوں کی ترتیب (بحکم الٰہی) کی اور اس میں اپنی مرضی سے تغیر و تبدل نہیں کیا پھر امت نے اس مصحف کو اسی ترتیب کے مطابق یاد کیا۔''

(الاتقان فی علوم القرآن جلد اول ص ۶۵)

والد گرامی قدر فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں:

''یہ خیال بہت سے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی بڑی مضبوطی سے قائم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف اپنے دور خلافت میں لکھوائے تھے وہ اسی اختلاف قراءت کو ختم کرنے کے لیے تھے۔ یہ غلط تخیل بالعموم کالجوں کے پروفیسروں اور بعض غیر محقق علماء میں میں نے پایا ہے سوچنا چاہیے کہ یہ اختلاف قراءت جبکہ منزل من السماء ہے اور جس کے لیے بار بار آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگی ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے اور جس کے متعلق مشہور حدیث اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ شاہد ہے' اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیسے ختم کر سکتے ہیں'' (نبی کا قول حکم الٰہی کا مظہر ہوتا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے اور شریعت کے احکام میں حجت ہوتا ہے اسے کوئی بھی امتی اپنی مرضی سے تبدیل یا منسوخ نہیں کرسکتا)'' (تیسیر التجوید کے حواشی مفیدہ ص ۵۹)

میری قرآءت عشرہ بطریق الشاطبیہ اور بطریق الدرہ کی اسناد

[1] قرآءت سبع بطریق شاطبیہ:

میں نے قرآءت سبع بطریق شاطبیہ حاصل کی اپنے (۱) شیخ اور مربی استاذ الاساتذہ والمجودین القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ سے حضرت الاستاذ دامت برکاتھم کے پاس قرآءات سبع بطریق شاطبیہ کی دو اسناد ہیں۔

سند اوّل: میرے شیخ محترم نے قرآءات سبع بطریق شاطبیہ حاصل کی میرے والد گرامی قدر (۲) فضیلۃ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ سے انہوں نے (۳) استاذ القراء والجودین الشیخ القاری محمد عبد المالک رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۴) استاذ القراء الشیخ القاری المقری محمد عبد الرحمٰن المکی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے بھائی (۵) استاذ القراء الشیخ القاری المقری محمد عبد اللہ المکی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۶) الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۷) الشیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۸) خاتمہ القراء الشیخ متولی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۹) الشیخ سیّد احمد الدری المالکی التہامی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۱۰) الشیخ احمد بن محمد السلمونہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے (۱۱) الشیخ ابراہیم بن عامر العبیدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۲) الشیخ عبد الرحمٰن الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۳) الشیخ احمد البقری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۴) الشیخ شمس الدین محمد البقری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۵) الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد گرامی (۱۶) الشیخ شحاذۃ الیمنی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۷) الشیخ ناصر الدین محمد الطبلاوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۸) شیخ الاسلام زکریا الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے (۱۹) الشیخ ابونعیم رضوان العقبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑳ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉑ الشیخ عبدالرحمن معالی البغدادی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉒ الشیخ محمد بن مکی ابوعبداللہ الصائغ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉓ الشیخ علی بن شجاع العباسی الشافعی المعروف صہر الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉔ امام القاسم بن فیرہ ابوالقاسم الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉕ الشیخ علی بن محمد ھذیل البلنسی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉖ الشیخ سلیمان بن النجاح الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ㉗ امام عثمان بن سعید الدانی الاموی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ سے

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ سے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک سند امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''التیسیر فی القراءات السبع '' اور والد گرامی قدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب '' شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراء ات العشر المتواترہ '' میں بیان کی گئی ہیں۔

سند دوم : میں نے قرآءات سبع حاصل کی اپنے شیخ اور مربی ① استاذ القراء والمجودین القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ سے، انہوں نے ② الشیخ المقری عبدالفتاح عجمی المرصفی المصری الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ③ الشیخ احمد عبدالعزیز الزیات المقری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ④ الشیخ القاری المقری عبدالفتاح الھنیدی المصری الازھری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ⑤ خاتمۃ القراء الشیخ المتولی المصری الازھری رحمۃ اللہ علیہ سے، جب کہ شیخ متولی رحمۃ اللہ علیہ سے آگے کی سند ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں۔

نوٹ : پہلی سند کی رُو سے میرے اور امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان چھبیس (۲۶) واسطے ہوتے ہیں اور دوسری سند کی رُو سے میرے اور امام دانی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تیئس (۲۳) واسطے ہوتے ہیں۔

قرآءات الثلاث المتمۃ للقراءات العشر بطریق الدرہ کی سند:

میں نے قرآءات ثلاث بطریق الدرہ حاصل کی اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی ① استاذ القراء والمجودین القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے، انہوں نے ② الشیخ القاری المقری عبدالفتاح السید عجمی المرصفی الازہری المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ③ الشیخ احمد عبدالعزیز الزیات المقری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ④ الشیخ القاری المقری عبد الفتاح الھنیدی المصری الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ⑤ خاتمۃ القراء الشیخ المتولی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑥ الشیخ سید احمد الدری المالکی التہامی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑦ الشیخ احمد السلمونہ رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑧ الشیخ ابراہیم بن عامر العبیدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑨ الشیخ عبد الرحمٰن الاجہوری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑩ الشیخ احمد البقری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑪ الشیخ محمد البقری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑫ الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے اپنے والد گرامی ⑬ الشیخ شحاذۃ الیمنی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑭ الشیخ ناصر الدین محمد الطبلاوی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑮ شیخ الاسلام زکریا الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑯ الشیخ ابونعیم رضوان العقبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑰ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے امام جزری رحمۃ اللہ علیہ سے آگے آنحضرت ﷺ تک سند علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ''تحبیر التیسیر فی القراء ات العشر'' اور والد گرامی قدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراء ات العشر المتواترہ'' میں بیان کی گئی ہے۔

نوٹ: میری قراءات ثلاث بطریق درہ کی سند میں میرے اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سولہ واسطے ہوتے ہیں۔

میری قراءات عشرہ بطریق طیبہ کی سند

میں نے قراءات عشرہ بطریق طیبہ حاصل کی اپنے شفیق اور محترم استاذ گرامی ① استاذ القراء والمجودین القاری المقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتھم العالیہ سے، انہوں نے ② الشیخ القاری المقری عبدالفتاح السید عجمی المرصفی الازہری المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ③ الشیخ احمد عبدالعزیز الزیات المقری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ④ الشیخ القاری المقری عبد الفتاح الھنیدی المصری الازھری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑤ خاتمۃ القراء الشیخ المتولی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑥ الشیخ سید احمد الدری المالکی التہامی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑦ الشیخ احمد السلمونہ رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑧ الشیخ ابراہیم بن عامر العبیدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑨ الشیخ عبد الرحمٰن الاجھوری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑩ الشیخ احمد البقری رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑪ الشیخ محمد البقری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑫ الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے اپنے والد گرامی ⑬ الشیخ شحاذۃ الیمنی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑭ الشیخ ناصر الدین محمد الطبلاوی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑮ شیخ الاسلام زکریا الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑯ الشیخ ابونعیم رضوان العقبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے ⑰ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے امام جزری رحمۃ اللہ علیہ سے آگے آنحضرت ﷺ تک سند علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب ''النشر فی القراءات العشر'' میں بیان کی گئی ہے۔

الحمدللہ یہاں پہنچ کر ''تاریخ علم تجوید وعلم قرآءت'' مکمل ہوئی اللہ پاک قبول فرمائے اور اسے میرے لیے۔ میرے والدین گرامی قدر کے لیے اور میرے قابل احترام اساتذہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

((وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین وصلی اللّٰہ علی خاتم النبیّن وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریّاتہ اجمعین))

صفر المظفر ۱۴۲۸ھ
مطابق مارچ ۲۰۰۷ء

قاری نجم الصبیح التھانوی عفی عنہ
مدرس تجوید و قرآءات مدرسہ تجوید القرآن
رنگ محل لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض مؤلف 7

﴿حصہ اوّل﴾

تاریخ علم تجوید

ہدایت انسانیت اور اخلاقی تربیت کا منشور 10
چار بڑی آسمانی کتب 11
حفاظت قرآن کریم 11
دیگر کتب کے مقابلہ میں قرآن کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیوں کیا گیا؟ 14
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کس طرح فرمائی؟ 15
قرآن کی حفاظت بذریعہ تحریر 15
ادائیگی کی حفاظت 16
کلمات قرآن کی حفاظت 16
قرآن کی حفاظت بذریعہ حفظ 17
فضائل قرآن سے متعلق آیات قرآنی واحادیث مبارکہ 17
احادیث مبارکہ سے فضائل قرآن 19

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- قرآن کو معنی سمجھے بغیر حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا 22
- اہمیت تجوید 23
- تبدیلی حرف بالحرف 25
- (الف) تبدیلی مخرج 25
- (ب) تبدیلی صفات 25
- حرکات کو بڑھا کر پڑھنا 26
- حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا 26
- حرکات وسکنات میں غلطی 26
- تبدیل حرف بحرف 27
- حرکات کو بڑھا کر پڑھنا 29
- حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا 29
- حرکات وسکنات کی تبدیلی 30
- لحن جلی وخفی کا حکم 30
- واجب شرعی 31
- واجب اصطلاحی 31
- غلط قرآن پڑھنے سے بچنے کا طریقہ 32
- حصول تجوید میں لوگوں کی تین اقسام اور ان کا حکم 32
- تجوید کی تعریف 33
- علم تجوید کا موضوع 35
- علم تجوید کی غرض وغایت 35
- علم تجوید کا ثمرہ یا فائدہ 35

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- علم تجوید کی فضیلت 36
- علم تجوید کی دیگر علوم سے نسبت 36
- علم تجوید کا استمداد (سہارا) کن چیزوں پر ہے 36
- علم تجوید کا حکم 36
- علم تجوید میں کون سے مسائل زیر بحث آتے ہیں 36
- علم تجوید کے ارکان 37
- حصول علم تجوید کا صحیح طریقہ 37
- علم تجوید ہم تک کیسے پہنچا؟ 38
- میری روایت حفص کی اسناد 38
- سند نمبر ۱ 39
- سند نمبر ۲ 40
- سند نمبر ۳ 40
- علم تجوید کی تدوین اور واضعین علم تجوید 41
- مِنْ حَيْثُ الْاَدَآءِ 41
- مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدُ 42
- ائمہ مذکور کا اہم قواعد کی تدوین میں تحقیق و جستجو 44
- علم تجوید کی اہمیت 46
- قرآن، حدیث اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں 46
- اہمیت و فرضیت تجوید، قرآن کی روشنی میں 46
- اہمیت و فرضیت تجوید احادیث مبارکہ کی روشنی میں 49
- اہمیت تجوید اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں 52

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اہمیت تجوید تابعین، آئمہ قراءت اور دیگر علماء کے اقوال کی روشنی میں. 55
- تحسین صوت 61
- تحسین صوت سے کیا مراد ہے؟ 61
- اچھی آواز میں پڑھنے سے متعلق احادیث 61
- تلاوت قرآن میں حُسن صوت کی اہمیت 64
- لحون عرب 66
- منکرین تجوید کے کچھ اعتراضات اور ان کے جواب 67
- اعتراض نمبر ① 67
- اب اس درج بالا حدیث کے دو تشریحی نکات بنتے ہیں 69
- اعتراض نمبر ② 71
- اعتراض نمبر ③ 72
- اعتراض نمبر ④ 73
- اعتراض نمبر ⑤ 76
- اعتراض نمبر ⑥ 78
- قرآن کی جمع و تدوین 80
- ایک شبہ اور اس کا ردّ 81
- قرآنِ حکیم کی تحریری حفاظت 82
- پہلا دور دورِ رسالت میں قرآن کی جمع و تدوین 82
- کاتبین وحی 87
- مشہور حفاظ و قراء صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم 88
- دوسرا دور خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں قرآن کی جمع و تدوین 89
- دستور جمع صدیقی 92

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تیسرا دور خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں قرآن کی جمع و تدوین 95
- دستورِ جمع عثمانی 97
- جامع القرآن کون ہے؟ 97
- ایک شبہ اور اس کا جواب 98
- دورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ اور دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ کی جمع و تدوین میں فرق 99
- قرآن پر اعراب و نقاط اور مزید تسہیلی اقدامات 100
- قرآنِ کریم کے اجزاء اور رکوع اور اعشار کی تقسیم 102
- مصاحف عثمانیہ کی تاریخ 104
- مصحف مدنی 105
- مصحف مکی 106
- مصحف شامی 106
- مصحف بصری 106
- مصحف یمنی 107
- مصحف بحرین 107
- مصحف کوفی 107
- مصحف امام 107
- تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ میں ممتاز قراء کرام 108

حصہ دوم

تاریخ علم قرآءت

- علم قرآءت کی لغوی تعریف 111

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم قرآءت کی اصطلاحی تعریف 112

علم قرآءت کا موضوع 113

علم قرآءت کی غرض وغایت 113

علم قرآءت کا فضل وشرف 113

علم قرآءت کی دوسرے علوم سے نسبت 114

علم قرآءت کا ماخذ 114

واضعین فن 114

علم قرآءت کا استمداد 114

علم قرآءت کا حکم 115

علم قرآءت کے مسائل 115

علم قرآءت کے تواتر کی شروط 115

علم قرآءت کی حقانیت سے متعلق احادیث 115

"سَبْعَةَ أَحْرُفٍ" سے کیا مراد ہے؟ 126

اوّل اس سے سات مختلف لغات مراد ہیں 126

دوم اس سے مراد اداء کا تغیر وتبدل مراد ہے 126

(اول) اختلاف اسماء 128

(دوم) اختلاف افعال 128

(سوم) وجوہ اعراب کا اختلاف 129

(چہارم) الفاظ کی کمی یا زیادتی کا اختلاف 129

(پنجم) تقدیم وتاخیر کا اختلاف 129

(ششم) اختلاف ابدال 129

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- (ہفتم): اختلاف لہجات 130
- سَبْعَةَ اَحْرُفٍ کی نوعیت 130
- سَبْعَةَ اَحْرُفٍ پر نزول کے فوائد اور حکمتیں 131
- امت کے لیے سہولت اور آسانی 131
- اعجاز قرآنی کے چیلنج میں توسیع 133
- زبان و بیان کا تنوع مگر مفہوم متحد 133
- کلام کی بلاغت اور اختصار 134
- آپ ﷺ کی نبوت اور قرآن کی حقانیت کی دلیل 134
- قراءات کو یاد کرنے میں آسانی 134
- احکام شریعہ کے استنباط میں آسانی 135
- اجر وثواب میں زیادتی 136
- منکرین قراءات کے اعتراضات اور ان کے جوابات 137
- اعتراض نمبر ۱ 137
- اعتراض نمبر ۲ 139
- اعتراض نمبر ۳ 143
- اعتراض نمبر ۴ 144
- اعتراض نمبر ۵ 146
- اعتراض نمبر ٦ 150
- اعتراض نمبر ۷ 155
- قراءت کا دار و مدار نقل پر ہے 165
- کسی قراءات کے متواتر یا شاذ معلوم کرنے کا طریقہ 166

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ان تین ارکان کی مفصل تشریح و توضیح 168
- رکن اوّل ...... نحوی وجہ سے موافقت 168
- رکن دوم ...... رسم عثمانی سے مطابقت 169
- رکن سوم ...... قراءت کا صحیح اور متصل سند سے ہونا 175
- قراءات متواترہ اور شاذہ میں فرق اور امتیاز کے لیے کچھ اہم معلومات .. 182
- قراءت کے تواتر و عدم تواتر پر مزید ابحاث 196
- علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ کی رائے 197
- علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ کی رائے پر علامہ جزری رحمہ اللہ کا جواب 197
- علامہ ابوشامہ دمشقی رحمہ اللہ کی رائے اور علامہ جزری رحمہ اللہ کا جواب 206
- علامہ جزری رحمہ اللہ یہ بیان نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں 209
- کیا علم قراءت خبر واحد کے قبیل سے ہے 217
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرات تابعین رحمہم اللہ میں سے شیوخ قراءات 224
- صاحب اختیار ائمہ قراءات 226
- ائمہ عشرہ، ان کے راوی اور طریق 228
- قراءت، روایت اور طریق 232
- خلط روایات اور طرق 233
- یعنی ایک قراءت پڑھتے ہوئے دوسری قراءت پڑھنا 233
- چند مفید معلومات اور اصطلاحات 234
- خلط فی الاختلاف المرتب 235
- خلط فی الروایۃ بالالتزام 235
- خلط فی الروایۃ بلا التزام علی حسب التلاوت 235

www.kitabosunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلط فی الطریق بالالتزام 235

خلط فی الاقوال والاوجہ 236

خلط فی الطرق بلاالتزام 236

اختلاف کی نسبت 236

اختلاف واجب وجائز 237

قراءات میں کمی واقع ہونے کی وجہ 237

روایات کے کم ہونے کی وجہ 239

ائمہ اربعہ بعد العشرۃ ان کے رواۃ اور طرق 240

موجودہ دور میں قراءات کی مشہور کتب 241

التیسیر فی القراءات السبع 241

حرز الامانی ووجہ التہانی المعروف الشاطبیہ فی القراءات السبع 241

تحبیر التیسیر فی القراءات العشر المتواترہ 241

الدررۃ المضیئۃ فی القراءات الثلاث المتممۃ للقراءات العشر 242

النشر فی القراءات العشر 242

طیبۃ النشر فی القراءات العشر المتواترہ 242

اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع العشر 242

الفوائد المعتبرہ فی القراءات الاربعہ بعد العشرہ 242

ایک شبہ اور اس کا جواب 243

انکار قراءت متواترہ کا حکم 245

کچھ ضروری مباحث 248

مصاحف عثمانیہ "سبعہ احرف" پر مشتمل ہونے کے ثبوت میں 248

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو تلف کیا' وہ کیا تھا؟ 256
- قراءات سبع بطریق شاطبیہ 259
- قراءات الثلاث المتمۃ للقراءات العشر بطریق الدرہ کی سند 260
- میری قراءات عشرہ بطریق طیبہ کی سند 261

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 17170

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

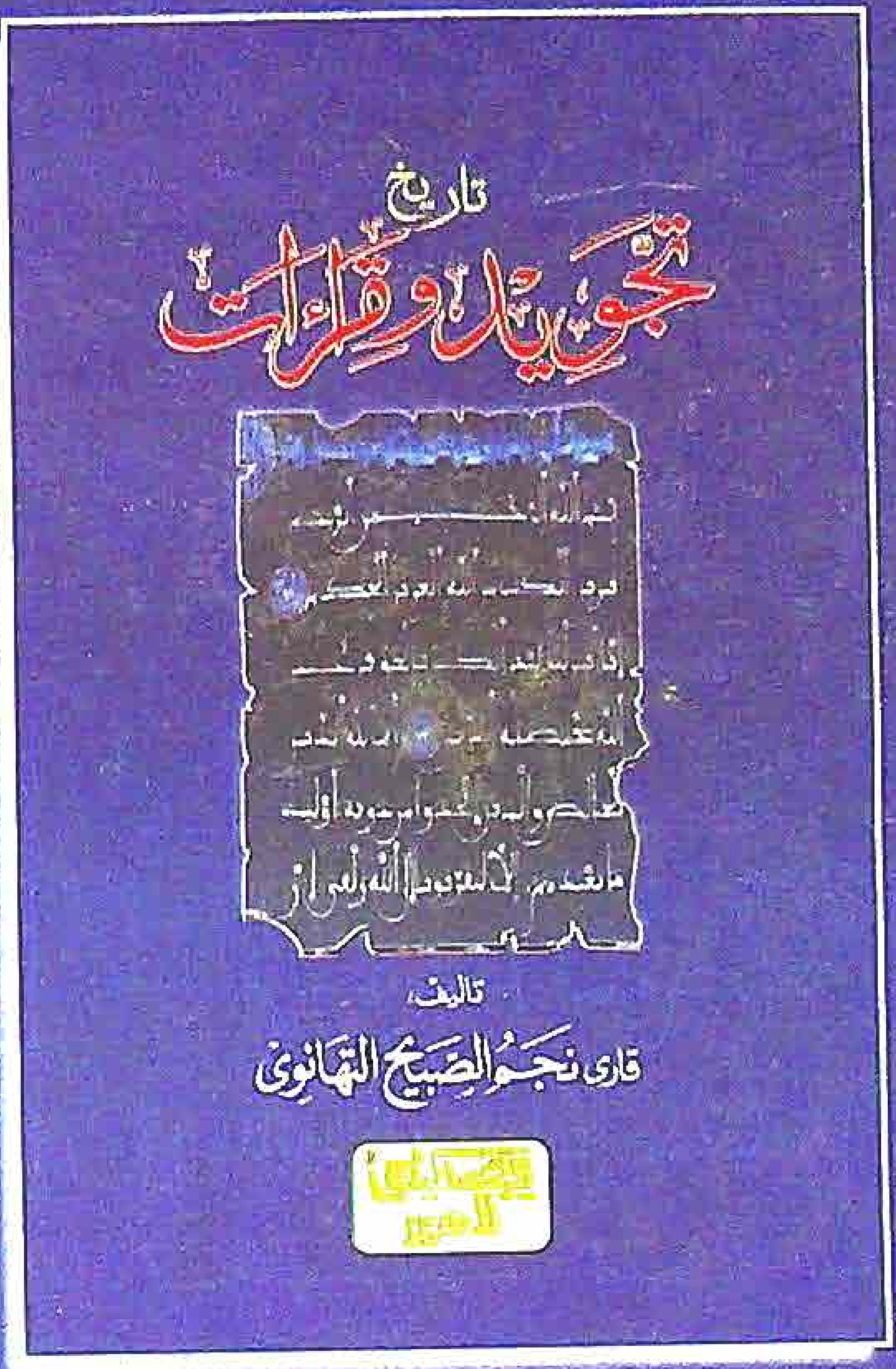

قراءت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 712 24 23
Mob: 0300 - 4785910

❖ دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل ❖

دارالمؤلفین – اردو، فارسی، عربی اور انگریزی- کتب کا ایک بڑا اور نہایت کارآمد ٹیلیگرام چینل ہے۔ جس میں آپ کو سات ہزار سے زائد کتابوں کا عظیم ترین ذخیرہ، ہر موضوع پر الگ الگ فہرستیں، نیز مشہور مصنفین کی الگ الگ فہرستیں آپ کو ملیں گی۔ جیسے:

① عقائد و علم کلام	② تفسیر	③ علوم القرآن	④ احادیث
⑤ علوم الحدیث	⑥ شروحات حدیث	⑦ فقہ	⑧ اصول فقہ
⑨ احکام و مسائل	⑩ بلاغت	⑪ منطق و فلسفہ	⑫ نحو و صرف
⑬ ادب؛ عربی، فارسی، اردو	⑭ سیرتِ رسول اکرم ﷺ	⑮ سیرتِ صحابہ	⑯ سیرتِ اکابر
⑰ تازہ ترین رسائل و جرائد	⑱ درس نظامی (مکمل)	⑲ درود و دعائیں	⑳ ردفرق باطلہ

☆ Join & Share ☆

https://telegram.me/darulmuallifeen

❖ فہرست کتب ٹیلگرام چینل ❖

دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل میں اپلوڈ کی گئی؛ ایک سے زائد جلدوں والی کتب کی فہرست، مشہور شخصیات کی کتب کی فہرست اور درس نظامی کی (درجہ تا دورۂ حدیث و تکمیلات) کتب کی فہرست نیز فن اور موضوع کے اعتبار سے الگ الگ فہرست تیار کی گئی ہیں۔

☆ Join & Share ☆

http://telegram.me/darulmuallifeenfehrist

❖ رہنمائے خطباء ٹیلگرام چینل ❖

خطباءِ عظام کے لیے حالات حاضرہ کے مطابق خطبات و بیانات، مقالات مضامین اور ماہنامے سے مختلف عنوانات پر قیمتی مواد ڈاؤن لوڈ لنکس سمیت فہرست یا پی، ڈی، ایف کی شکل میں ارسال کی جاتی ہے۔

☆ Join & Share ☆

https://telegram.me/rahnuma_e_khutaba

دارالمؤلفین ٹیلگرام چینل